

20

کتاب السنہ

کتاب الولاء و البراء

دوستی اور دشمنی

(کتاب سنت کی روشنی میں)

محققان کیلانی

پروفیسر کیمسٹری ملک سعود
یونیورسٹی ریاض سعودی عرب

جلائل پبلیکیشنز

2 - شیش محل روڈ، لاہور پاکستان

دوستی اور دشمنی

(کتابِ سنت کی روشنی میں)

محقق اہل کمال کی مدد سے

جلائل پبلیکیشنز

2- شیش محل روڈ، لاہور پاکستان

فہرست

نمبر شمار	مضمون کا عنوان	صفحہ نمبر
1	بسم اللہ الرحمن الرحیم - مقدمہ - پیش لفظ	2
2	اللہ تعالیٰ سے محبت	4
3	رسول اکرم ﷺ سے محبت	13
5	اہل ایمان سے محبت	20
6	ایک باطل عقیدے کی تردید	25
7	البراء کے متعلق دو اہم بحث	33
8	اسلام دشمن کفار اور غیر دشمن کفار میں فرق	33
9	جہاد اور دہشت گردی میں فرق	35
10	کفار سے دوستی کی ممانعت کا حکم	37
11	کفار سے دوستی کی دنیا میں سزا	44
12	کفار سے دوستی کی آخرت میں سزا	49
13	عقیدہ الولاء والبراء ہی دو قومی نظریہ ہے	53
14	اقتصادی مقاطعہ..... براءت کا اہم ترین تقاضا	60
15	الولاء والبراء ہی نجات کی راہ ہے	66
16	کفار و مشرکین سے براءت	76
17	حوالہ جات	80

الجزء الاول (حصہ اول) اَلْاِسْلَامُ وَالْاِكْفَرُ

عَقِيدَتَانِ مُتَضَادَّتَانِ اِسلام اور کفر دو متضاد
عقیدے ہیں

82

اَلْاِسْلَامُ نَاسِخٌ لِّجَمِيعِ الْاَدْيَانِ اِسلام کے علاوہ
باقی تمام ادیان منسوخ ہیں

03

83

مَنْ هُوَ الْكُفَّارُ؟ کافر کون ہیں؟

04

85

عَدَاوَةُ الْكُفَّارِ لِاَلْاِسْلَامِ کفار کی اسلام
دشمنی

05

88

سَبَبُ عَدَاوَةِ الْكُفَّارِ لِلْمُسْلِمِينَ مسلمانوں سے
کفار کی دشمنی کا سبب

06

94

عَزَائِمُ الْكُفَّارِ ضِدَّ الْمُسْلِمِينَ كَفَارِ كے مسلمانوں
کے خلاف عزائم

07

98

لَا يُمَكِّنُ وَلَا يَبْنِي الْكُفَّارِ وَالْمُسْلِمِينَ مسلمانوں
اور کافروں میں دوستی ناممکن ہے

08

104

زِينَةُ حَيَاةِ الْكُفَّارِ فِي ضَوْءِ الْقُرْآنِ کافروں کی
دنیاوی شان و شوکت قرآن مجید کی روشنی
میں

09

109

الجزء الثاني (دوسرا حصہ) أَوْلَاءُ
دوستی کا بیان

10

114

مَعْنَى الْوَلَاءِ وَلاءِ کا مطلب

11

116

ولاء کا مستحق کون ہے؟

12

117

13 اَبْمِيَّةُ الْوَلَاءِ دوستی کی اہمیت

118

☒

14 اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ محبت کا حکم

122

☒

15 فَضْلُ الْوَلَاءِ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰی اللہ سبحانہ و
تعالیٰ سے محبت کی فضیلت

126

☒

16 اِقْتِضَاءُ الْوَلَاءِ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰی اللہ تعالیٰ
سے محبت کے تقاضے

137

☒

17 حُكْمُ الْوَلَاءِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
محبت کرنے کا حکم

150

☒

فَضْلُ الْوَلَاءِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وسلم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ محبت کی فضیلت

165

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
محبت کے تقاضے

169

حُكْمُ الْوَلَاءِ لِلْمُؤْمِنِينَ اَهْلَ اِيْمَانٍ كَيْفَ
محبت کا حکم

181

190 اہل ایمان کے ساتھ محبت کی فضیلت

إِفْتِضَاءُ الْوَلَاءِ لِلْمُؤْمِنِينَ اَهْلَ اِيْمَانٍ كَيْفَ
ساتھ محبت کے تقاضے

197

صَرَرُ عَذْمِ الْوَلَاءِ لِلْمُؤْمِنِينَ اَهْلَ اِيْمَانٍ سِوَا
دوستی نہ کرنے کا نقصان

214

الجزء الثالث (دوسرا حصہ) 3

لَبَرَاءٌ دِشْمَنِي كَا بِيَان

24

215

براء کا مفہوم

25

217

مَنْ يَسْتَحِقُّ الْبَرَاءَ؟ بَرَاء كَامَسْتَحَق كُون
بے؟

26

218

نَهَى الْوَلَاءَ عَنِ الْكُفَّارِ كِفَار سے دوستی
کی ممانعت

27

220

نَهَى الْوَلَاءَ عَنِ الْمُنَافِقِينَ مُنَافِقِينَ سے
دوستی کی ممانعت

28

226

عِقَابُ وَلَاءِ الْكُفَّارِ كِفَار سے دوستی
کی سزا

29

228

حُكْمُ الْبَرَاءِ عَنِ الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ كَفَارٍ وَ
مشرکین سے براءت کا حکم

30

234

حُكْمُ الْبَرَاءِ عَنِ الْمُنَافِقِينَ مُنَافِقِينَ مِنْ بَرَاءِ
ت کا حکم

31

247

حُكْمُ الْبَرَاءِ عَنِ الْفَاسِقِ وَالْفَجَّارِ
فاسق اور فاجر لوگوں سے براءت کا حکم

32

251

إِقْتِضَاءُ الْبَرَاءِ عَنِ الْكُفَّارِ كَفَارٍ مِنْ
ت کے تقاضے

33

355

الجزء الرابع (حصہ چہارم) حُكْمُ الْإِحْسَانِ
لِغَيْرِ الضَّارِّينَ مِنَ الْكُفَّارِ بِي ضَرَرٍ كَفَارٍ مِنْ
حسن سلوک کا حکم

34

275

حُكْمُ الْإِحْسَانِ لِغَيْرِ الضَّارِّينَ مِنَ الْكُفَّارِ بِي
ضرر کفار سے حسن سلوک کا حکم

35

276

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْاَمِیْنِ وَالْعَاقِبَةُ

لِلْمُتَّقِیْنَ ، اَمَّا بَعْدُ !

ولاء عربی کا لفظ ہے جس کا مادہ ”و،ل،ی“ ہے ولی کا مطلب ہے دوست، مددگار، حلیف، قریبی، حامی اسی سے ولاء کا لفظ بنا ہے جس کا مطلب ہے دوستی، قربت، محبت، نصرت، حمایت جب یہ لفظ ال کے اضافہ کے ساتھ اَلْوَلَاء کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو یہ ایک شرعی اصطلاح بن جاتی ہے جس کا مطلب یہ واضح کرنا ہے کہ مومن آدمی کو کس کس کے ساتھ دوستی اور محبت کرنی چاہئے۔ اَلْوَلَاء کا لفظ شرعی اصطلاح میں اس قدر جامع ہے کہ اردو کے کسی ایک لفظ کے ساتھ اس کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی مشکل ہے ہم نے اس کی ترجمانی کے لئے ”دوستی“ کا لفظ منتخب کیا ہے لیکن اس دوستی سے مراد وہ قلبی تعلق ہے جو ہمیشہ قائم رہے اور جس میں دلی محبت اور وفا کوٹ کوٹ کر بھری ہو سرے سے خون کی ندیاں ہی کیوں نہ گزر جائیں لیکن اس وفا اور محبت میں ذرہ برابر فرق نہ آئے۔

عقیدہ الوداء کی رو سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے، اس کے بعد رسول اکرم ﷺ سے اور اس کے بعد تمام اہل ایمان سے محبت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

”بِرَّاء“ بھی عربی کا لفظ ہے جس کا مادہ ”ب،ر،ء“ ہے بِرَّاء کا مطلب ہے ”وہ بری ہوا، وہ بیزار ہوا، اس نے نفرت کی، اس نے دشمنی کی، اس نے قطع تعلق کیا۔“ بِرَّاء کا مطلب ہے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرنا یا دشمنی کا اظہار کرنا کسی سے قطع تعلق کرنا، جب یہ لفظ ”ال“ کے اضافہ کے ساتھ ”اَلْبِرَّاء“ کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو یہ ایک شرعی اصطلاح بن جاتی ہے جس کا مطلب یہ واضح کرنا ہے کہ ایک مومن آدمی کو کس کس سے اظہار بیزاری، اظہار نفرت یا اظہار دشمنی کرنا چاہئے۔ ”اَلْوَلَاء“ کی طرح ”اَلْبِرَّاء“ بھی بڑا جامع لفظ ہے اس کی ترجمانی کے لئے ہم نے ”دشمنی“ کا لفظ منتخب کیا ہے جو کہ دوستی کا متضاد ہے یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اس دشمنی سے مراد وہ دشمنی نہیں جو ہمارے ہاں دوروایتی دشمنوں کے درمیان پائی جاتی ہے یعنی ایک

دوسرے کو دیکھتے ہی حملہ آور ہو جانا یا مارنے مرنے پر تل جانا بلکہ اس سے مراد نفرت اور بیزاری کی وہ کیفیت جو ایک مومن آدمی کے دل میں اسلام دشمن کافروں کے خلاف ہمیشہ رہنی چاہئے۔ عقیدہ البراء کی رو سے ہر مسلمان پر اسلام دشمن کفار سے شدید نفرت اور بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے اور موقع ملنے پر ان کے خلاف جہاد (یعنی قتال) کرنا ان کی قوت توڑنا اور ان سے ظلم کا بدلہ لینا فرض ہے۔

شریعت اسلامیہ میں عقیدہ ”الْوَلَاءُ وَالْبِرَاءُ“ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی کوئی ایک سورت بلکہ کوئی صفحہ ایسا نہیں۔ جس میں ”الْوَلَاءُ وَالْبِرَاءُ“ کے بارے میں احکام نہ دیئے گئے ہوں یا کسی نہ کسی طرح ”الْوَلَاءُ وَالْبِرَاءُ“ کا تذکرہ نہ کیا گیا ہو۔ قرآن مجید کی ابتداء سورۃ فاتحہ سے ہوتی ہے جس میں صرف سات آیات ہیں لیکن اس سورۃ میں بھی ”وَلَاءُ“ اور ”بِرَاءُ“ کا مضمون بھرپور انداز میں موجود ہے قرآن مجید کا اختتام سورۃ والناس پر ہوتا ہے جو صرف چھ آیات پر مشتمل ایک چھوٹی سورت ہے وہ بھی ولاء اور براء کے مضمون سے خالی نہیں اس سے بھی تجب کی بات یہ ہے قرآن مجید کی مختصر ترین سورت ”سورۃ الکوثر“ ہے جو صرف تین آیات پر مشتمل ہے اس میں بھی یہ مضمون پوری شدت کے ساتھ موجود ہے جس میں رسول اکرم ﷺ کو کوثر کی نعمت عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے زبردست محبت کا اظہار فرمایا ہے اور اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ فرما کر کفار اور مشرکین سے زبردست نفرت اور دشمنی کا اظہار فرمایا ہے۔

قرآن مجید کی بعض سورتیں تو ساری کی ساری عقیدہ الْوَلَاءُ وَالْبِرَاءُ پر مشتمل ہیں مثلاً سورۃ التوبہ، سورۃ المستحکم، سورۃ المنافقون، سورۃ الکافرون اور سورۃ المہذب جبکہ بعض سورتوں کا بیشتر مضمون اس عقیدہ پر مشتمل ہے مثلاً سورۃ الانفال، سورۃ العنکبوت، سورۃ الفتح، سورۃ محمد، سورۃ المجادلہ، سورۃ الحشر وغیرہ۔ عقیدہ الْوَلَاءُ وَالْبِرَاءُ کی بنیاد چونکہ کلمہ توحید..... لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ..... ہے اس لئے بعض اہل علم کے نزدیک عقیدہ توحید کے بعد قرآن مجید میں جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ الْوَلَاءُ وَالْبِرَاءُ ہی ہے اس سے عقیدہ الْوَلَاءُ وَالْبِرَاءُ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ذیل میں ہم پہلے الْوَلَاءُ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ سے محبت، پھر رسول اللہ ﷺ سے محبت اور اس کے بعد

اہل ایمان سے محبت کے بارے میں باری باری اپنی گزارشات پیش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت:

اللہ تعالیٰ انسان کے خالق، مالک اور رازق ہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق صرف اپنی عبادت اور بندگی کے لئے فرمائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ ترجمہ: ”میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے“ (سورۃ الذاریات، آیت نمبر 56)

اہل علم کے نزدیک انسان کا کوئی عمل اس وقت تک عبادت نہیں بن سکتا جب تک اس میں درج ذیل تین اوصاف شامل نہ ہوں

۱۔ انتہائی ذلت اور عاجزی۔

۲۔ انتہائی خلوص۔

۳۔ انتہائی خوف اور ڈر۔

پس اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی خود اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی اور ذلت اختیار کی جائے، اس کی پکڑ اور عذاب کا خوف محسوس کیا جائے وہاں اس کے ساتھ شدید محبت اور چاہت بھی پیدا کی جائے۔ سورہ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کرام ﷺ کے واقعات بیان کرنے کے بعد یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا

خَاشِعِينَ﴾ (سورۃ الانبیاء : 90)

”یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں چاہت اور خوف کے ساتھ

پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی اختیار کرنے والے تھے۔“

یعنی انبیاء کرام کی عبادت میں عاجزی اور خوف کے ساتھ محبت اور چاہت بھی تھی جو کہ عقیدہ الولاء کی بنیاد

ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (سورة البقرة : 165)

”وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔“

پس اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے ایسی محبت جو رسول اللہ ﷺ کی محبت سے بھی زیادہ ہو، والدین، بیوی، بچوں، اعزہ و اقارب اور دیگر تمام دوست احباب کی محبت سے بڑھ کر ہو، اللہ تعالیٰ کے بعد جن چیزوں سے محبت ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع ہو۔ رسول اکرم ﷺ سے جیسی اور جتنی محبت مطلوب ہے وہ بھی اس لئے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے والدین، بیوی، بچوں اعزہ و اقارب اور دوست و احباب سے بھی جتنی محبت مطلوب ہے وہ بھی اس لئے ہو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے مال و دولت گھربار اور دوسری چیزوں سے بھی اتنی ہی محبت ہو جتنی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے، گویا انسان کی تمام تر محبت کا اصل مرکز اور سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہونی چاہئے نہ تو رسول اللہ ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت سے بڑھ کر ہو نہ ماں، باپ، بیوی، بچوں اور دیگر اعزہ و اقارب کی محبت اللہ کی محبت پر غالب آئے نہ مال و منال گھربار جاہ و منصب کی محبت اللہ کی محبت میں رکاوٹ بننے پائے۔

ان احکام کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر احسانات اور انعامات کا بھی یہ تقاضا ہے کہ دل و جان سے اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے۔ غور فرمائیے! کہ وہ ذات جو اس قدر مہربان اور رحیم و کریم ہے کہ اس نے ہمیں دل، دماغ، اور آنکھوں جیسی نعمتوں سے نوازا، وہ ذات جس نے ہمارے درمیان حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا، وہ ذات جس نے ہمیں دین اسلام کی ہدایت دی، وہ ذات جس نے ہمیں بہترین امت بنایا، وہ ذات جو ہماری مسلسل نافرمانیوں کے باوجود ہمیں دن رات روزی عطا فرماتی چلی جا رہی ہے، وہ ذات جو ہمارے تمام چھوٹے اور بڑے، ظاہر اور پوشیدہ، اگلے اور پچھلے گناہوں کا علم ہونے کے باوجود ہمیں اپنی لاتعداد نعمتوں سے نوازتی چلی جاتی ہے، وہ ذات جس نے اپنی رحمت کے نناوے حصے قیامت کے روز بندوں کو معاف کرنے

کے لئے اپنے پاس رکھے ہیں، وہ ذات جس نے اپنے عرش پر یہ کلمہ ثبت فرما رکھا ہے ((اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ)) ترجمہ: ”بے شک میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔“ (بخاری) یقیناً وہ ذات سب سے زیادہ اس بات کی حق دار ہے کہ اس کے بندے اس کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت کریں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیاں اللہ تعالیٰ سے محبت کا بہترین نمونہ ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو توحید کی دعوت دی باپ نے نہ صرف سنگسار کرنے کی دھمکی دی بلکہ گھر سے نکل جانے کا حکم دے دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے محبت اور دوستی کی راہ میں والدین، اعزہ و اقارب، جائیداد، اور گھر بار کی محبت کو لمحہ بھر کے لئے بھی رکاوٹ نہ بننے نہ دیا اور باپ سے الگ ہو گئے۔ عقیدہ توحید کے جرم میں جب بادشاہ نے آگ میں ڈالنے کا فیصلہ سنایا تب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش پیدا نہ ہوئی، اسی (80) سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمائی اور حکم دیا کہ بیوی بچے کو تنہا بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ آؤ تب بھی ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے میں لمحہ بھر کے لئے تامل نہ کیا۔ چند سال بعد جب اللہ تعالیٰ نے نوجوان بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دیا تو بیٹے کی محبت اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے تسلیم خم کرنے میں رکاوٹ نہ بن سکی اور یوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ثابت کر دیا کہ ان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہے تب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی:

﴿وَابْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفَّى﴾ (سورة النجم : 37)

ترجمہ: ”ابراہیم (علیہ السلام) تو وہ ہے جس نے وفا کا حق ادا کر دیا۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے شریعت عطا کرنے کے لئے کوہ طور پر طلب فرمایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر آدمی اپنے ساتھ لے کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی محبت اور شوق ملاقات سے اس قدر مغلوب ہوئے کہ اپنی قوم کو راستے میں چھوڑ کر جلدی جلدی اکیلے کوہ طور پر پہنچ گئے اللہ تعالیٰ نے پوچھا: ﴿وَمَا اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوسٰى﴾ ”اے موسیٰ! کون سی چیز تمہیں اپنی قوم سے پہلے لے آئی؟“ حضرت موسیٰ نے جواب میں عرض کیا ﴿عَجَلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ

لَسْرَضَى ﴿اے میرے رب! میں نے جلدی اس لئے کی تاکہ تو خوش ہو جائے۔﴾ (سورہ طہ، آیت نمبر

(84,83)

سفر طائف کے دوران رسول اکرم ﷺ کو انتہائی غیر متوقع حزن و ملال اور تکلیف دہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑا زخمی حالت میں شہر سے باہر انگوروں کے ایک باغ میں آپ ﷺ نے پناہ لی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے قدرے اطمینان ہوا تو بڑی رقت انگیز دعا مانگی جس کے چند فقرات یہ ہیں:

”یا اللہ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے (اس تکلیف اور دکھ کی) کوئی پرواہ نہیں تیری عافیت

ہی میرا سہارا ہے میں تیرے اُس رخ انور کی پناہ چاہتا ہوں جس کے وسیلہ سے تاریکیاں روشن

ہوتی ہیں اور دنیا و آخرت کے معاملات درست ہوتے ہیں کہ تو مجھ پر اپنا غضب نازل فرمائے تو

مجھ سے ناراض ہو مجھے تو صرف تیری رضا مطلوب ہے یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے۔“

حزن و ملال کی شدید کیفیت میں بھی رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والے یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے پناہ والہانہ محبت کا مظہر ہیں جو صرف آپ ﷺ ہی کے شایان شان ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی یہ تمنا کہ میں چاہتا ہوں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں (بخاری) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسی بے پناہ محبت ہی کا اظہار ہے۔

اللہ تعالیٰ کی زیارت اور ملاقات کے شوق کی یہ دعا جو آپ ﷺ نے خود مانگی اور امت کو بھی سکھائی اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کی محبت ہی کا ثبوت ہے۔

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ فِي

غَيْرِ ضَرَاءٍ مُضِرَّةٍ وَلَا فَتْنَةٍ مُضِلَّةٍ)) (ترمذی)

”یا اللہ! میں آپ سے آپ کی زیارت کی لذت کا سوال کرتا ہوں اور آپ سے ملاقات کا

شوق مانگتا ہوں کسی ایسی تکلیف کے بغیر جو نقصان پہنچائے اور کسی ایسے فتنے کے بغیر جو گمراہ

کرے۔“

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے آپ ﷺ درج ذیل دعا مانگنے کا اہتمام فرماتے :

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَ مَالِيْ وَ اَهْلِيْ وَ مِنْ الْمَآءِ

الْبَارِدِ))

یا اللہ! میرے دل میں اپنی محبت، میری جان، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ڈال دے۔“ (ترمذی)

وفات مبارک سے چند یوم پہلے آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ”لوگو! تم میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسانات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہیں اگر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو اپنا دوست بنانے والا ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا (بخاری) اور پھر وفات مبارک سے قبل جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ اختیار دیا کہ چاہیں تو دنیا میں رہ لیں چاہیں تو اللہ کے پاس آجائیں تو آپ ﷺ نے دنیا کے بجائے اپنے دوست کے پاس جانے کو ترجیح دی۔ (بخاری)

رسول اکرم ﷺ نے اپنی تعلیم و تربیت اور اپنے طرز عمل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اس طرح کوٹ کوٹ کر بھری کہ کسی بڑے سے بڑے کافر کا ظلم، کوئی بڑی سے بڑی ابتلاء اور بڑی سے بڑی آزمائش اس محبت میں ذرہ برابر کمی نہ کر سکی۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن حذافہ بھی شامل تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں سمیت رومی لشکر کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور قیصر روم کے سامنے پیش کئے گئے قیصر نے عیسائیت قبول کرنے کی دعوت دی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”میں جس دین پر ہوں اسے چھوڑنے سے مرنا ہزار ہا درجہ بہتر سمجھتا ہوں۔“ قیصر نے حکومت کا لالچ دیا۔ حضرت عبداللہ نے پھر وہی جواب دیا۔ قیصر نے غضبناک ہو کر کہا ”میں تمہیں قتل کر دوں گا۔“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مختصر سا جواب دیا ”جو چاہو کر لو۔“ قیصر نے ایک بڑی دیگ منگوا کر اس میں تیل ڈالا نیچے آگ جلانے کا حکم دیا اور دو مسلمان قیدیوں کو باری باری اس میں ڈالنے کا حکم دیا، دونوں قیدی تیل میں گرتے ہی اپنے رب سے جا ملے۔ قیصر نے پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو عیسائیت قبول کرنے کی دعوت دی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا۔“ قیصر نے آپ کو بھی تیل میں ڈالنے کا حکم دیا

جلاد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کوتیل میں ڈالنے لگا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے آنسو نکل آئے۔ قیصر سمجھا شاید موت کے ڈر سے رو رہا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قیصر نے اپنے پاس بلایا اور عیسائیت کی دعوت دی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”تم غلط سمجھے میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے پاس صرف ایک ہی جان ہے، کاش میرے پاس ہزار جانیں ہوتیں تو ہر جان کو اسی طرح اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا۔“ قیصر یہ جواب سن کر انگشت بندھا رہ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی استقامت اور جرات سے اس قدر متاثر ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ کے ساتھیوں سمیت رہا کرنے کا حکم دے دیا۔

(۲) حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان پر تعذیب کا سلسلہ شروع ہو گیا ان کا مالک امیہ بن خلف شدید دھوپ میں لٹا کر بھاری پتھر اور پر رکھ دیتا تاکہ جنبش نہ کر سکیں اور کہتا ”جب تک محمد ﷺ کے دین کا انکار کر کے لات اور عزلی کے عبادت نہ کرو گے اسی طرح پڑے رہو گے۔“ جواب میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ ”أَحَدًا أَحَدًا“ فرماتے۔ اسی جرم میں کفار انہیں رسیوں سے باندھ کر مکہ کی گلیوں گھسیٹتے، کبھی تپتی ریت پر اونٹ منہ لٹا کر اور پتھروں کا ڈھیر لگا دیتے اور کہتے ”کہو میرا رب لات اور عزلی ہے۔“ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جواب میں صرف ایک ہی بات فرماتے ”أَحَدًا أَحَدًا.....!“

(۳) آل یاسر بن مخزوم کے غلام تھے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ کو ضعیف العمری کے باوجود کفار لوہے کی زرہ پہنا کر تپتی زمین پر لٹا دیتے اور پاس کھڑے ہو کر قہقہے لگاتے اور کہتے ”محمد ﷺ کے دین کا مزا چکھو۔“ ان کے شوہر حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور بیٹے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی پشت کو آگ سے داغا جاتا، پانی میں غوطے دیئے جاتے، لوہے کی زرہیں پہنا کر جلتی ریت پر لٹا دیا جاتا۔ رسول اکرم ﷺ نے کفار کا ظلم اور غریب الدیار آل یاسر کا صبر و ثبات دیکھا تو فرمایا:

”فَاصْبِرُوا يَا آلِ يَاسِرٍ إِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْجَنَّةَ“

”اے آل یاسر صبر کرنا تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے۔“

ایک روز بوڑھی سمیہ رضی اللہ عنہ دن بھر کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد شام کو گھر لوٹیں تو بد بخت ابو جہل نے انہیں گالیاں دینی شروع کر دیں غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو اپنا برچھا حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ کو دے مارا وہ اسی وقت

زمین پر گر پڑیں اور جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ !

(۴) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ مکہ میں ام انمار بنت سباع الخزاعیہ کے غلام تھے۔ اسلام لانے کے جرم میں کفار ان کے کپڑے اتروا کر دکھتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیتے اور سینے پر بھاری پتھر کی سل رکھ دیتے اور کبھی کوئی آدمی سینے پر چڑھ کر بیٹھ جاتا تا کہ کروٹ نہ بدل سکیں۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا جسم انگاروں پر جلتا رہتا حتیٰ کہ خون اور پیپ جسم سے رس رس کر انگاروں کو کھنڈا کرتی، کبھی اُم انمار حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں لٹا دیتی اور کبھی گرم لوہے سے آپ رضی اللہ عنہ کا سر داغتی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ مسلسل کفار کے اس بہیمانہ ظلم کا نشانہ بنے رہے حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔

(۵) عبدالعزیٰ بن نہیم یتیم تھے چچانے بڑی محبت اور شفقت سے پرورش کی لیکن جب مسلمان ہوئے تو چچا غضبناک ہو گیا کہنے لگا ”نیا دین چھوڑ دو ورنہ تمہاری ساری جائیداد اور مال و متاع چھین لوں گا“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”چچا جان! میری جان بھی چلی جائے تو اب یہ دین نہیں چھوڑوں گا۔ چچانے وہیں کھڑے کھڑے بدن کے کپڑے اتروائے صرف ایک لنگوٹی رہنے دی۔ ماں کے پاس آئے تو وہ دیکھ کر بیتاب ہو گئی جسم ڈھانکنے کے لئے چادر دی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چادر کے دو ٹکڑے کئے ایک اوپر لیا اور ایک نیچے باندھا اور خالی ہاتھ پیدل مدینہ کا رخ کر لیا طویل اور پُر صعوبت سفر طے کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچے، نماز فجر کے بعد دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ”کون ہو؟“ عرض کیا ”عبدالعزیٰ ہوں، اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں گھر بار چھوڑ کر اسلام لانا چاہتا ہوں۔“ رسول رحمت نے فرمایا ”آج کے بعد تم عبدالعزیٰ نہیں عبداللہ اور تمہارا لقب ذوالجہادین (دو چادروں والا) ہے آئندہ تم ہمارے ہی قریب رہو گے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اصحاب صفہ میں شامل ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں دنیا کی ساری محبتوں سے بے نیاز ہو گئے۔

(۶) جنگ احد میں شریک ہونے سے پہلے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جش رضی اللہ عنہ دونوں نے مل کر اپنی اپنی دعا مانگی۔ حضرت سعد نے یہ دعا کی ”یا اللہ! جب میرا دشمن سے

مقابلہ ہو تو میرا سامنا کسی بہادر جنگجو کافر سے ہو ہم دونوں زور آزمائی کریں حتیٰ کہ مجھے دشمن پر غلبہ حاصل اور میں اسے قتل کر دوں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس دعا پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ نے یہ دعا مانگی ”یا اللہ! میرا مقابلہ ایسے کافر سے ہو جو بہت بہادر تجربہ کار اور جنگجو ہو میں صرف آپ کو راضی کرنے کے لئے اس سے لڑوں بالآخر وہ مجھ پر قابو پالے اور میری ناک، کان وغیرہ کاٹ ڈالے قیامت کے دن جب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو آپ پوچھیں ”عبداللہ! تیرے ناک اور کان کیوں کاٹے گئے؟ میں عرض کروں ”یا اللہ! تیری رضا کے لئے۔“ آپ جواب دیں ”ہاں! عبداللہ نے سچ کہا۔“ دونوں حضرات کی دعا قبول ہوئی، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے، کفار نے ان کے کان، ناک کاٹ کر درخت سے لٹکا دیئے۔ حضرت سعد نے جنگ کے اختتام پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نعش دیکھی تو کہنے لگے ”واللہ! عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے اچھی تھی۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتوں کا مطالعہ کیا جائے تو یوں نظر آتا ہے کہ ہر صحابی اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ غزوہ احد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زرہ کے بغیر لڑتے دیکھا تو انہیں زرہ پہنانی چاہی حضرت زید نے جواب دیا ”عمر! زرہ تو وہ پہنے جسے زندگی عزیز ہویں تو اپنی زندگی اللہ کے ہاتھ بیچ چکا ہوں۔“

حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے اللہ کی راہ میں جان دینے کا شوق اس قدر تھا کہ فرماتے ”میں معذور ہوں اگر مجھے لشکر اسلام کا جھنڈا دے دیا جائے تو ایک ہی جگہ جم کر کھڑا رہوں گا اور جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دوں گا۔“ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ وقت شہادت لشکر اسلام کا جھنڈا دونوں بازوؤں کی مضبوط گرفت میں تھا۔

حضرت عمرو بن جوح رضی اللہ عنہ لنگڑا کر چلتے تھے بیٹوں نے غزوہ احد میں شریک ہونے سے زبردستی روک دیا تو کا شانہ نبوت پر حاضر ہوئے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے لڑے مجھے جہاد پر جانے منع کر رہے ہیں لیکن اللہ کی قسم مجھے امید ہے میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں گا اور لنگڑا تے ہوئے جنت میں داخل

ہوں گا، اللہ کے لئے مجھے اپنے ساتھ جہاد پر جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔“ رسول اکرم ﷺ نے اجازت دے دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے میدان جنگ میں ان کی لاش دیکھی تو فرمایا ”اللہ کے بعض بندے قسم کھاتے ہیں تو اللہ انہیں پورا فرما دیتا ہے۔“

قرآن مجید کی آیت: ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يقرضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفُهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ﴾ ترجمہ ”کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھا قرض تاکہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا کر واپس کرے اور اس کے لئے بہترین اجر ہے۔“ (سورہ حدید: 11) نازل ہوئی تو حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ ہم سے قرض مانگتے ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہاں!“ حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنا باغ اللہ کو قرض دیتا ہوں۔“ اس باغ میں ابو دحداح رضی اللہ عنہ کا رہائشی مکان بھی تھا، گھر سے باہر کھڑے ہو کر بیوی کو آواز دی ”اُمّ دحداح رضی اللہ عنہا گھر سے نکل آؤ میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔“ بیوی بھی اللہ سے محبت کرنے والی تھی کہنے لگی ”ابو دحداح رضی اللہ عنہ! تم نے نفع کا سودا کیا ہے۔“ بال بچوں کو لے کر فوراً گھر سے باہر نکل آئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے دین کے لئے جان و مال کی قربانیاں دینا، گھر بار اور وطن چھوڑنا، مصائب و آلام اور رنج و الم برداشت کرنا، کفار کے ظلم و ستم اور اذیتیں برداشت کرنا، اللہ کی محبت کے بغیر ممکن ہی نہیں اللہ تعالیٰ سے یہی محبت عقیدہ الولاء کی بنیاد ہے، جس پر ایمان لانا اور عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

آخر میں ہم اپنے قارئین کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہیں گے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعویدار ہیں سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے اس دعوے کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم اپنے اس دعوے میں کہاں تک سچے ہیں اگر ہم اللہ کے دین کے لئے کوئی قربانی دے رہے ہیں یا مشقت اٹھا رہے ہیں تو پھر کسی نہ کسی درجہ میں ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی امید رکھ سکتے ہیں، لیکن اگر اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ محض زبانی زبانی ہے اور عملاً اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہمیں اپنی جان، اپنا

مال، اپنا منصب، اپنا وطن، اپنے آرام دہ گھر، اپنے ماں باپ، اور اپنے بیوی بچے پیارے ہیں تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ قانون نہیں بھولنا چاہئے کہ جو لوگ اللہ سے محبت نہیں کرتے اللہ تعالیٰ انہیں مٹا کر ان کی جگہ ایسے لوگوں کو لے آتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ، أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ، ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ، وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

ترجمہ: ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم سے کوئی اپنے ایمان سے پھر جاتا ہے (تو پھر جائے) اللہ بہت سے لوگ ایسے پیدا فرما دے گا جن سے اللہ محبت فرمائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں گے جو اہل ایمان کے لئے نرم اور کفار کے لئے سخت ہوں گے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں گے اور کسی کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے وہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔ (سورۃ المائدہ: 54)

رسول اکرم ﷺ سے محبت:

عقیدہ الوداع کی رو سے اللہ تعالیٰ کے بعد رسول اکرم ﷺ سے ایسی محبت کرنا تمام اہل ایمان پر فرض ہے۔ جو ماں، باپ، بیوی، بچوں، اور دیگر اعزہ و اقارب حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۃ الاحزاب: 56)

”بے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم

بھی ان پر درود بھیجو۔“

اللہ تعالیٰ کا نبی اکرم ﷺ پر ”صلوٰۃ“ بھیجنے سے مراد رسول اکرم ﷺ سے محبت کرنا اور رسول اکرم ﷺ پر

اپنی رحمتیں نازل فرمانا ہے۔ فرشتوں کا کاتبی اکرم ﷺ پر ”صلاة“ بھیجنے سے مراد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کرنا اور آپ ﷺ پر رحمت نازل کرنے کی دعائیں کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اور فرشتے رسول اکرم ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو اہل ایمان پر رسول اکرم ﷺ سے محبت کرنا بدرجہ اولیٰ فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے علاوہ امت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی محبت، شفقت اور رحمت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ ہر مسلمان اپنی جان و مال و اولاد سے بڑھ کر رسول اکرم ﷺ سے محبت کرے۔

غور فرمائیے! وہ محترم اور مکرم رسول ﷺ جنہوں نے ہمیں عقیدہ توحید سے آشنا کیا، جنہوں نے ہمیں جہنم کے راستے سے ہٹا کر جنت کے راستے پر ڈالا، جنہوں نے ہمیں اللہ کی بندگی کا سلیقہ سکھایا، جنہوں نے ہمیں با مقصد زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی، جنہوں نے ہمیں اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، سونے، جاگنے، کھانے، پینے اور گفتگو کرنے حتیٰ کہ طہارت اور پاکیزگی کے آداب سکھلائے، جنہوں نے ہم تک دین پہنچانے کے لئے بے پناہ مصائب اور مظالم برداشت کئے، جنہوں نے پتھر مارنے والوں اور لہو لہان کرنے والوں کے لئے ہدایت کی دعائیں مانگیں، جنہوں نے دشمن پر دسترس حاصل ہونے کے بعد کمال شفقت اور مہربانی سے انہیں معاف فرمادیا، جنہوں نے رات کی تنہائیوں میں امت کی مغفرت اور بخشش کی دعائیں مانگیں، جنہوں نے ساتوں آسمانوں کے اوپر جا کر بھی اپنی امت کو فراموش نہیں فرمایا، جنہوں نے ساری ساری رات امت کے غم میں آنسو بہائے، جنہوں نے اپنی مخصوص دعا امت کی مغفرت کے لئے محفوظ فرمائی، جو جہنم اور جنت کا فیصلہ ہو جانے کے بعد بھی اپنی امت کی شفاعت کے لئے بے چین ہوں گے جو واقعتاً ہمارے ماں باپ، ہمارے بیوی بچوں سے بھی زیادہ ہمارے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں بلکہ ہماری اپنی ذات سے بھی بڑھ کر ہمارے محسن اور مہربان ہیں، ان سے ایسی محبت کرنا جو اللہ تعالیٰ کے بعد دنیا کے تمام رشتوں سے بڑھ کر ہو ہر مسلمان پر واجب ہونی ہی چاہئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان کے اُس درجہ پر فائز تھے جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب تھا اس لئے بعد میں آنے والے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ”تم بھی ویسا ہی ایمان لاؤ جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے تھے۔“ ارشاد ماری تعالیٰ ہے ﴿اٰمِنُوْا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ﴾ ترجمہ: ”ویسا ہی ایمان لاؤ جیسا ایمان لوگ (مراد صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم) لائے ہیں۔“ (سورۃ البقرہ: 13) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف اللہ تعالیٰ سے محبت کا حق ادا کیا بلکہ رسول اکرم ﷺ سے محبت کا منفرد زریں باب رقم کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

(۱) مسیلہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو رسول اکرم ﷺ نے اسے گمراہی سے روکنے کے لئے حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ خط ارسال کیا خط پڑھ کر مسیلہ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا ”کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“؟ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ مسیلہ نے پوچھا ”کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟“ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”نہیں!“ مسیلہ نے جلاؤ کو حکم دیا اس کا ایک بازو کاٹ دو۔ جلاؤ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کا ایک بازو کاٹ دیا۔ مسیلہ نے دوبارہ پوچھا ”کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟“ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے پھر انکار کیا تو مسیلہ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کا دوسرا بازو کاٹنے کا حکم دیا۔ جلاؤ نے دوسرا بھی بازو کاٹ دیا۔ مسیلہ بار بار حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کرتا رہا حضرت حبیب رضی اللہ عنہ انکار کرتے رہے اور مسیلہ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے جسم کے ٹکڑے کرتا رہا حتیٰ کہ صبر و اقامت کے پیکر نے اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کردی (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ)

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کی والدہ کو جب اپنے بیٹے کی اس مظلومانہ شہادت کی خبر ملی تو کہنے لگیں ”میں نے اسی لئے تو اپنے بیٹے کو پالا پوسا تھا، میں اللہ کے ہاں ثواب کی طالب ہوں۔“

(۲) غزوہ احد میں حضرت ہند بنت عمرو انصاریہ رضی اللہ عنہا کے شوہر (حضرت عمرو بن جوح رضی اللہ عنہ)، بھائی (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)، بیٹا (حضرت خلا دین عمرو رضی اللہ عنہ)، تینوں شریک ہوئے اور شہید ہو گئے۔ جنگ کے اختتام پر لوگ مدینہ واپس آنا شروع ہوئے تو حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے ان سے سوال کیا ”رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟“ لوگوں نے بتایا ”تمہارا شوہر شہید ہو گیا ہے۔“ حضرت ہند رضی اللہ عنہ نے بڑے حوصلے سے یہ خبر سنی اور پھر اپنا سوال دہرایا ”رسول اکرم ﷺ کیسے ہیں؟“ لوگوں نے بتایا

”تیرا بھائی شہید ہو گیا ہے۔“ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے یہ خبر بھی پورے صبر و ثبات کے ساتھ سنی اور پھر اپنا سوال دہرایا ”رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟“ لوگوں نے بتایا ”تیرا بیٹا بھی شہید ہو گیا ہے۔“ عزم و استقامت کی پیکر خاتون کے جذبہ ایمانی میں تینوں قریبی اعزہ کی شہادت نے معمولی سی لغزش بھی پیدا نہ کی اور پھر لوگوں سے وہی سوال پوچھا ”رسول اکرم کیسے ہیں؟“ لوگوں نے بتایا ”اللہ کے رسول ﷺ تو خیریت سے ہیں۔“ تب اس شیر دل خاتون کے دل کو قرار آیا۔ بڑے سکون اور وقار کے ساتھ میدان احد کی طرف چل دیں۔ رسول اکرم ﷺ کے رخ انور پر نظر پڑی تو فوراً پکارا اٹھیں کُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَکَ جَلَلُ آپ کا نورانی چہرہ دیکھنے کے بعد اب ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔

(۳) غزوہ احد میں ایک موقع پر اسلامی لشکر مشرکین کے شدید زرعہ میں آ گیا۔ صرف نو آدمی رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد رہ گئے جب حملہ آور بالکل قریب آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”کون ہے جو ان کو ہم سے دور کرے؟“ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے فوراً جواب دیا ”میں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا ”تم ابھی رہنے دو۔“ ایک دوسرے صحابی نے عرض کیا ”میں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! تم آگے بڑھو۔“ باری باری سات آدمی آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے تب آپ ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو آگے بڑھنے کی اجازت دی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو چکے تھے پیشانی خون آلود تھی ہونٹوں پر گہرے زخم آچکے تھے تھکاوٹ اور زخموں سے آپ نڈھال ہو چکے تھے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ ایک طرف مشرکین پر زوردار حملہ کر کے انہیں پیچھے ہٹاتے اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی طرف لپک کر آتے اور انہیں محفوظ مقام پر پہنچانے کے لئے پہاڑ پر چڑھنے میں مدد دیتے حتیٰ کہ حضرت طلحہ مشرکین کو بھگانے اور آپ ﷺ کی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو گئے اسی جدوجہد میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ جسم پر دس سے زیادہ نیزے اور تلوار کے زخم آئے، منتشر صحابہ کرام میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ واپس آئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں دھنسی ہوئی لوہے کی زرہ کی دو کڑیاں نکالنے لگے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ”ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں یہ کڑیاں مجھے نکالنے دو۔“ حضرت ابوعبیدہ

رضی اللہ عنہ نے دونوں کڑیاں دانتوں سے کھینچ کر آپ ﷺ کے رخسار مبارک سے نکالیں اور اسی کوشش میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے اپنے دودانت بھی گر گئے۔ اسی دوران میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر چکے تھے آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا ”اپنے بھائی طلحہ رضی اللہ عنہ کو سنبھالو اس نے جنت واجب کر لی ہے۔“

(۴) ہجرت کے بعد کفار اور مسلمانوں کی باہمی کشمکش کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ گئی۔ مسلمانوں کو ہر آن قریش مکہ کے حملہ کا خوف لگا رہتا۔ ان حالات میں بعض اوقات رسول اکرم ﷺ ساری ساری رات جاگ کر گزار دیتے، بعض اوقات کوئی جائنثار خادم پہرہ دیتا تو آرام فرما لیتے۔ ایک رات آپ ﷺ آرام فرمانا چاہ رہے تھے لیکن کوئی پہرہ دار نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے تمنا فرمائی ”کاش آج کوئی اللہ کا نیک بندہ پہرہ دیتا تو میں آرام کر لیتا۔“ اسی دوران میں کسی ہتھیار بند آدمی کی آمد کا احساس ہوا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ آنے والے نے جواب دیا ”سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہوں۔“ آپ نے دوبارہ پوچھا ”کیسے آئے ہو“ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ میرے دل میں آپ کے متعلق خطرے کا اندیشہ پیدا ہوا اس لئے آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے پہرہ دینے حاضر ہوا ہوں۔“ رسول اکرم ﷺ نے مسرت کا اظہار فرمایا، حضرت سعد کو عادی اور آرام کی نیند سو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت، عقیدت اور دوستی کا جذبہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایسی قدر مشترک تھی جسے ایک دوسرے سے ممیز کرنا بہت مشکل ہے البتہ ہر صحابی کی محبت اور عقیدت کا انداز الگ الگ ہے۔ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم ﷺ کو اپنے مکان کی نجلی منزل سے اوپر کی منزل میں منتقل ہونے کی درخواست کرنا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا آخرت میں رسول اکرم ﷺ کے دیدار سے محروم ہونے کے خدشہ سے رونا، دارالندوہ کی پرانی یادوں کو بھلانے کے لئے حضرت حکیم بن خزام رضی اللہ عنہ کا اسے فروخت کر کے صدقہ کرنا، حضرت ربیعہ سلمی رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم ﷺ سے جنت میں رفاقت کا سوال کرنا، حضرت حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم ﷺ کو اونگھ کی حالت میں ساری رات سہارا دینا، غزوہ احد کے اختتام پر زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کا نیم جاں حالت میں اپنا سر نبی اکرم

ﷺ کے قدموں میں ڈال دینا، غزوہ احد میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا انتہائی نازک موقع پر آپ ﷺ کے دفاع کے لئے تلوار چلانا، حضرت عقبہ بن عامر کا رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں گھوڑے پر سوار نہ ہونا، غزوہ احد میں رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کے لئے حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو اسیر بنالینا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دینا، آپ ﷺ کا جوٹھاپینے کے لئے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا نفلی روزہ توڑ دینا، دوران خطبہ بیٹھنے کا حکم دینے پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ جانا، گنبد نما مکان کی تعمیر پر آپ ﷺ کے اظہار ناراضی فرمانے پر صحابی کا سارے کا سارا مکان گرا دینا، آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اذان نہ دینا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر رسول پر بے قابو ہو کر رونا، جمعرات کے ذکر پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مسلسل ہچکی بندھ جانا، یہ ساری باتیں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور عقیدت کے مختلف انداز ہی تو ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مومن کی ساری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے ہی عبارت ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہی ہے جو مومن آدمی کو زندگی کے شرور و فتن سے محفوظ رکھتی ہے، زندگی میں آنے والے مصائب و آلام سہنے کا حوصلہ عطا کرتی ہے، زندگی کے دکھوں، غموں اور تکلیفوں میں مومن کو سکون اور طمانیت عطا کرتی ہے، دنیا کی زندگی گزارنے کے بعد جب مومن آدمی موت کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے تو مومن آدمی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور شوق زیارت میں ہنستا مسکراتا موت کو گلے لگا لیتا ہے اور پھر عالم برزخ میں بھی اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہی مومن کو ثبات عطا کرتی ہے، عالم برزخ کے بعد آخرت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہی اس کے لئے شفاعت کا باعث بنے گی اور وہ جنت میں داخل ہو سکے گا۔

پس مومن آدمی کی زندگی کا حاصل فقط اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہی ہے جو ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی ہے جسے فنا نہیں باقی ساری محبتیں فنا ہونے والی ہیں ماں، باپ کی محبت، بیوی بچوں کی محبت، اعزہ و اقارب کی محبت، گھربار اور وطن کی محبت، مناصب اور مال و منال کی محبت، ساری محبتیں فنا ہونے والی ہیں الا یہ کہ ان

میں سے جو محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے تابع ہوگی، وہ باقی رہے گی۔ زندگی کی ساری دلفریبیاں، ساری رنگینیاں، ساری خوبصورت تمنائیں، ساری خوشیاں، آرزوئیں، مٹنے والی ہیں سوائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے، اور سچی بات تو یہ ہے کہ دنیا میں اللہ اور اس کی محبت کے سوا رکھا ہی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو خود ساری دنیا کو ”متاع الغرور“ دھوکے کا سامان کہا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ”دنیا اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے، اور جسے اللہ محبوب رکھے اور سوائے عالم اور متعلم کے۔“ (ابن ماجہ) پس جس آدمی کے پاس اللہ اور اس کے رسول کی سچی محبت ہے اگر وہ ساری دنیا کی نعمتوں سے بھی محروم ہے تب بھی بڑا خوش نصیب، بڑا خوشحال اور بڑا خوش قسمت ہے اور جس کا دامن اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے خالی ہو وہ اس ویران برباد اور اجڑے گھر کی مانند ہے جس سے کبھی باندھیم کا گزرنہ ہوا ہو۔ اگر اس کے پاس ساری دنیا کی نعمتیں بھی موجود ہوں تب بھی وہ دنیا کا سب سے بڑا بد نصیب، تہی دامن اور محروم شخص ہے۔

یاد رکھئے! آنے والا وقت اپنے ساتھ شدید شرور و فتن لئے چلا آ رہا ہے۔ آج ہر شخص اپنی آنکھوں سے رسول اکرم ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوتے دیکھ رہا ہے کہ ”میں فتنوں کو تمہارا گھروں میں بارش کے قطروں کی طرح (پے در پے) گرتا دیکھ رہا ہوں۔“ (بخاری) ان فتنوں سے صرف وہی شخص بچے گا جس کا دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سچی محبت سے سرشار ہے پس جو لوگ اپنے گھروں کو آنے والے شرور و فتن سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنے اہل و عیال میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا کرنے پر خصوصی توجہ دیں۔ نماز، روزہ اور تلاوت قرآن کو حرز جان بنائیں، اپنے بچوں کے نام ”اللہ“ اور ”محمد“ کے ناموں کے ساتھ رکھیں، روزمرہ کی گفتگو میں بچوں کو ”سُبْحَانَ اللَّهِ“، ”وَالْحَمْدُ لِلَّهِ“، ”مَا شَاءَ اللَّهُ“، اور ”جَزَاكَ اللَّهُ“ جیسے پاکیزہ کلمات کہنے کی عادت ڈالیں، انہیں اسمائے حسنہ یاد کروائیں، ہر کام سے پہلے بسم اللہ کہنا سکھائیں، گھر میں آتے جاتے چھوٹوں بڑوں سے ملتے وقت بکثرت السلام علیکم کہنے کی عادت ڈالیں، سونے جاگنے، کھانے پینے، بیت الخلاء میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں یاد کروائیں، صدقہ و خیرات بچوں سے کروائیں۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے ایمان افروز واقعات

مجاہدین اور شہداء کے جذبہ شہادت پر مبنی ایمان پر ور واقعات سنائیں۔ علماء اور صلحاء کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے۔ یہ چھوٹے چھوٹے اعمال ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس طرح بھر دیں گے کہ زندگی اور موت کا کوئی فتنہ اس محبت پر اثر انداز نہ ہو سکے گا۔ انشاء اللہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی یہ محبت نہ صرف اس دنیا میں ہمیں فتنوں سے محفوظ رکھے گی بلکہ آخرت میں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رفاقت کا باعث بنے گی۔ ان شاء اللہ ارشاد نبوی ﷺ ہے اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قیامت کے روز تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تجھے محبت ہے۔ (بخاری)

اہل ایمان سے محبت:

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد تمام اہل ایمان کے ساتھ محبت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت، تابعین، تبع تابعین اور امت کے تمام علماء، فقہاء، صلحاء، فضلاء، مجاہدین، اور شہداء کے علاوہ عام نیک مسلمان بھی شامل ہیں۔

بلاشبہ دوستی اور محبت انسان کے عقائد، نظریات، اخلاق، کردار، عادات، اطوار حتیٰ کہ لباس، تراش خراش اور انداز گفتگو تک کو متاثر کرتی ہے، لہذا حکم یہ ہے کہ دوستی اور محبت صرف نیک، پرہیزگار اور دیندار لوگوں سے کی جائے نیک لوگوں کی دوستی انسان کو نیکی کی طرف لے جائے گی اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے جبکہ بے دین اور فاسق و فاجر لوگوں کی دوستی سے منع کیا گیا ہے بے دین اور فاجر کی دوستی انسان کو گناہ کی طرف لے جائے گی اور گناہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ((اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلَیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مِّنْ یُّحَالِلُ)) ”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہذا ہر آدمی کو اچھی طرح دیکھنا چاہئے کہ وہ کسے اپنا دوست بنا رہا ہے۔“

رسول اکرم ﷺ نے اچھے اور برے لوگوں کی دوستی اور محبت کی وضاحت ایک بڑی عمدہ مثال سے فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ”نیک آدمی سے دوستی کی مثال کستوری فروخت کرنے والے سے دوستی کے مانند ہے۔ جو شخص کستوری فروش کے پاس بیٹھے گا اسے یا تو کستوری فروش خود کچھ نہ کچھ خوشبو (بطور ہدیہ) دے دے گا یا

وہ خود اس سے خرید لے گا اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو کستوری کی اچھی خوشبو اسے ضرور ہی آئے گی اور جو شخص آگ کی بھیٹی جلانے والے کے پاس بیٹھے گا، بھیٹی جلانے والا اس کے کپڑے جلانے گا اور اگر کپڑے نہ بھی جلانے تو بھیٹی کا ناگوار دھواں تو اسے ضرور ہی آئے گا۔ (بخاری) اس مثال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو شخص کسی عالم، نیک اور متقی آدمی کی صحبت میں بیٹھے گا وہ نیکی، خیر، بھلائی اور دین کی باتیں سنے گا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر خیر سنے گا جس سے اعمال کی اصلاح ہوگی اور دنیا و آخرت میں اسے فائدہ پہنچے گا اور جو شخص کسی، بے دین اور فاسق و فاجر کے پاس بیٹھے گا وہ اس سے جھوٹ، غیبت، دھوکہ، فریب، فحش گوئی، بے حیائی، اور اس جیسی دوسری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کرنے والی باتیں سنے گا جس سے اس کی سوچ اور اعمال دونوں بگڑیں گے اور دنیا و آخرت میں اس کا نقصان ہوگا۔ اس لئے اہل ایمان کو حکم یہ ہے کہ وہ صرف نیک اور متقی لوگوں سے ہی دوستی کریں۔ ایک حدیث میں ارشاد مبارک ہے ((وَلَا تُصَاحِبِ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا)) یعنی مومن آدمی کے علاوہ کسی کو اپنا دوست نہ بنا اور تیرا کھانا صرف متقی آدمی ہی کھائے۔ (ترمذی)

حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ کا چچا ابوطالب مرنے لگا تو رسول اکرم ﷺ نے اسے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے کی ترغیب دلائی لیکن پاس ہی ابوطالب کے دوست ابو جہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھے تھے ان دونوں نے ابوطالب کو آباء و اجداد کے دین پر مرنے کی رغبت دلائی بالآخر ابوطالب اپنے مشرک دوستوں کی باتوں میں آگئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلے گئے۔ عہد نبوی ﷺ کا ایک اور واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ فتح مکہ کے موقع پر صفوان بن امیہ جان کے خطرے سے بھاگ گیا، حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے دوست کے لئے رسول اللہ ﷺ سے امان طلب کی اور جا کر صفوان بن امیہ کو واپس لائے صفوان بن امیہ کی بیوی پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھیں، امان ملنے کے چند دن بعد حضرت صفوان بھی ایمان لے آئے اور اپنے دوست کی مہربانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں چلے گئے، اس آدمی کی خوش بختی اور خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ جو اپنے دوست کی وجہ سے جنت میں چلا جائے۔

ایک طرف دوستی اور محبت کی یہ اہمیت نگاہ میں رکھئے اور دوسری طرف ایک نظر وطن عزیز میں نوجوان نسل پر

ڈالنے لڑکوں اور لڑکیوں کی اکثریت اپنے انجام سے بے خبر اسٹیج ڈراموں کے اداکاروں، فلمی ستاروں، ٹی وی میں کام کرنے والوں اور کھلاڑیوں سے اس حد تک محبت کرتی ہے کہ ان کی دیکھا دیکھی دنوں میں فیشن بدل جاتے ہیں۔ فلمی ستاروں اور اداکاروں کا لباس، تراش خراش، چال ڈھال، عادات و اطوار حتیٰ کہ ان کا انداز گفتگو اپنانے میں لڑکے اور لڑکیاں فخر محسوس کرتی ہیں۔ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے ناموں، کارناموں اور قربانیوں سے ناواقف نسل اپنے آئیڈیل فلمی ستاروں کے ناموں، حالات، واقعات سے ہی نہیں بلکہ ان کی ذاتی زندگی تک کے سارے معاملات سے اس حد تک واقف ہوتی ہے کہ ان کے کھانے پینے کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ اشیاء تک جانتی ہے ہمارے ملک کے تمام ذرائع ابلاغ (اللہ ماشاء اللہ) ریڈیو، ٹی وی، روزنامے ہفت روزے، ماہنامے، اور دیگر رسائل و جرائد نئی نسل کی ”راہنمائی“ کا فریضہ بڑی محنت اور جانفشانی سے صبح وشام ادا کر رہے ہیں اور جب سے ملک کے سیکولر اور ماڈرین اسلام کے علمبردار حکمرانوں نے دوقومی نظریہ کی جگہ ایک ہی نظریہ ایک ہی کلچر، ایک ہی تہذیب کا نیا فلسفہ شروع کیا ہے تب سے مسلم اور غیر مسلم کی تمیز بھی ختم ہو گئی ہے۔ ہندی فلمیں، ہندی فلمی ستارے، ہندی گلوکار، ہندی کہانی نویس اور ہندی موسیقار بھی اب ویسے ہی آئیڈیل ہیں جیسے پاکستانی!

کتنے ہی ذہین اور فطین طلباء ایسے ہوتے ہیں جو بُری دوستی اور بُری صحبت کی وجہ سے اپنا مستقبل برباد کر بیٹھتے ہیں اور عمر بھر اس کی تلافی نہیں کر پاتے اور کتنی ہی دیندار گھرانوں کی سعید فطرت طالبات ایسی ہوتی ہیں جو بُری دوستی اور بُری سوسائٹی کی وجہ سے اپنی زندگیاں برباد کر بیٹھتی ہیں اور پھر ساری عمر مذمت کے آنسو بہاتے گزار دیتی ہیں۔ اس سلسلہ میں والدین پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بچپن سے ہی اچھے اور نیک بچوں سے دوستی کی عادت ڈالیں۔

افسوس اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ علم و ادب کے میدان میں بھی محبت اور دوستی کے اس اسلامی عقیدے کا خیال رکھنے والے بہت کم لوگ ہیں کسی آدمی کے قول اور فعل کو پسند کرنا اس سے محبت اور عقیدت ہی کی علامت ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور محدثین اور فقہاء اور اراکین کے دیگر علماء و فضلاء کے پسند و ناصح کو چھوڑ کر چرچل، لنکن، آئن اسٹائن، ٹائن بی، فریٹکلن اور کارنیکو وغیرہ کے

اقوال کو ”اقوال زریں“ کہہ کر نصیحت کے طور پر پیش کرنا سراسر اسلامی عقیدہ الولاء والبراء کے خلاف۔

سیاست میں بھی لوگوں کی اکثریت بے دین، بے نماز، کبائر کے مرتکب اور شرک و بدعت میں مبتلا سیاستدانوں کو اپنا آئیڈیل بنانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتی۔ الیکشن کے موقع پر ووٹ دینے کے لئے نیکی، تقویٰ اور دینداری کو بنیاد بنانے کے بجائے کنبہ، قبیلہ، برادری اور دنیاوی مفادات کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ یہ طرز عمل بھی عقیدہ الْوَلَاءِ وَالْبِرَاءِ کے سراسر خلاف ہے۔

بہت سے والدین اپنی اولاد کو بڑی محنت اور محبت سے دینی تعلیم دلواتے ہیں لیکن ان کے رشتے طے کرتے وقت دنیا کی چمک، دمک کے سامنے ان کے دینی جذبات ماند پڑ جاتے ہیں اور وہ اپنے بچوں اور بچیوں کے لئے بے دین یا بدعتی یا مشرک گھرانے پسند کرتے ہیں یہ طرز عمل بھی عقیدہ الولاء والبراء کے خلاف ہے۔

دوستی اور محبت خواہ غاشی اور بے حیائی پھیلانے والے فلمی ستاروں اور ٹی وی ایکٹروں سے ہو یا قوم کو گمراہ کرنے والے سیاستدانوں اور دانشوروں سے ہو یا بے دین، بدعتی اور مشرک لوگوں سے ہو یا کفار کے لیڈروں سے، دنیا میں بھی خرابی اور بگاڑ کا باعث بنے گی اور آخرت میں بھی حسرت و ندامت کا سبب ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ يَعِصُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيِّنِي اَتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ،
يُوَلِّتُنِي لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا﴾

ترجمہ: ”اس روز ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا ہائے میری کم بختی میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔“ [سورہ الفرقان، آیت

نمبر 27-28]

نیک اور متقی اور صالح لوگوں کی دوستی اس دنیا میں بھی اصلاح کا باعث بنے گی اور قیامت کے روز بھی نفع بخش ثابت ہوگی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَا حِلَآءٌ يَوْمَئِذٍ لِّبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾ [الزخرف، آیت نمبر 67]

ترجمہ: ”قیامت کے روز سب ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے متقی لوگوں

کے۔“

اہل ایمان کے ساتھ ولایت یعنی دوستی، محبت، نصرت اور حمایت کا ایک اور پہلو بھی ہے جو اسلامی معاشرے کی اصلاح اور بھلائی کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے اس کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محبت اور دوستی کا جذبہ ہر انسان کی فطرت میں رکھا ہے کسی میں کم کسی میں زیادہ۔ اسلام اس فطری جذبہ کو بھی معاشرے کی بھلائی اور اصلاح کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔

عقیدہ الولاء والبراء کے تحت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق حسب موقع دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کرے، ان کی نصرت اور حمایت کرے۔ اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کے چند ارشادات پیش خدمت ہیں

- عام مسلمانوں سے محبت کا حکم: (1) ارشاد نبوی ﷺ ہے ”اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔“ (2) ”آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کے رہو، کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے ترک تعلق کرے۔“ (بخاری 3) ”تم زمین والوں پر مہربانی کرو، آسمان والا تم پر مہربانی فرمائے گا۔“ (ابوداؤد 4) ”مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے دشمن کے حوالے کرے۔“ (بخاری)

- یتیموں سے محبت کا حکم: ارشاد مبارک ہے ”میں اور یتیم..... رشتہ دار یا غیر رشتہ دار..... کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ایک ساتھ ہوں گے (آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے اپنے ہاتھ مبارک کی دو متصل انگلیاں اوپر کیں) (مسلم)

- پڑوسیوں سے محبت کا حکم: آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو خود تو رات پیٹ بھر کر سویا اور اس کا پڑوسی بھوکا رہا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہے۔“ (طبرانی)

- رنجیدہ اور غمزدہ لوگوں سے محبت کا حکم: آپ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص کسی مسلمان سے کوئی غم اور دکھ دور کرے اللہ اس شخص سے قیامت کے روز کوئی غم اور دکھ دور فرما دے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا

اللہ تعالیٰ قیامت کی روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

- حاجت مندوں سے محبت کا حکم: آپ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائے گا۔“ (بخاری و مسلم)

- محتاجوں سے محبت کا حکم: ارشاد نبوی ﷺ ہے ”جو شخص کسی ننگے مسلمان کو کپڑے پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز ریشم لباس پہنائے گا جو شخص کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے میوے کھلائے گا اور جو شخص کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں عمدہ شراب پلائے گا۔“ (ابوداؤد، ترمذی)

- مریضوں سے محبت کا حکم: ارشاد نبوی ﷺ ہے ”مریض کی عیادت کرنے والا جب تک واپس نہ لوٹے جنت کے باغ میں رہتا ہے۔“ (مسلم)

- مظلوموں سے محبت کا حکم: ارشاد مبارک ہے ”اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم“ لوگوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی مدد کرنا تو واضح ہے ظالم کی مدد کرنے سے کیا مراد ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اس کو ظلم سے روکو۔“ (بخاری)

- بیواؤں اور مسکینوں سے محبت کا حکم: فرمایا ”بیوہ اور مسکین (کی مدد) کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔“ (بخاری)

اہل ایمان کے ساتھ دوستی اور محبت کے یہ دونوں پہلو ہر مسلمان کو پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ اس میں نہ صرف فرد کیلئے خیر اور بھلائی ہے بلکہ پورے معاشرے کی فلاح اور کامیابی بھی مضمر ہے اللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تَحِبُّ وَتَرْضَى اے اللہ! ہمیں اسی چیز کی توفیق عطا فرما جو تو پسند فرماتا ہے اور جس سے تو خوش ہوتا ہے۔“ آمین!

ایک باطل عقیدے کی تردید:

اس میں شک نہیں کہ تمام مسلمانوں کو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنی جان اپنے ماں باپ، اپنے بیوی بچوں، اپنے عذہ و اقارب اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر محبت کا کرنے کا حکم ہے، لیکن کتاب و سنت کی تعلیم کے مطابق

اہل ایمان کی سب سے پہلی اور سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ کے لئے اور پھر رسول اکرم ﷺ کے لئے اور پھر دوسرے اہل ایمان کے لئے ہونی چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ﴾

ترجمہ: ”جو شخص اللہ کو، اس کے رسول کو اور اہل ایمان کو دوست بنا لے اسے معلوم ہونا

چاہئے کہ اللہ کی جماعت ہی غالب ہونے والی ہے۔“ (سورہ مائدہ، آیت نمبر 56)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ولاء (محبت) کی ترتیب واضح فرمادی ہے۔ پہلے نمبر پر محبت اللہ تعالیٰ کے لئے، دوسرے نمبر پر رسول اللہ ﷺ کے لئے اور تیسرے نمبر پر اہل ایمان کے لئے۔ لیکن بعض لوگ رسول اکرم ﷺ کی محبت میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ آپ ﷺ کا مقام اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیتے ہیں جو کہ جائز نہیں۔ اس سے خود رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((لَا تَطْرُقُونِي كَمَا أَطْرَبَ النَّصَارَى ابْنُ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ

وَرَسُولُهُ)) .

ترجمہ: ”میرے تعریف میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی

تعریف میں مبالغہ کیا (اور اسے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا ڈالا)، بے شک میں ایک بندہ ہوں، لہذا

مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔“ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ کے سامنے اگر کسی نے آپ کی تعریف میں غلو سے کام لیا تو آپ ﷺ نے اسے فوراً ٹوک دیا۔ ایک صحابی نے دوران گفتگو یہ الفاظ کہے ”جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں۔“ آپ ﷺ نے اسے فوراً روک دیا اور فرمایا ”کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھا ہے۔“ (مسند احمد) ایک صحابی نے بارش کے لئے دعا کروائی چاہی اور یوں کہا ”ہم اللہ کو آپ کے ہاں اور آپ کو اللہ کے ہاں سفارشی بناتے ہیں۔“ تو آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بد لئے لگا اور فرمایا ”افسوس! تجھے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کی شان کتنی بلند ہے۔ اسے کسی کے حضور سفارشی نہیں بنایا جاسکتا۔“ (ابوداؤد)

افسوس! آج مسلمانوں نے بھی رسول اکرم ﷺ کی محبت میں غلو کا وہی راستہ اختیار کر لیا ہے جس سے آپ

ﷺ نے منع فرمایا تھا۔ عام شعراء کے نعتیہ کلام کا کیا ہی کہنا، اچھے بھلے اہل علم شعراء بھی اس معاملے میں کتاب و سنت کی تعلیمات کی پابندی نہیں کر سکے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

یہ شعرا کثر آپ ﷺ کی مدح میں پڑھا جاتا ہے:

ادب گاہ بیت زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اے جا

ترجمہ: ”آسمان کے نیچے ادب کی ایک ایسی جگہ ہے جو عرش سے بھی نازک ہے جہاں جنید بغدادی اور بایزید بسطامی جیسے بزرگ بھی سانس روک کر حاضر ہوتے ہیں۔“

اس شعر میں رسول اکرم ﷺ کی قبر شریف کو عرش الہی سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ یہ بات تو مسلمہ ہے کہ مکان کی فضیلت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا روضہ مبارک عرش الہی سے افضل ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ خود اللہ تعالیٰ سے افضل ہیں، معاذ اللہ! جو کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں شدید گستاخی ہے۔ ایسا ہی ایک شعر آج کل زبان زد عام ہے۔

کعبے کی عظمتوں کا منکر نہیں ہوں میں

کعبہ کا بھی کعبہ پیارے نبی کا روضہ

اس شعر میں بھی ویسا ہی غلو اور شرک ہے جیسا کہ پہلے شعر میں ہے۔

مولانا رومی کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

اول و آخر توئی، ظاہر و باطن توئی

مفر عالم توئی سلام علیک

قرآن مجید میں واضح طور پر اول و آخر اور ظاہر و باطن کی صفت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے بیان ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾

ترجمہ: ”وہ اول بھی ہے آخر بھی، ظاہر بھی ہے باطن بھی۔“ (سورۃ الحمد آیت نمبر 3)

اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں رسول اکرم ﷺ کو شریک کرنا سراسر غلو اور شرک ہے۔ یہی لغزش علامہ اقبال سے بھی ہوئی ان کا شعر:

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ

مولانا احمد رضا خان نے اپنے قصیدے میں نبی اکرم ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

قادرِ کل کے نائبِ اکبر کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

ان کے ہاتھ میں ہر کبھی ہے مالکِ کل کہلاتے یہ ہیں

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ”نشر الطیب فی ذکر النبی ﷺ“ میں اس طرح کے

اشعار لکھے ہیں:

لَيْسَ لِي سِوَاكَ اَعِثْ مَسْنَى الضُّرِّ سَيِّدِي وَ سَنَدِي

”اے میرے سردار اور سہارے! آپ ﷺ کے علاوہ میرا کوئی نہیں، مجھ پر تکلیف آئی ہے میری مدد

فرمائیں۔“

تکلیف اور مصیبت میں مدد کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ط وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ

فَهُوَ عَلَى شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

ترجمہ: ”اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی تکلیف میں مبتلا کر دے تو اس کے علاوہ کوئی اسے دور کرنے

والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ (سورۃ الانعام، آیت

نمبر 17)

پس مصیبت اور تکلیف میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنا، آپ ﷺ کی شان میں غلو اور شرک ہے۔

شان رسالت مآب میں ایسے ہی دو اشعار حاجی امداد اللہ صاحب کے ہیں، ملاحظہ ہوں:

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے اے حبیب کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
ان اشعار میں بھی ویسا ہی غلو ہے جو پہلے شعر میں ہے۔

غلو پر مبنی پنجابی کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

محمد دے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سکدا خدا دے پکڑے چھڑا لے محمد
ترجمہ: ”اگر کسی کو محمد ﷺ پکڑ لیں تو اسے کوئی چھڑانے والا نہیں اور اگر کسی کو اللہ تعالیٰ پکڑ لے تو اسے
محمد ﷺ چھڑا سکتے ہیں۔“ اس شعر میں واضح طور پر رسول اکرم ﷺ کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بڑھایا گیا ہے
جو شدید غلو اور شرک ہے۔

مولانا ظفر علی خان کا ایک شعر ہے:

نہ ڈر خدا سے اور اس کے عذاب سے لیکن
نبی کی غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر
خوف (ماورائے اسباب) اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شامل ہے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے
انہوں نے اپنی قوم کو یہ حکم دیا: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا﴾ ترجمہ: ”اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت
کرو۔ (سورۃ الشعراء، آیت نمبر 26)

خود رسول اللہ ﷺ کا اپنا ارشاد مبارک ہے: ((وَاللّٰهُ اِنِّیْ لَا خُشَاکُمْ لِلّٰہِ))

ترجمہ: ”اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔“ (بخاری) پس اللہ تعالیٰ کے خوف
سے بے نیاز ہونا اور اس کے بجائے رسول اللہ ﷺ کے غصہ سے ڈرنے کا عقیدہ رکھنا آپ ﷺ کی تعریف میں
غلو ہے۔

ان عقائد میں جہاں ایک طرف رسول اکرم ﷺ سے محبت میں غلو پایا جاتا ہے وہاں دوسری طرف اللہ تعالیٰ
کی جناب میں گستاخی اور بے ادبی بھی پائی جاتی ہے جو عقیدہ الولاء کے سر اسر خلاف ہے۔
اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں بے مثال اور یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی محبت اور

عقیدت میں غلو کر کے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے برابر مقام دینا یا اللہ تعالیٰ کی صفات میں آپ ﷺ کو شریک کرنا شرک اکبر ہے جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔ ﴿فَتَعَلَّىٰ اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ اللہ تعالیٰ کی ذات بالاتر ہے اس شرک سے جو لوگ کرتے ہیں۔ (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 190)

☆.....☆.....☆.....☆

جس طرح بعض لوگ رسول اکرم ﷺ کی محبت میں غلو سے کام لیتے ہوئے آپ ﷺ کا مقام اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیتے ہیں اسی طرح بعض لوگ اپنی اپنی پسندیدہ شخصیات مثلاً ائمہ کرام اولیاء عظام وغیرہ کی محبت میں غلو سے کام لیتے ہوئے ان کا مقام اور مرتبہ رسول اکرم ﷺ کے برابر یا آپ ﷺ سے بھی زیادہ کر دیتے ہیں یہ غلو بھی اسی طرح ناجائز ہے جس طرح آپ ﷺ کی محبت میں غلو ناجائز ہے۔ جس طرح شرک انسان کے سارے اعمال برباد کر دیتا ہے اسی طرح کسی امتی کی محبت اور عقیدت میں ایسا غلو جس میں امتی کا مقام اور مرتبہ رسول اکرم ﷺ کے برابر ہو جائے یا بڑھ جائے، بھی انسان کے اعمال کو ضائع کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلُدُوا بِبَيْنِ يَدَيْهِ وَرَسُولِهِ وَأَتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾

ترجمہ: ”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اے لوگو، جو ایمان لائے ہو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو نہ ہی اس کے سامنے اس طرح اونچی آواز سے بولو جس طرح تم ایک دوسرے کے سامنے بولتے ہو ایسا نہ ہو کہ اس سے تمہارے (نیک) اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر ہی نہ ہو۔“ (سورۃ الحجرات آیت نمبر 1-2)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر کسی امتی کا مقام اور مرتبہ رسول اکرم ﷺ سے بڑھانے پر تمام نیک اعمال برباد ہونے کی وعید سنائی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک حدیث شریف میں یہ بات ارشاد فرمائی

ہے: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں اور تم لوگ میری بجائے ان کی اتباع شروع کر دو تو سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے۔“ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو وہ بھی میری اتباع کرتے۔“ (دارمی) لیکن یہ بات قابل افسوس ہے کہ بعض لوگ اپنی پسندیدہ شخصیات کی محبت اور عقیدت میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ ان کا مقام رسول اکرم ﷺ کے مقام اور مرتبہ کے برابر کر دیتے ہیں یا اس سے بھی بڑھا دیتے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

فقہ حنفی کی معروف کتاب ”درمختار“ میں تحریر ہے ”اس شخص پر ہمارے رب کی ریت کے ذروں کے برابر لعنت ہو جو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول رد کرے۔“ (درمختار جلد 1، ص 26)۔ اس دعویٰ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی محبت میں شدید غلو پایا جاتا ہے۔ یہ مقام اور مرتبہ صرف رسول اکرم ﷺ کا ہے کہ آپ کے ارشاد مبارک کو رد کرنے والے پر لعنت ڈالی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ ”اور جو شخص (اللہ اور اس کے رسول) کی بات کو رد کرے گا اللہ اسے دردناک عذاب دے گا۔“ (سورۃ الفتح، آیت نمبر 17)

بابا فرید شکر گنج کے کسی عقیدت مند نے ان محبت میں غلو کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے:

چاچڑ، وانگ مدینہ دسے تے کوٹ مٹھن بیت اللہ

ظاہر دے وچ پیر فرید باطن دے وچ اللہ

اس شعر میں چاچڑ شہر کو مدینہ کے برابر کہہ کر نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی گئی ہے بلکہ کوٹ مٹھن کو بیت اللہ کہہ کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جناب میں بھی گستاخی کی گئی ہے اور پیر فرید کو اللہ کے برابر درجہ دے کر شرک اکبر کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ)

مولانا اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے مولانا موصوف کے سامنے اپنے ایک خواب کا واقعہ بیان کیا کہ میں خواب میں کلمہ شہد صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْرَفَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ہي زبان سے نکلتا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد کلمہ طیبہ کی غلطی کے تدارک کے لئے درود شریف پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں تب بھی اللھم سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی کے الفاظ زبان سے نکلتے ہیں۔ مولانا

اشرف علی نے اپنے مرید کا یہ خواب سن کر فرمایا ”اس واقعہ میں تسلی تھی جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ تبع سنت ہے۔“ (رسالہ الامداد، ص 35) اس واقعہ میں اپنے مرشد سے محبت میں شدید غلو کی تعلیم دی گئی ہے جو کہ سراسر گمراہی ہے۔

مولانا احمد رضا خان کے ایک عقیدت مند کا اظہار عقیدت ملاحظہ ہو:

چار جانب مشکلیں ہیں ایک میں اے مرے مشکل کشا احمد رضا
لاج رکھ لے میرے پھیلے ہاتھ کی اے مرے حاجت روا احمد رضا

(نعمۃ الروح، از اسماعیل رضوی، ص 44، بحوالہ: بریلویت، ص 138)

اس شعر میں اپنے مرشد کو صرف رسول اللہ ﷺ کے مقام سے ہی نہیں بڑھایا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے برابر درجہ دے دیا گیا جو کہ سراسر شرک اکبر ہے۔ کسی امام یا عالم، ولی یا مرشد کی عقیدت میں اس قدر غلو کہ اس کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی محبت سے زیادہ محبت ظاہر ہو، اپنا ایمان برباد کرنے کے برابر ہے جس سے ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

☆.....☆.....☆.....☆

رسول اکرم ﷺ کی محبت کے بعد تیسرے نمبر پر تمام اہل ایمان کے ساتھ درجہ بدرجہ محبت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، مہاجرین، انصار، عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر، اصحاب شجر، تابعین، تبع تابعین اور پھر امت کے دیگر تمام علماء، فضلاء، صلحاء، فقہاء اور شہداء وغیرہ۔

جس طرح رسول اکرم ﷺ کی محبت میں غلو کرنا منع ہے اور آپ ﷺ کے بعد کسی امتی کی محبت میں غلو کرنا منع ہے اسی طرح ایک کلمہ گو مومن پر کسی کافر کو ترجیح دینا یا کلمہ گو مسلمان کو حقیر سمجھنا اور کافر کو عزت والا سمجھنا بھی گمراہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

ترجمہ: ”عزت اللہ کے لئے اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق

نہیں جانتے۔“ (سورۃ المنافقون، آیت نمبر 8)

اور کافروں کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ﴾ (سورۃ المجادلہ، آیت

نمبر 20)

ترجمہ: ”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی سب سے زیادہ ذلیل

لوگ ہیں۔“

دنیا میں کفار کو حاصل ہونے والی عزت بظاہر کتنی ہی زیادہ ہو سب غیر حقیقی اور عارضی ہے جبکہ اہل ایمان کو حاصل ہونے والی عزت حقیقی اور دائمی ہے، لہذا عقیدہ الولاء والبراء کے تحت ایک عام مسلمان بڑے سے بڑے معزز کافر کے مقابلے میں کہیں زیادہ محترم اور عزت والا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، رسول اکرم ﷺ اور اہل ایمان کے ساتھ دوستی اور محبت بالترتیب ان کے اس مقام اور مرتبہ کے مطابق ہونی چاہئے جس کی وضاحت کتاب و سنت میں کی گئی ہے۔

البراء سے متعلق دواہم بحث:

البراء کے بارے میں اسلامی احکام بیان کرنے سے پہلے ہم درج ذیل دواہم کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں:

- اسلام دشمن کفار اور غیر دشمن کفار میں فرق۔

- جہاد اور دہشت گردی میں فرق۔

اسلام دشمن کفار اور غیر دشمن کفار میں فرق:

اسلام نے تمام کفار کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اسلام دشمن کفار اور غیر دشمن کفار

میں فرق کیا گیا ہے اور دونوں کے بارے میں الگ الگ ہدایات دی ہیں۔

غیر دشمن کفار میں بھی دو طرح کے لوگ ہو سکتے ہیں ایک تو وہ جو مسلمانوں کے لئے بالکل بے ضرر ہوں اور

مسلمانوں سے کسی قسم کا بغض یا عداوت نہ رکھتے ہوں نہ کسی طرح دعوت اسلام اور اشاعت اسلام یا غلبہ اسلام کا راستہ روکتے ہوں، دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے لئے نہ صرف بے ضرر ہوں بلکہ اپنی طبعی شرافت اور عدل پسندی کی وجہ سے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم اور زیادتی پر احتجاج بھی کرتے ہوں۔

دوسری قسم کے لوگ اگرچہ تعداد میں ہمیشہ کم ہوتے ہیں لیکن ہر زمانے میں ہر جگہ کچھ نہ کچھ لوگ ایسے ضرور موجود ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں شعب ابی طالب میں مسلمانوں کے معاشی بائیکاٹ کا ظالمانہ معاہدہ تین سال بعد جن پانچ بااثر شخصیتوں کی وجہ سے ختم ہوا وہ سب کافر تھے لیکن مسلمانوں پر ناروا جبر اور ظلم دیکھ کر ان کا ضمیر بیدار ہو گیا اور انہی کی تحریک سے ظلم و ستم کا یہ بے رحمانہ سلسلہ ختم ہوا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق دوسری قسم کے لوگ تو بدوجہ اولی نیکی اور احسان کے مستحق ہیں لیکن اسلام نے پہلی قسم کے بے ضرر کفار کے ساتھ بھی، رحمہاں اور احسان کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُواكُم مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 8)

ترجمہ: ”اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان کافروں سے نیکی اور عدل کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

بے ضرر اور غیر دشمن کفار کے ساتھ عدل و انصاف اور نیک سلوک کرنے پر یقیناً اجر و ثواب بھی ہوگا۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ شریعت نے بے ضرر اور غیر دشمن کفار کے ساتھ نیکی اور عدل سے کام لینے کا حکم ضرور دیا ہے لیکن ان کے ساتھ قلبی محبت اور دوستی کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے قلبی محبت اور دوستی (الولاء) صرف اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان کا حق ہے، جہاں تک اسلام دشمن کفار کا تعلق ہے جو اسلام کو مغلوب کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو اسلام کی طرف آنے سے روکتے ہیں، مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے

ہیں اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں، ایسے کفار کے بارے میں شریعت نے الگ تعلیمات دی ہیں۔ کتاب ہذا میں ”البراء“ کے تحت جتنے احکام اور مسائل بیان کئے گئے ہیں وہ اسلام دشمن کفار کے بارے میں ہی دیئے گئے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ کفار کے ساتھ دشمنی، اظہار نفرت و بیزاری اور ترک تعلق اور پھر حسب موقع ان کے خلاف قتال اور جہاد کا حکم ان کے کفر کی وجہ سے نہیں دیا گیا بلکہ ان کے اس جرم کی وجہ سے دیا گیا ہے کہ وہ اسلام کا راستہ روکتے ہیں، اسلام کو مغلوب کرنا چاہتے ہیں، مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے ہیں، ان کا خون بہاتے ہیں، انہیں جلا وطن کرتے ہیں اور ان کے گھر بار برباد کرتے ہیں۔

جہاد اور دہشت گردی میں فرق:

اسلام دشمن کفار، جو اسلام کا راستہ دک رہے ہوں، اسلام کو مغلوب کرنے اور مٹانے کی کوشش کر رہے ہوں، اور اس مقصد کے لئے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہوں، ان کے خلاف جہاد (یعنی قتال) واجب ہے، کفار کی قوت توڑنا، مسلمانوں کو ان کے ظلم سے بچانا اور ان سے ظلم کا بدلہ لینا جہاد سے ہی ممکن ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اسلام میں جہاد اپنے اغراض و مقاصد کے اعتبار سے ایک عبادت ہے بالکل اسی طرح جس طرح نماز، روزہ اور صدقہ و خیرات عبادت ہے۔ جس طرح نماز روزہ ادا کرنے کے لئے شریعت نے اصول و ضوابط مقرر فرمائے ہیں۔ جہاد اسی وقت عبادت بنے گا جب یہ شریعت کے مقرر کردہ اصول و ضوابط کے مطابق کیا جائے گا۔ ان اصولوں میں سے اہم ترین اصول یہ ہے کہ وہ اسلام دشمن کفار جو مسلمانوں کے خلاف برسر جنگ ہوں ان کا بدلہ ان بے ضرر کفار سے نہ لیا جائے جو برسر جنگ نہ ہوں۔ ایک غزوہ میں عورت قتل کی گئی۔ رسول اکرم ﷺ کو علم ہوا تو دریافت فرمایا ”عورت تو قاتل نہیں کر رہی تھی، پھر یہ کیوں قتل کی گئی؟“ چنانچہ آپ ﷺ نے آئندہ کے لئے حکم دے دیا ”کسی عورت اور مزدور کو قتل نہ کرو۔“ (ابوداؤد) لشکر اسامہ کو روانہ فرماتے ہوئے بھی آپ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت فرمائی تھی ”کسی بچے، بوڑھے اور درویش کو قتل نہ کرنا۔“ جس کا مطلب یہ ہے کہ قتال صرف ان اسلام دشمن کفار کے خلاف ہونا

چاہئے جو عملاً برسرِ جنگ ہوں۔

اس سلسلہ میں دوسری گزارش یہ ہے کہ موجودہ صورت حال میں جبکہ اسلام دشمن کفار پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ساری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پوری مسلم امہ اپنے حکمرانوں کی بے حسی اور مجرمانہ خاموشی سے شدید نفرت کرتی ہے اور یہ چاہتی ہے کہ مسلم امہ کی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں آجائے جو کفار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکیں۔ مسلم ممالک کی اس صورت حال سے کفار نہ صرف اچھی طرح واقف ہیں بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ مسلم ممالک کے حکمرانوں اور عوام کے درمیان تصادم اور ٹکراؤ پیدا ہوتا کہ یہ ممالک انتشار اور بد امنی کا شکار ہو کر عدم استحکام سے دو چار ہوں، جس کا بالآخر فائدہ کفار ہی کو ہوگا۔

ہمارے خیال میں مسلمان حکمرانوں کو اپنی پالیسیاں تبدیل کرنے کے لئے عوام کو دباؤ کے وہ تمام ذرائع استعمال کرنے چاہئیں جن کی اجازت اس ملک کا قانون و آئین دیتا ہو، لیکن ایسی کاروائیاں کرنے سے ہر حال میں گریز کرنا چاہئے جس سے حکمرانوں اور عوام کے درمیان تصادم اور ٹکراؤ پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔ ایسی کاروائیاں جہاد نہیں دہشت گردی کہلاتیں گی۔ ہمارا دشمن (یہود و نصاریٰ اور ہندو) بہت ہی مکار اور عیار ہے۔ ہمارا گمان ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ مسلم ممالک میں ہونے والی تمام تخریبی کاروائیاں ہمارے دشمنوں ہی کی منصوبہ بندی کا حصہ ہیں۔ کوئی مسلمان کسی بے گناہ بچے، بوڑھے یا عورت کو قتل کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ مساجد یا امام بارگاہوں میں گھس کر نمازیوں کو بے دریغ قتل کرے یا علماء کرام کو نشانہ بنائے۔ مسلم ممالک میں ایسی کاروائیاں کر کے دشمن یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مجاہدین ہی دراصل دہشت گرد ہیں، جن سے مسلم حکمرانوں کو ہر قیمت پر چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے۔ اس صورت حال سے پوری طرح چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

یاد رکھئے! جہاد قربانی اور کامیابی کا راستہ ہے جبکہ دہشت گردی تباہی اور ناکامی کا راستہ ہے۔ جہاد جرو ثواب کا باعث ہے جبکہ دہشت گردی گناہ اور سزا کا باعث ہے۔ دونوں میں یہ فرق قائم رکھنا بہت ضروری ہے۔

کفار سے دوستی کی ممانعت کا حکم:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا اسلام دشمن کفار سے دوستی اور محبت کرنے سے منع فرمایا ہے چند آیات ملاحظہ ہوں:

- ”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ، یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہوگا۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 5)

- ”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے خلاف (عذاب کے لئے) صریح حجت دو۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 144)

- مومن اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔“ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 28)

- اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 1)

- اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 23)

- جو منافق اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 138)

- سورہ ہود میں تو کفار کے عقائد، نظریات، کلچر اور تہذیب و تمدن کو محض پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے پر ہی جہنم کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ظالموں کی طرف بالکل نہ جھکو ورنہ جہنم کی پلیٹ میں آ جاؤ گے۔“ (سورۃ ہود، آیت نمبر 113)

یہاں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کفار کے ساتھ دوستی اور محبت سے اللہ تعالیٰ نے اتنی سختی اور شدت سے کیوں منع فرمایا ہے؟ دنیا میں اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کا آپس میں لین دین، تجارتی تعلقات

سفارتی تعلقات اور آمدورفت ایسی مجبوریاں ہیں، جن سے کوئی مفر نہیں۔ پھر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی سخت آزمائش میں کیوں ڈالا ہے؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر خود ہی اس کا جواب ارشاد فرمایا ہے۔ چند مقامات پیش خدمت ہیں:

- ”کفار چاہتے ہیں جس طرح وہ خود کافر ہیں اسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ تم اور وہ سب برابر ہو جائیں۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 89)

- ”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے مومن ساتھیوں کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا راز دار نہ بناؤ، کیونکہ وہ تمہیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، جس بات سے تمہیں تکلیف پہنچے اس سے وہ خوش ہوتے ہیں ان کا بغض ان کی زبانوں سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے کہیں بڑا ہے۔“ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 118)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار سے دشمنی رکھنے کے چار بنیادی اسباب بتادیئے ہیں۔

اولاً کافر، مسلمانوں کو ہر قیمت پر ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔

ثانیاً مسلمانوں کی تکلیف پر کفار کو خوشی ہوتی ہے۔

ثالثاً کافر مسلمانوں کے خلاف شدید بغض رکھتے ہیں۔

رابعاً ان کے دلوں میں چھپی ہوئی دشمنی اس دشمنی سے کہیں زیادہ ہے جس کا وہ اظہار کرتے ہیں۔

غور فرمائیے! اگر کسی آدمی کو واقعہً اس بات کا یقین ہو جائے کہ جس شخص سے وہ دوستی کرنے جا رہا ہے وہ اس کا اس قدر دشمن ہے کہ اسے ہلاک کرنے کے درپے ہے۔ اس کی تکلیف پر اسے خوشی ہوتی ہے۔ کیا کوئی بھی غیرت مند اور ہوش مند آدمی ایسے دشمن کے ساتھ دوستی کرنے کے لئے تیار ہوگا؟ ہرگز نہیں! بلکہ ایسے خطرناک دشمن کے بارے میں تو ہر شخص یہ چاہے گا کہ اسے جتنا جلد ممکن ہو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ لیکن افسوس ہمارے حال پر کہ دین کے معاملہ میں اللہ کریم نے بار بار وضاحت کے ساتھ ہمیں کفار کی شدید دشمنی سے آگاہ فرمایا ہے لیکن ہم اس سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں۔

- ایک اور مقام پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”تم ان سے محبت کرتے ہو لیکن وہ تم سے محبت نہیں

کرتے تم ساری کتب آسموی کو مانتے ہو، جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی (تمہاری کتاب اور رسول کو) مانتے ہیں مگر جب تم سے الگ ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف ان کے غیظ و غضب کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں، ان سے کہوا اپنے غصے میں جل مرو بے شک اللہ تعالیٰ سینوں کے بھید تک جانتا ہے۔“ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 119)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی ٹھوس حقیقت بیان فرمائی ہے جس کا مشاہدہ آج ہر مسلمان اپنی کھلی آنکھوں سے کر رہا ہے اور وہ یہ کہ مسلمان کفار کو اپنا دوست سمجھتے ہیں اور ان سے محبت کر رہے ہیں ان کی ساری باتیں مانتے چلے جا رہے ہیں جبکہ کافر آئے روز مسلمانوں کے خلاف پہلے سے زیادہ غیظ و غضب اظہار کرتے چلے جا رہے ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ مشکلات اور مصائب میں پھنساتے چلے جا رہے ہیں اور آئندہ طرح طرح سے ان پر مظالم توڑنے کے منصوبے بنا رہے ہیں لیکن حیف ہے مسلمانوں کے حال پر کہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کر رہے ہیں۔

- اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام دشمن کفار کے بارے میں یہاں تک آگاہ فرما دیا ہے کہ وہ تمہارے دین کو ملیا میٹ کرنا چاہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”کافر اپنے منہ کی پھونکھوں سے اللہ تعالیٰ کے نور (اسلام) کو بھجھا دینا چاہتے ہیں۔“ (سورۃ الصف، آیت نمبر 8)

حقیقت یہ ہے کہ کسی غیرت مند اور عقل و خرد رکھنے والے شخص کے لئے اپنے دشمن سے انتقام لینے اور اسے انجام تک پہنچانے کے لئے جرائم کی اتنی فہرست بھی بہت ہے جس کا ذکر ہم نے گزشتہ صفحات میں کر دیا ہے جبکہ قرآن مجید میں کفار کے بیان کئے گئے جرائم کی فہرست اسے کہیں زیادہ طویل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مسلمانوں کو کافروں کے ساتھ دوستی کرنے، اتحاد کرنے اور ان کی باتیں ماننے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک قدم آگے بڑھ کر ان سے نفرت، بیزاری، قطع تعلق اور پیر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے، جن کی تم بندگی کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر، قطعی بیزار ہیں ہم نے (تمہارے دین سے) انکار کیا، ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے

عداوت اور بیر ہے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔“ (سورۃ الممتحنہ آیت نمبر 4)

سورۃ الممتحنہ کی اس آیت سے درج ذیل تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

- کفار کے کفر سے واضح طور پر اظہار بیزاری اور اظہار نفرت کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔
- کفار کے ساتھ مسلمانوں کو اپنی عداوت دشمنی اور بیر کا کھلا کھلا اظہار اس وقت تک کرنا چاہئے جب تک وہ ایک اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔

- آیت کریمہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اَلْوَلَاءُ وَ اَلْبِرَّاءُ شریعت اسلامیہ کا ایک مستقل قانون اور ضابطہ ہے جو پہلی امتوں کے لئے بھی اسی طرح تھا جس طرح امت محمدیہ ﷺ کے لئے ہے۔

اَلْبِرَّاءُ کے بارے میں انبیاء کرام کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے کافر بیٹے کے لئے پدری شفقت اور محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کی لیکن جب انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں تو فوراً اس سے بیزار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض پرداز ہوئے ﴿رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبْکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ ط وَاَلَّا تَغْفِرْ لِّیْ وَ تَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ ”اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔“ (سورۃ ہود، آیت نمبر 47)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اپنے باپ کے بارے میں علم ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فوراً برائت کر دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَہٗ اَنَّهُٗ عَدُوٌّ لِلّٰہِ تَبَرَّآ مِنْہٗ﴾

”جب ابراہیم پر یہ بات واضح ہو گئی کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو ابراہیم علیہ السلام

نے اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 114)

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافر تھی، فرشتے اللہ کا عذاب لے کر آئے تو حضرت لوط علیہ السلام کو

بتایا ﴿إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا أَمْرَاتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَيْرِينَ﴾ ”ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں گے کے سوائے تمہاری بیوی کے جو (کافروں کے ساتھ) پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔“ (سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 33)

خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان کے کفار کے ساتھ واضح الفاظ میں اظہار برأت فرمایا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ((إِلَّا إِنْ أَلَّ أَبِیْ یَعْنِیْ فَلَانًا لِّیْسُوا لِیْ بِأَوْلِیَاءَ)) ترجمہ: ”سنو! میرے باپ کی اولاد سے فلاں فلاں میرے قطعاً دوست نہیں۔“ (مسلم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عقیدہ البراء کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے اپنے کافر ماں باپ، بہن بھائی اور اعزہ اقارب کے ساتھ اظہار عداوت اور اظہار نفرت کر کے تاریخ اسلامی کا ایسا زریں باب رقم کیا ہے جس کی تعریف اور توصیف اللہ تعالیٰ نے عرش عظیم پر فرمائی۔ البراء سے متعلق سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ماں نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ حضرت سعد ماں کو کھانے پینے کے لئے کہتے تو ماں کہتی میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں پیوں گی جب تک تو یہ دین نہ چھوڑے گا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کی ضد دیکھی تو اسے صاف صاف کہہ دیا ”امی جان! مجھے بلاشبہ آپ سے بڑی محبت ہے لیکن آپ سے کہیں زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تیرے جسم میں ہزار جاں بھی ہو اور وہ ایک ایک کر کے میرے سامنے نکلتی رہے تب بھی میں اللہ اور اس کے رسول کے دین کو نہیں چھوڑوں گا۔“

غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر ایک جگہ انصار مہاجرین میں جھگڑا ہو گیا تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے یہ بات کہی ”مدینہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے۔“ لشکر جب مدینہ پہنچا تو عبداللہ بن ابی کا اپنا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت کرنے والا وفادار صحابی تھا، تلوار سونت کر اپنے باپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا ”تم نے کہا تھا مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال باہر کرے گا، اب تمہیں معلوم ہو گا کہ عزت والے تم ہو یا اللہ اور اس کا رسول ہیں؟ رسول اللہ ﷺ

کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اپنے باپ کو مدینہ جانے دو۔“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کا حکم ہے تو پھر یہ جاسکتا ہے۔“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ ہی یہ بات بھی عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ میرے باپ کو (توہین رسالت کے جرم میں) قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو مجھے حکم دیں، اللہ کی قسم! میں اس کا سر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔“

حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ کا باپ ابو عامر تورات اور انجیل کا عالم تھا لیکن جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو عامر آپ ﷺ کی دشمنی میں اس قدر دیوانہ ہو گیا کہ مدینہ چھوڑ کر مشرکین مکہ کے ہاں رہائش پذیر ہو گیا۔ لوگوں کو ہر وقت رسول اکرم ﷺ کے خلاف بھڑکاتا اور مشتعل کرتا رہتا۔ حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر تو برداشت کیا لیکن ایک روز توہین رسالت کے اس جرم پر غیرت ایمانی کو یارائے ضبط نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! اگر اجازت ہو تو اپنے باپ کا سرتار لاؤں؟“ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ”نہیں، ہم اس سے برا سلوک نہیں کریں گے۔“

غزوہ تبوک کے لئے روانگی کا حکم ہوا تو منافقین نے مختلف حیلوں بہانوں سے رخصت لینے شروع کر دی اس موقع پر درج ذیل تین مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محض سستی کی بناء پر پیچھے رہ جانے والوں میں شامل تھے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ • حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ نے سزا کے طور پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ ان تینوں حضرات سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ اور حضرت مرارہ رضی اللہ عنہ تو گھر بیٹھ گئے لیکن حضرت کعب رضی اللہ عنہ بازار اور مسجد آتے جاتے اس لئے انہیں اس مقاطعہ کی وجہ سے شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ایک روز انہیں قیصر روم کے گورنر شاہ غسان کا خط ملا کہ ہمیں پتہ چلا ہے تمہارے نبی نے تم پر بڑا ظلم کیا ہے حالانکہ تم ذلیل آدمی نہیں ہو نہ ہی ضائع کرنے کے لائق ہو ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمہیں عزت بخشیں گے۔ یہ خط حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے ایمان کا بہت بڑا امتحان تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے پریشانی کے اس عالم میں بھی ”الولاء والبراء“ کی ایسی عظیم مثال قائم کی جو رہتی دنیا تک اہل ایمان کے ایمان کو جلا بخشتی رہے گی۔ جیسے

ہی قیصر روم کا خط پڑھا، ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اسے آگ میں جھونک دیا اور قیصر روم کو عملاً یہ پیغام دے دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے مقابلے میں کفار کی دی ہوئی عزت اور وقار آگ میں جھونک دینے کے لائق ہے۔

غزوہ بدر میں حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا باپ مشرکین مکہ کے ساتھ تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں بڑی شجاعت اور استقامت سے لڑے ان کا والد بار بار سامنے آتا لیکن حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پہلو تہی کر جاتے۔ جب باپ نے بیٹے کو مقابلہ کے لئے مجبور کر دیا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کا سر اتارنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کیا۔ باپ سامنے آیا تو اس کے سر پر ایسا زبردست وار کیا کہ سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

اسی جنگ میں حضرت عمر بن خطاب رضی عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ کو، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ربیعہ کو قتل کیا، جوان کے قریبی رشتہ دار تھے۔

اللہ تعالیٰ کو غزوہ بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا الولاء اور البراء کا یہ طرز عمل اتنا پسند آیا کہ ان کے حق میں سورۃ المجادلہ کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ط وَيَدْخُلُهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِدِينَ فِيهَا ط رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ط أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

”تم کبھی نہ پاؤ گے جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے۔ خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے

بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح (یعنی نور ایمان) عطا کر کے ان کی مدد فرمائی ہے وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہو اور اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ اللہ کے لشکر والے ہیں خبردار ہو اللہ کا لشکر والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔“ (سورۃ المجادلہ، آیت نمبر 22)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پانچ باتوں کا وعدہ فرمایا ہے:

- اللہ تعالیٰ نے نور ایمان سے ان کی مدد فرمائی۔

- وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

- اللہ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

- وہ اللہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

- وہ دنیا و آخرت میں فلاح پا گئے۔

اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے برحق اور سچ ہیں جو لوگ آج بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے الولاء والبراء کے تقاضوں کو پورا کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو یقیناً سچ پائیں گے۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ ”بے شک اللہ تعالیٰ وعدوں کی خلاف ورزی نہیں فرماتا۔“ (سورۃ الرعد، آیت نمبر 31)

کفار سے دوستی کی دنیا میں سزا:

کفار چونکہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں اس لئے ان سے دوستی کرنا دراصل اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرنا ہے کفار کے مطالبات تسلیم کرنا، دراصل اللہ کے دشمنوں کے مطالبات تسلیم کرنا ہے۔ کفار کے مفادات کا تحفظ کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے جس کی دنیا میں بھی شدید ترین سزا ہے اور آخرت میں اس سے کہیں زیادہ شدید۔ ہم قرآن مجید کی آیات کے حوالہ سے ان دونوں سزاؤں کو یہاں الگ الگ تذکرہ کر رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے

والے سعید فطرت لوگ اپنے آپ کو اس فتنہ عظیم سے محفوظ رکھنے کی ضرورت کو شش کریں گے۔
کفار سے دوستی کی دنیا میں درج ذیل پانچ سزائیں ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے محرومی: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی انہیں اپنا دوست بنائے گا اس کا شمار بھی انہی میں سے ہوگا، بے شک اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کی رہنمائی نہیں فرماتا۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 51) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ جو لوگ اسلام دشمن کافروں سے دوستی کریں گے اللہ تعالیٰ ان ظالموں کی رہنمائی نہیں فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے محرومی کے بعد کون ہے جو کسی قوم کو خوشحالی یا کامیابی کا راستہ دکھاسکے؟ عبرت کے لئے بنی اسرائیل کا واقعہ یاد کر لیجئے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر نکلے تو بنی اسرائیل جزیرہ نمائے سینا میں خیمہ زن ہوئے، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب تم لوگ ارض مقدس یعنی فلسطین پر فوج کشی کرو تم لوگ فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہو گے، بنی اسرائیل نے جہاد کرنے سے انکار کر دیا، کہنے لگے ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾ ”اے موسیٰ تو اور تیرا رب جا کر جہاد کر ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 24) اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نافرمانی کی سزا دیدی کہ اپنی رہنمائی سے محروم فرما دیا۔ ارشاد فرمایا ﴿قَالَ فَإِنَّهَا مُسَحَّرَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً، يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ طَفَلًا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ ”وہ ارض مقدس چالیس سال کے لئے تم پر حرام کر دی گئی اب اسی صحرا میں سرگرداں پھرتے رہو گے۔ (اے موسیٰ!) اب ایسے نافرمانوں کی حالت پر غم نہ کرنا۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 26) اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے محروم ہونے کے بعد چھ لاکھ افراد پر مشتمل قوم صرف نوے (90) میل لمبے اور ستائیس (27) میل چوڑے علاقہ سے مسلسل چالیس سال تک نکلنے کا کاراستہ کرتی رہی لیکن تلاش نہ کر سکی وہ جگہ جہاں سے بیسوں مرتبہ گزر کر وہ اپنے ملک مصر جا چکے تھے، واپس مصر جانے کے لئے راستہ تلاش کرتے تو مصر کا راستہ بھی نہ پاسکے۔ ہوتا یہ کہ سارا دن سفر کرتے رہتے جب شام ہوتی تو معلوم ہوتا کہ پھر پھر کروہیں آگئے ہیں جہاں صبح کے وقت تھے۔

ان چالیس سالوں کے دوران حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل کے وہ بزدل افراد، جو جہاد سے جی چرانے والے تھے، مر کھپ گئے، جذبہ جہاد سے سرشار نئی نسل تیار ہو گئی، جذبہ جہاد سے سرشار نئی نوجوان نسل تیار ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے یوشع بن نون علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا ان کی قیادت میں مجاہدین نے فوج کشی کی اور فاتح کی حیثیت سے ارض مقدس میں داخل ہوئے۔ (معارف القرآن)

کسی قوم کو اللہ تعالیٰ کا اپنی راہنمائی سے محروم فرما دینا، بڑی سخت سزا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے محروم ہونے کے بعد وہ قوم یقیناً اسی طرح بے منزل، بے ٹھکانہ اور بے مقصد سرگرداں پھرتی رہے گی جس طرح بنی اسرائیل پھرتی رہی۔ ﴿مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ﴾ ”جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔“ (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 186)

- اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محرومی: اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی اور اتحاد کرنے کی دوسری سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی نصرت سے محروم کر دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اگر تم نے علم آجانے کے بعد یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی پیروی کی تو تجھے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہوگا۔“ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 120) اللہ تعالیٰ نے یہ بات رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائی ہے اگر آپ ﷺ نے یہود و نصاریٰ کی باتیں مانیں اور ان کے مطالبات تسلیم کئے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہو جاؤ گے اور کوئی دوسرا تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اہل ایمان، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کئی تعلق نہیں۔“ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 28) جس قوم سے اللہ تعالیٰ اپنی نصرت اٹھالیں اور اپنا تعلق ختم کر لیں اور اپنی راہنمائی سے محروم کر دیں اس کی مثال اس شخص سے مختلف کیسے ہو سکتی ہے جو اندھا بھی ہو، بہرا بھی ہو، گونگا بھی ہو اور کوئی دوسرا اس کی مدد کرنے والا بھی نہ ہو کیا ایسا شخص کبھی اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کا تصور کر سکتا ہے؟

- خسارہ ہی خسارہ: یہ کفار سے دوستی کرنے اور ان کے مطالبات تسلیم کرنے کی تیسری سزا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اگر تم کفار کی باتیں مانو گے تو وہ الٹا پھیر لے جائیں گے اور تم

خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔“ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 149)

خسارے میں مبتلا ہونے سے مراد یہاں زندگی کے کسی ایک پہلو میں خسارہ نہیں بلکہ ہر طرح کا خسارہ ہے، عقائد اور نظریات میں خسارہ، تہذیب و تمدن اور طرز معاشرت میں خسارہ، اخلاق اور کردار میں خسارہ، عزت اور وقار میں خسارہ، امن اور سلامتی میں خسارہ، معاشی اور اقتصادی خسارہ، غرض زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں رہے گا جس میں مسلمان خسارے سے دوچار نہ ہوں۔

خسارے کے بارے میں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ خسارے کا مطلب ہمیشہ اعداد و شمار کا خسارہ نہیں ہوتا عین ممکن ہے اعداد و شمار کے اعتبار سے ملک کا خزانہ بھرا ہوا ہو لیکن اس کے مقابل آفات سماوی، طوفان، زلزلے، بیماریاں، قحط سالی وغیرہ اس کثرت سے آئیں کہ بھرا ہوا خزانہ بھی ان سے نمٹنے کے لئے ناکافی ہو۔ ایسی صورت حال بھی درحقیقت خسارہ ہی ہے اور اعداد و شمار میں نظر آنے والے خسارے سے کہیں زیادہ خطرناک خسارہ ہے۔ جس قوم کو اللہ تعالیٰ خسارے سے دوچار کر دے اسے ساری دنیا مل کر بھی نفع پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ نصیحت فرمائی تھی ”اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کر، اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتو اسے اپنے پاس پائے گا۔ سوال کرنا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے کر۔ مدد مانگی ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگ اور اچھی طرح جان لے اگر سارے لوگ تجھے نفع پہنچانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو بھی کچھ نفع نہیں پہنچا سکیں گے سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سارے لوگ تجھے نقصان پہنچانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔“ (ترمذی)

- ذلت اور رسوائی: کفار سے دوستی کی چوتھی سزا دنیا میں ذلت اور رسوائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”جو لوگ اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا یہ ان سے عزت حاصل کرنے جاتے ہیں؟ عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 139)

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کفار سے دوستی اور اتحاد کر کے ہمیں عزت اور وقار حاصل ہوگا اللہ تعالیٰ انہیں خبردار فرما رہے ہیں، سنو! عزت اور ذلت میرے ہاتھ میں ہے عزت اور وقار کا مالک میں ہوں، لہذا جو لوگ میرے

دشمنوں سے دوستی کر کے عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ذلیل اور رسوا ہوں گے اور وقار وہی پائے گا جو میری طرف رجوع کرے گا ﴿وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ﴾ ”جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔“ (سورۃ الحج، آیت نمبر 18)

یہ بات یاد رہے کہ کفار کی اس دنیا میں شان و شوکت اور عزت بالکل عارضی اور ناپائیدار ہے اس سے کسی مسلمان کو دھوکہ نہیں کھانا چاہئے اس دنیا کے بعد آخرت میں ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی ہوگی، لہذا ان سے حاصل کی ہوئی عزت اور وقار بھی عارضی اور ناپائیدار ہوگا۔ پھر آخرت میں ان کفار کے ساتھ ان کے دوستوں کے لئے بھی ہمیشہ ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عزت دنیا سے لے کر آخرت تک دائمی اور حقیقی عزت ہے جس کے بعد کسی کو ذلت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ((اِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَّيْتُ وَلَا يُعْزُّ مَنْ عَادَيْتُ)) ”بے شک جسے اللہ دوست رکھے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھے وہ کبھی عزت حاصل نہیں کرتا۔“ (نسائی)

- ندامت اور پریشانی: کفار سے دوستی کرنے والوں کے لئے پانچویں سزا یہ ہے کہ انہیں اس دنیا میں ہی کفار سے دوستی پر ندامت اور پشیمانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”تم دیکھتے ہو کہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ کافروں (کے ساتھ دوستی کرنے میں) دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ”ہمیں ڈر ہے کہ (اس کے بغیر) ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔“ بعد نہیں جب اللہ تعالیٰ تمہیں فیصلہ کن فتح عطا فرمادے یا اپنی طرف سے کوئی اور (نصرت کی) بات ظاہر فرمادے تو پھر یہ لوگ اپنے اس نفاق پر جسے وہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادام ہوں گے۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 52)

آیت کریم میں ان مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے جو اپنے آپ کو کسی مصیبت سے بچانے کے لئے کافروں سے دوستی کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر ہم کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم اہل ایمان کی نصرت کریں گے اور انہیں فتح عطا فرمائیں گے۔ اس وقت یہ لوگ یقیناً ندامت اور پشیمانی سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق اور سچ ہے۔ جس طرح رات کے بعد سحر کا طلوع ہونا لازمی امر ہے اسی طرح مجاہدین کی قربانیوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی نصرت کا آنا اور حالات کا بدلنا لازمی امر ہے

۔ اُس وقت رات کی تاریکی پر خوش ہو نیوالے اور طلوع سحر کا انکار کرنے والے یقیناً نادم اور شرمندہ ہوں گے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ کفار سے دوستی کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ سزائیں دنیا میں رکھی ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے محرومی - اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محرومی

- ہر لحاظ سے خسارہ ہی خسارہ - ذلت اور رسوائی

- ندامت اور پریشانی

اللہ تعالیٰ کے ارشادات کسی تصدیق یا تائید کے محتاج نہیں ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾ ”اپنی بات میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون سچا ہوگا؟ (سورۃ النساء، آیت نمبر 22) تاہم وطن عزیز نے گزشتہ 11 ستمبر کے بعد کفار کے ساتھ دوستی کا جو نیا سفر شروع کیا ہے اس کے نتائج دیکھ کر ہر صاحب بصیرت یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ زمینی حقائق کے مقابلہ میں آسمانی حقائق کس قدر ٹھوس اور سچے ہیں، لمحہ بھر کے لئے پاکستان کے مشرق اور مغرب، جنوب اور شمال کی سرحدوں پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لیجئے اور اندرون ملک دینی، سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے نیز امن و سلامتی کے حوالے سے حالات کا جائزہ لے کر غور فرمائیے مذکورہ بالا پانچ سزاؤں میں سے کون سی ایسی سزا ہے جس سے آج پاکستان بچا ہوا ہے؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور تاریخ کی شہادت سے کوئی سبق حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں یا ہمارے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں ﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ ”کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔“ (سورہ محمد، آیت نمبر 24)

کفار سے دوستی کی آخرت میں سزا:

کفار سے دوستی اور تعاون کرنے والوں کے لئے آخرت میں سزا سے متعلق چند قرآنی آیات درج ذیل ہیں:

- ”جو لوگ اہل مومن کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرتے ہیں ایسے منافقوں کو عذاب الیم کی بشارت

دے دو۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 138-139)

- ”آج تم بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو جو (اہل ایمان کو چھوڑ کر) کفار کو اپنا دوست بناتے ہیں یقیناً بہت ہی برا ہے جو انہوں نے اپنے لئے آگے بھیجا ہے اللہ ان پر غضبناک ہو گیا اور وہ ہمیشہ کے لئے عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 80)

- ”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے خلاف اللہ تعالیٰ کو (عذاب کیلئے) کھلا کھلا ثبوت مہیا کر دو۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 144)

- ”کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے دوست بنایا ایسے گروہ کو جن پر اللہ کا غضب ہوا، یہ لوگ نہ تمہارے ہیں نہ ان کے، یہ جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں (ان کے لئے) بہت ہی برا ہے۔“ (سورۃ المجادلہ، آیت نمبر 14-15)

مذکورہ بالا آیات سے درج ذیل تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

- کفار سے دوستی کرنے پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتے ہیں۔

- کفار سے دوستی کرنے والے منافق ہیں۔

- کفار سے دوستی کرنے والوں کے لئے آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب الیم ہے۔

کفار سے دوستی کرنے والے اپنے تنہائیں یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کفار سے تصادم کا پرخطر راستہ اختیار نہ کر کے بڑی کامیاب حکمت اختیار کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور کفر کے درمیانی راہ اختیار کرنے کی اس حکمت عملی کو نفاق قرار دیا ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ کے ہاں کفر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾

ترجمہ: ”یقیناً کرو منافقین جہنم میں سب سے نچلے طبقہ میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا

مددگار نہ پاؤ گے۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 145)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ منافقین کو آگ کے صندوقوں میں بند کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا اور یہ جلتے بجھتے رہیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں یہ صندوق لوہے کے ہوں گے جو آگ لگتے ہی آگ ہو جائیں گے اور چاروں طرف سے بالکل بند ہوں گے پھر کوئی نہ ہوگا جو ان کی کسی طرح مدد کرے اور جہنم سے نکال سکے۔ (تفسیر ابن کثیر)

عہد نبوی ﷺ میں عبد اللہ بن ابی اسلام لانے کے باوجود کفار سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا اور اس نے ایک بار نہیں کئی بار مسلمان ہوتے ہوئے کفار کے مفادات کا تحفظ کیا¹ جب وہ مرا تو اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو مخلص اور سچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے تھے، رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اپنے باپ (عبد اللہ بن ابی) کی نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبد اللہ کی دلجوئی کے لئے اور ازراہ ترجم نماز جنازہ پڑھادی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَّ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ط إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ

وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾

”ان منافقوں میں سے اگر کوئی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا نہ اس کی قبر پر (دعا کے لئے) کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا اور اس حال میں مرے ہیں کہ فاسق تھے۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 84)

منافقین کے بارے میں یہ آیت تو اس واقعہ سے پہلے ہی نازل ہو چکی تھی۔

﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط إِنَّ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ

لَهُمْ ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾

”(اے نبی!) آپ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں یا نہ کریں (برابر ہے) اگر آپ ان

کے لئے ستر مرتبہ بھی دعا کریں تو اللہ انہیں معاف نہیں فرمائے گا۔“ (سورۃ التوبہ، آیت

نمبر 80)

عبد اللہ بن ابی کے واقعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ منافقین قیامت کے روز رسول رحمت ﷺ کی

شفاعت سے بھی محروم رہیں پس اللہ کا غضب..... رسول رحمت ﷺ کی شفاعت سے محرومی..... ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم اور جہنم میں عذاب الیم۔ یہ ساری سزائیں ہوں گی قیامت کے روز ان نام نہاد مسلمانوں کے لئے جو اہل ایمان کو چھوڑ کر کفار سے دوستی کرتے ہیں۔

دنیا اور آخرت میں اس بدترین انجام کو جان لینے کے باوجود جو حضرات یہ کہنے کی جسارت کرتے ہیں کہ کفار کی دوستی میں فائدے ہی فائدے ہیں 2 ان کے بارے میں قرآن مجید کے اس تبصرے سے بہتر تبصرہ کون کر سکتا ہے:

﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا ذَوَّلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا ذَوَّلَهُمْ أَذَانٌ لَا

يَسْمَعُونَ بِهَا ط أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿﴾

ترجمہ: ”ان کے پاس دل ہیں مگر ان سے (حق) کو سمجھتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں لیکن یہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں لیکن یہ ان سے سنتے نہیں، ایسے لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔“ (سورۃ

الاعراف، آیت نمبر 179)

دنیا اور آخرت کی ان سزاؤں کے حوالہ سے آخر میں ہم یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارا رب بڑا ہی رحیم و کریم ہے، بڑا ہی بخشبار اور پردہ پوش ہے اس نے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھا ہے جو بھی اس کے دروازے پر حاضر ہوتا ہے کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا، بڑے سے بڑے نافرمان اور سرکش کو بھی اس کی رحمت مایوس نہیں ہونے دیتی، وہ نہ صرف توبہ قبول کرتا ہے بلکہ اپنے گناہ گار بندوں کی توبہ پر خوش ہوتا ہے۔ اگر ہم ندامت اور پشیمانی کے ساتھ اس کے دروازے پر حاضر ہو جائیں اور اس کے رحم و کرم کی بھیک مانگیں تو وہ یقیناً ہمارے گناہ معاف فرما دے گا وہ ہماری ذلت کو عزت سے بدل دے گا، خوف کی جگہ امن عطا فرما دے گا، خساروں کو نفع میں بدل دے گا، ہمارے بے راہرو کارواں کی راہنمائی فرمائے گا، ہماری بے بسی اور ناتوانی کو قوت اور توانائی سے نواز دے گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آخرت میں ہمارے گناہ معاف فرما دے گا، لیکن

سوال یہ ہے کہ کیا ہم یہ سودا کرنے کے لئے تیار بھی ہیں؟

عقیدہ اَلْوَلَاءِ وَالْبِرَاءِ ہي دو قومی نظریہ ہے:

عقیدہ ”اَلْوَلَاءِ وَالْبِرَاءِ“ کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی کلمہ توحید کی دعوت لے کر آئے جیسے ہی انبیاء کرام علیہم السلام نے لوگوں کو اس کلمہ کی دعوت دی ان میں ان میں دو گروہ بن گئے ایک کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا اور دوسرا کلمہ توحید کا انکار کرنے والا۔ قوم ثمود کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ کلمہ توحید کی دعوت سنتے ہی لوگوں کے نہ صرف دو گروہ بن گئے بلکہ دونوں گروہوں میں تصادم اور کشمکش بھی شروع ہو گئی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ

يَخْتَصِمُونَ﴾ (سورۃ النمل، آیت نمبر 45)

ترجمہ: ”بے شک ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو (یہ پیغام دے کر)

بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اسی وقت ان کے درمیان دو فریق بن گئے اور جھگڑا کرنے لگے۔“

غور فرمائیے! ایک ہی وطن، ایک ہی نسل، ایک ہی زبان، ایک ہی رنگ، ایک ہی تہذیب کے لوگ، لیکن کلمہ توحید نے سب کو دو الگ الگ گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک گروہ کلمہ توحید پر ایمان لا کر ”مومن“ کہلایا اور دوسرا گروہ توحید کا انکار کر کے ”کافر“ کہلایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ پیغام دے کر بھیجا:

﴿أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ﴾

ترجمہ: ”اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو“۔ (سورۃ ہود، آیت نمبر 26)

حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعوت کے بعد قوم دو گروہوں میں بٹ گئی، کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے اور انکار کرنے والے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی صلیبی بیٹا بھی انکار کرنے والوں میں شامل تھا۔ طوفان آیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے ڈرتے ڈرتے سفارش کی ﴿إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي﴾ ”اے میرے

رب! میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے۔“ (اسے بچالے) ارشاد ہوا ﴿يٰۤاَيُّهَا نُوْحُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ﴾ ”اے نوح! یہ تمہارے اہل سے نہیں۔“ (سورۃ ہود، آیت نمبر 45-46) اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مطلب یہ نہیں تھا کہ تمہارا بیٹا صلیبی بیٹا نہیں رہا بلکہ مطلب یہ تھا کہ کلمہ توحید کا انکار کرنے کے بعد اس کا تمہارے ساتھ نظریاتی تعلق نہیں رہا اب وہ کفار کے گروہ کا فرد ہے۔ تمہارے گروہ کا نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو توحید کی دعوت دی، باپ نے نہ صرف گھر سے نکال دیا بلکہ قتل کی دھمکی بھی دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ اَرَاغِبَ عَنْ اَنْتَ عَنْ الْهَيْتِ يَا اِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَا رَحْمَتَ لَكَ﴾

وَاَهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿

ترجمہ: ”باپ نے کہا اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھر مار مار کر ہلاک کر دوں گا۔ میرے گھر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکل جا۔“ (سورۃ مریم، آیت نمبر 46)

کلمہ توحید کو ماننے اور نہ ماننے سے باپ بیٹوں کے نہ صرف راستے جدا ہو گئے بلکہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن بھی بن گئے۔

سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ ایک طرف آپ ﷺ کا انتہائی ہمدرد اور خیر خواہ چچا ابوطالب ہم نسل، ہم وطن، ہم زبان، اور ہمرنگ ہونے کے باوجود کلمہ توحید کا انکار کر کے کفار کے گروہ کا فرد قرار پایا۔ دوسری طرف ایک ایسا شخص جس کا نہ آپ ﷺ کی نسل سے نہ وطن سے نہ زبان سے نہ رنگ سے تعلق۔ ہزاروں میل کا سفر طے کر کے حاضر ہوا کلمہ توحید کا قرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”سلمان (فارسی) تو ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔“

در اصل عقیدہ توحید، اقرار اور انکار کرنے والوں کو دو ایسے مستقل گروہوں یا قوموں میں تقسیم کر دیتا ہے جن کے عقائد، نظریات، طرز معاشرت، تہذیب و تمدن اور کلچر ایک دوسرے سے بالکل مختلف اور جدا ہوتے ہیں

جن کا آپس میں مل جل کر رہنا ناممکن ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نبوی ﷺ میں تین چار سال کی مختصر سی مدت میں عقائد، نظریات اور طرز معاشرت کا یہ باہمی اختلاف..... بیزاری، نفرت اور دشمنی کی اس حد تک پہنچ گیا کہ مسلمانوں کو مستقل طور پر مدینہ منورہ کو دارالہجرت بنانا پڑا۔ کلمہ توحید کی بنیاد پر کفار کے ساتھ دشمنی، نفرت، بیزاری اور بالآخر قطع تعلقی اور علیحدگی کو ہی شرعی اصطلاح میں البراء کہا گیا ہے۔ مکہ مکرمہ سے اہل ایمان کا ہجرت کرنا البراء کا تقاضا تھا جبکہ مدینہ منورہ میں انصار کا مہاجرین سے محبت کرنا، ان کی مدد کرنا اور ان کو جگہ مہیا کرنا الولاء کا تقاضا تھا۔

تقسیم ہند کی بنیاد بھی کلمہ توحید ہی تھی۔ اس وقت مسلم لیگ کی قیادت نے مسلمانوں کو یہ عام فہم نعرہ دیا ”پاکستان کا مطلب کیا..... لا الہ الا اللہ“ جو تمام مسلمانوں کے دلوں میں فوراً گھر کر گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے لئے یہ کوئی نیا عقیدہ یا نیا تصور نہیں تھا بلکہ مسلمان تو پہلے ہی اس عقیدے کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کر رہے تھے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا اپنے وطن، اپنی جائیدادیں اور اپنے اعزہ واقارب کو چھوڑنا اور ہجرت کے بے پناہ مصائب و آلام برداشت کرنا، محض عقیدہ توحید کی خاطر تھا اور عقیدہ البراء کا تقاضا بھی یہی تھا۔ پاکستان کی سرزمین پر مہاجرین کی نصرت کرنا، انہیں جگہ مہیا کرنا، ان کے دکھ درد میں شریک ہونا بھی اسی عقیدہ توحید کی خاطر تھا اور عقیدہ الولاء کا تقاضا بھی یہی تھا۔

اسی عقیدہ الولاء والبراء کو تخلیق پاکستان کے وقت ”دوقومی نظریہ“ کا نام دیا گیا۔ پس حقیقت یہ ہے کہ دوقومی نظریہ کا خالق کوئی آدمی نہیں بلکہ خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کے خالق ہیں، حکیم الامت علامہ اقبالؒ اور محمد علی جناحؒ دوقومی نظریہ (یا عقیدہ الولاء والبراء) کے بہترین وکیل تھے جنہوں نے سیاسی پلٹ فارم پر پوری دنیا سے یہ تسلیم کروا لیا کہ مسلمان اور کافر دو الگ الگ قومیں ہیں، جن کا نظریہ حیات، مقصد حیات، طرز معاشرت اور تہذیب و تمدن ایک دوسرے سے بالکل جدا ہے، لہذا دونوں قوموں کا آپس میں اکٹھا اور مل کر رہنا ناممکن ہے..... پاکستان“ معرض وجود میں آ گیا، لیکن یہ تاریخ پاکستان کا المیہ ہے کہ آج تک وطن عزیز کو ایسی قیادت میسر نہیں آ سکی جو اس کی بنیاد ”کلمہ توحید“ کے تقاضے پورے کرتی تاہم اتنا ضرور رہا کہ کسی بھی سابقہ حکومت کو پاکستان کی نظریاتی اساس ”دوقومی نظریہ“ سے انحراف کی جرات نہ ہوئی یہ ”اعزاز“ موجودہ حکومت کو حاصل

ہے کہ پہلے وزیر اعظم صاحب نے ہندوستان سے دوستی کے نشے میں سرشار ہو کر فرمایا ”دوقومی نظریہ، اب ایک قومی نظریہ بن چکا ہے۔“³ اس کے بعد وزیر خارجہ نے فرمایا ”پاکستان اور بھارت کے درمیان کوئی نظریاتی اختلاف نہیں اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ صرف مسئلہ کشمیر ہے۔“⁴ پھر صدر پاکستان نے بھارتی جریدے ”انڈیا ٹوڈے“ کے زیر اہتمام سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے یہ پیش کش فرمائی ”بھارت اور پاکستان سمیت پورے جنوبی ایشیاء میں مشترکہ تعلیمی نصاب تشکیل دینے کی تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔“⁵ اس بیان کے صرف چند دن بعد وزیر تعلیم کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا ”تعلیمی نصاب سے بھارت کے خلاف نفرت پھیلانے والے مواد کو نکالنے کے لئے کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے۔“⁶

1971ء میں سقوط ڈھاکہ کے موقع پر وزیر اعظم ہند اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ ہم نے دوقومی نظریہ کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے۔ اس کے بعد اس کی بہو سونیا گاندھی بھی اپنے تئیں دوقومی نظریہ کو پاش پاش کر چکی ہے۔ اپنے ایک خطاب میں اس نے کہا تھا کہ برصغیر پاک و ہند کو مذہبی جنویوں نے اپنے مقاصد کے لئے دھوڑوں میں تقسیم کیا تھا مگر آج حقائق گواہ ہیں کہ ہم نے پاکستان میں اپنی ثقافت متعارف کروا کر دوقومی نظریے کو پاش پاش کر دیا ہے۔⁷

بدقسمتی سے آج وطن عزیز کے اپنے حکمران بھی عملاً یہی خدمت سرانجام دیتے نظر آ رہے ہیں لیکن نادان حکمران یہ نہیں جانتے کہ دوقومی نظریہ کسی انسان کا تخلیق کیا ہوا نظریہ نہیں بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ، اس کے خالق ہیں۔ کسی کافر یا کسی مرتد کا ارتداد کسی منافق کا نفاق اسے ختم نہیں کر سکتا۔ دوقومی نظریہ ایک ایسی ٹھوس حقیقت ہے جو اپنا وجود خود منوانے کی اپنے اندر زبردست قوت رکھتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ مسلمان صرف اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان رکھتے ہیں اور صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ یہودی حضرت عزیز علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا سمجھ کر اس کی الوہیت میں شریک سمجھتے ہیں جبکہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک سمجھتے ہیں، ہندو اپنی قوم کی عظیم شخصیتوں کے بت بنا کر

انہیں پوجتے ہیں، اس کے علاوہ گائے، گائے کا مکھن، گائے کا دودھ، گائے کا پیشاب، گائے کا گوبر، تمام چیزوں کی پوجا کرتے ہیں، بندر، بیل، آگ۔ پیپل، ہاتھی، سانپ، چوہا، سورا اور جوتے بھی ان کے معبودوں میں شامل ہیں۔ شیو مہاراج کی پوجا اس کے مردانہ عضو تناسل کی پوجا کر کے کی جاتی ہے اور شکتی دیوی کی اس کے زنانہ عضو تناسل کی پرستش کر کے کی جاتی ہے، بدھ مت کے پیروکار گوتم بدھ کے مجسموں اور مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں، جین مت کے پیروکار، مہاویر کے مجسموں اور مورتیوں کے علاوہ سورج، چاند، ستاروں، حجر، دریا، سمندر، آگ اور ہوا کی بھی پرستش کرتے ہیں۔ کیا مسلمانوں اور کافروں کا عقیدہ اور نظریہ ایک جیسا ہے؟

- مسلمانوں کی شریعت میں بعض رشتوں کے درمیان نکاح حرام ہیں، جن میں والدہ، دادی، نانی، بیٹی، پوتی، نواسی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، ساس، بہو اور رضاعی ماں بہن بھی شامل ہیں جبکہ مغرب میں حرام رشتوں کا کوئی تصور ہی نہیں۔ نئی نسل میں اکثریت ایسے بچوں کی ہے جنہیں اپنے باپ کا علم ہی نہیں ہوتا۔ ہندو مذہب میں رشتوں کی حرمت کا اندازہ درج ذیل دو خبروں سے لگایا جاسکتا ہے۔

۱- ایک 25 سالہ ہندو نے اپنی 80 سالہ دادی کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ 25 سالہ شوہر کا کہنا ہے اب میں اپنی بیوی کی اچھی طرح دیکھ بھال کر سکوں گا اور 80 سالہ بیوی کا کہنا ہے کہ میں بہت خوش ہوں میں خود اس کو پال پوس کر بڑا کیا ہے۔ خبر کے مطابق میاں بیوی کے خاندان نے اس شادی کو تسلیم کر لیا ہے۔⁸

II- ہندوستانی نوجوان بیک وقت دو حقیقی بہنوں سے شادی کرے گا۔⁹

غور فرمائیے! کیا مسلمانوں کا اور کفار کا طرز معاشرت اور تہذیب و تمدن ایک ہی ہے؟
- مسلمانوں کی شریعت میں مرد بیک وقت چار شادیاں کر سکتا ہے لیکن عورت بیک وقت ایک شادی کر سکتی ہے جبکہ کفار کی تہذیب میں مرد کئی گرل فرینڈ بنا سکتا ہے اور عورت بھی کئی بوائے فرینڈ بنا سکتی ہے۔ مسلمانوں کی شریعت میں صرف مرد کو طلاق کا حق حاصل ہے (عورت خلع حاصل کر سکتی ہے) جبکہ کفار کی تہذیب میں عورت بھی مرد کو طلاق دے سکتی ہے۔

مسلمانوں کی شریعت میں عورت کے لئے بے حجابی، برہنگی، نمائش جسم اور مرد و عورت کا آزادانہ میل جول حرام ہے جبکہ کفار کی تہذیب میں آزادی نسواں کے تحت یہ سب کچھ جائز ہے۔

مسلمانوں کی شریعت میں ہم جنس پرستی حرام ہے جبکہ کفار کی تہذیب میں یہ قانوناً جائز ہے۔ مسلمانوں کی شریعت میں اسقاط حمل اور منصوبہ بندی حرام ہے جبکہ کفار کی تہذیب میں یہ آزادی نسواں کے لئے ضروری ہے۔

مسلمانوں کی شریعت میں حدود و قوانین غیر متبدل ہیں اور ان کی تنفیذ اسلامی ریاست پر اسی طرح فرض ہے جس طرح نظام صلوٰۃ اور نظام زکوٰۃ نافذ کرنا فرض ہے جبکہ کفار کے نزدیک یہ غیر مہذب سزائیں ہیں۔ کیا دونوں قوموں کا تعلیمی نصاب ایک ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے خنزیر کا گوشت، خون اور شراب حرام ہیں جبکہ کفار کے لئے یہ چیزیں مرغوب ہی نہیں بلکہ زندگی کا جزو لاینفک ہیں۔ کیا دونوں قوموں کا نظریہ ایک سا ہے؟

مسلمانوں کے لئے جمعۃ المبارک تمام دنوں سے افضل ہے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ بھی خوشی کے ایام ہیں۔ لیلیۃ القدر، عشرہ ذوالحجہ (یکم تا 10 ذوالحجہ)، یوم عرفہ اور یوم عاشورہ گناہوں کی مغفرت کے لئے افضل دنوں میں شمار ہوتے ہیں جبکہ کفار کے لئے ویلنٹائن ڈے (14 فروری)، کرسمس ڈے (25 دسمبر)، اپریل فول (یکم اپریل)، یوم مئی (یکم مئی) نیو ایئر ناٹ (31 دسمبر)، بسنت (فروری کے پہلے تین ہفتے) اور ہولی (مارچ کا پہلا ہفتہ) خوشی کے دن ہیں، کیا دونوں قوموں کی تہذیب اور کلچر ایک ہی ہے۔

مسلمان ”اللہ“ اور ”محمد“ کے ناموں کے ساتھ اپنے نام رکھتے ہیں یا صحابہ کرام اور صحابیات کے نام پر اپنے نام رکھنا پسند کرتے ہیں جبکہ کفار اپنے معبودوں یا اپنے آباؤ اجداد کے نام پر نام رکھنا پسند کرتے ہیں۔ مثلاً رچرڈ، ڈینی، دلیپ، ششی، منوہر اور سنگھ وغیرہ۔ کیا یہ سب ایک ہی عقیدہ ایک ہی تہذیب اور ایک ہی طرز معاشرت ہے؟

جیسا اس سے پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان عقائد، نظریات، طرز معاشرت اور تہذیب و تمدن کا یہ فرق کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے۔ لہذا ہم یہاں قرآن

مجید سے چند آیات مثال کے طور پر پیش کر رہے ہیں:

﴿مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ط هَلْ يَسْتَوِيَانِ

مَثَلًا ط أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ سورة هود، آیت نمبر 24

ترجمہ: ”دو فریقوں (یعنی کافروں اور مسلمانوں) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو، دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا ہو، کیا یہ دونوں برابر ہیں، تم غور نہیں کرتے؟“

– ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ط وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ﴾

ترجمہ: ”وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، ان کے لئے شدید عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے، نیک عمل کئے ان کے لئے مغفرت اور اجر کبیر ہے۔“ (سورة فاطر، آیت نمبر 7)

– ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ، مَا لَكُمْ وَفْقَهُ

كَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾

ترجمہ: ”کیا ہم مسلمانوں کو (قیامت کے روز) کافروں کے برابر کر دیں گے؟ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے تم لوگ کیسے فیصلے کرتے ہو؟“ (سورة القلم، آیت نمبر 35-36)

– سورة الحج میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هَٰذَا نِ حَٰصِمُنِ اخْتَصِمُوا فِي رَبِّهِمْ ذ

فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ط يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ﴾

ترجمہ: ”یہ دو گروہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا (کہ رب ایک ہے یا زائد؟) پس جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے آگ کے کپڑے کاٹے جا چکے ہیں ان کے سروں پر (جہنم میں) کھولتا پانی ڈالا جائے گا۔“ (سورة الحج، آیت نمبر 19)

﴿إِنَّ اللَّهَ يَدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ط وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾

ترجمہ: ”(دوسرا گروہ وہ ہے) جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے ان کو اللہ جنت میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہاں وہ سونے اور موتیوں کے نگین پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس حریر کا ہوگا۔“ (سورۃ الحج، آیت نمبر 23)

— ﴿الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ

الطَّاغُوتِ فَفَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ ج إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ ضَعِيفٌ﴾

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس شیطان کے دوستوں سے لڑو، بے شک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔“

مذکورہ بالا آیات سے دو گروہوں کا الگ الگ عقیدہ، الگ الگ طرز زندگی اور الگ الگ انجام صاف نظر آرہا ہے، لہذا ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ دو قومی نظریہ کا انکار دراصل اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار ہے۔ پس جو لوگ قرآن مجید کی واضح آیات آجانے کے باوجود دو قومی نظریہ کا انکار کرتے ہیں ان کا معاملہ یقیناً ان لوگوں جیسا ہے جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾ ترجمہ: ”حقیقت یہ ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں بلکہ وہ دل اندھے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔“ (سورۃ الحج، آیت نمبر 46)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو دل کے اندھے پن سے محفوظ رکھیں۔ آمین!

اقتصادی مقاطعہ..... براءت کا اہم ترین تقاضا:

اسلام دشمن کفار سے محض زبانی اظہار بیزاری یا اظہار نفرت ہی کافی نہیں بلکہ ہر وہ عملی صورت اختیار کرنی واجب ہے جس سے کفار شکست سے دوچار ہوں اور ان سے مسلمانوں پر ظلم کا انتقام لیا جاسکے ارشاد باری تعالیٰ

ہے ﴿وَلَا يَطْعُونُ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوِّ نِيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ط
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ”کفار کو جو بات ناگوار ہے اس پر وہ (یعنی مسلمان) جو بھی قدم اٹھائیں اور دشمن سے انتقام لیں تو اس کے بدلے ان کے حق میں ایک نیک عمل لکھا جائے گا بے شک اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کا عمل ضائع نہیں کرتے۔“ (سورہ التوبہ، آیت نمبر 120)

آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہے کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے والے کفار سے انتقام کی نیت سے کیا گیا چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کا باعث بنے گا۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّنْتِكُمْ))
یعنی ”مشرکین کے خلاف اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو۔“ (ابوداؤد)

حدیث شریف میں مسلمانوں کو سب سے پہلے اپنے مالوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے مال کے ساتھ جہاد کرنے کا مطلب صرف یہی نہیں کہ مجاہدین کو جہاد کے لئے اپنے مال مہیا کئے جائیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار کو اپنے مالوں سے فائدہ نہ اٹھانے دیا جائے ان سے معاشی مقاطعہ کیا جائے ان کی اقتصادیات کو خسارہ سے دوچار کر کے ان کی کمر توڑی جائے اور یہی مفہوم ہے اس ارشاد نبوی ﷺ کا ((مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ)) ”جس نے اللہ کے لئے محبت کی اللہ کے لئے دشمنی کی اللہ کے لئے اپنا مال دیا اور اللہ کے لئے روک لیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔“ (ابوداؤد)

نبوت کے ساتویں سال تمام مشرکین مکہ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف معاشی مقاطعہ کا معاہدہ طے کیا تمام مسلمان شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے غلہ اور سامان خورد و نوش کی آمد بند ہو گئی محصورین کی یہ حالت ہو گئی کہ درختوں کے پتے اور چھڑا تک کھانا پڑا بھوک سے بلکتے ہوئے اور روتے ہوئے بچوں اور عورتوں کی آوازیں گھائی سے باہر تک سنائی دیتیں اگر محصورین بیرونی تاجروں سے کوئی چیز خریدنا چاہتے تو مشرکین مکہ تاجروں سے خورد و نوش کی چیزیں اتنی مہنگے داموں خریدنے کے لئے تیار ہو جاتے کہ محصورین کے لئے معمولی سی چیز خریدنا مشکل ہو جاتا مشرکین کا عزم یہ تھا کہ جب تک بنو ہاشم اور بنو عبد مطلب محمد ﷺ کو قتل

کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہیں کرتے اس وقت تک معاشی مقاطعہ جاری رہے گا اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے مسلسل تین سال کی صعوبتیں اور تکلیفیں جھیلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین میں سے چند ایسے افراد کھڑے کر دیئے جن کی تحریک پر یہ ظالمانہ معاہدہ ختم کر دیا گیا۔

آج بھی کفار مسلمانوں سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے جب چاہتے ہیں ان پر معاشی پابندیاں عائد کر دیتے ہیں۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والے کفار کا معاشی مقاطعہ نہ کیا جائے؟

غزوہ طائف (8ھ) کے موقع پر جب محاصرہ توقع سے زیادہ طویل ہو گیا تو خود رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو انوروں کے درخت کاٹنے کا حکم دیا جو اہل طائف کی معیشت کا سب سے بڑا ذریعہ تھے جب اہل طائف نے انوروں کے درخت کٹتے دیکھے تو رسول اکرم ﷺ سے اللہ اور قربت کا واسطہ دے کر گزارش کی کہ درختوں کو نہ کاٹیں آپ ﷺ نے اللہ کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درخت کاٹنے سے منع فر دیا۔

(6ھ) حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ ایمان لائے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو حنیفہ کے سردار اور یمامہ کے حکمران تھے ان کا علاقہ گندم کی پیداوار کے لئے بڑا زرخیز تھا جہاں سے اہل مکہ گندم حاصل کرتے تھے حضرت ثمامہ بن رضی اللہ عنہ ایمان لانے کے بعد فوراً عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ میں روانہ ہو گئے بلند آواز میں تبلیہ کہتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکین مکہ میں کہرام مچ گیا تلواریں میان سے باہر نکل آئیں لیکن کچھ لوگوں نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور خود ہی آگے بڑھ کر معاملہ رفع دفع کر دیا اور پوچھا ”ثمامہ رضی اللہ عنہ! تجھے کیا ہوا؟ کیا تم نے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دیا ہے، بے دین ہو گئے ہو؟“ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے سینہ تان کر جواب دیا ”بے دین نہیں ہوا تمہارے دین سے بہتر دین اختیار کیا ہے، رب کعبہ کی قسم! آئندہ سرزمین یمامہ سے اس وقت تک تمہارے لئے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اختیار نہیں کرتے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کے اس معاشی مقاطعہ کے بعد قریش کا عرصہ حیات تنگ ہونے لگا، مہنگائی بڑھ گئی، بھوک عام ہو گئی، مصائب اور مشکلات میں اضافہ ہو گیا اور اس

بات کا اندیشہ ہونے لاحق ہونے لگا کہ بچے بھوک سے ہلاک ہو جائیں گے حضرت ثمامہ کے اس معاشی مقاطعہ کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا چند ہی مہینوں میں مشرکین مکہ نے گھٹنے ٹیک دیئے اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ”ہمیں آپ ﷺ سے صلہ رحمی کی توقع تھی اور امید تھی کہ آپ دوسروں کو صلہ رحمی کی تلقین کریں گے لیکن آپ ﷺ نے قطع رحمی کی مثال قائم کی ہمارے آباؤ اجداد کو تہ تیغ کیا اور اولادوں کو بھوک سے مار دیا۔ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے ہماری اقتصادی امداد بند کر دی ہے ازراہ کرم اسے حکم دیں کہ وہ ہماری اقتصادی امداد بحال کرے اور اشیائے خورد و نوش بھیجی شروع کر دے“ آپ ﷺ نے صلہ رحمی فرماتے ہوئے حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ کی اقتصادی امداد بحال کرے کا حکم دیا اور انہوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے امداد بحال کر دی۔

حقیقت یہ ہے کہ معاشی مقاطعہ جہاد فی سبیل اللہ ہی کا حصہ ہے اور دشمن کی جنگی قوت کو ختم کرنے کا بہترین ہتھیار ہے کیا یہ واقعہ نہیں کہ آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی ”سویت یونین“ معاشی اور اقتصادی تباہی کی وجہ سے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی اور اس کی بے پناہ عسکری قوت، اسلحہ کے ڈھیر اور لاؤ لشکر اسے شکست سے نہ بچا سکے، اور اس بات میں قطعاً کوئی مبالغہ آرائی یا تعلی نہیں کہ آئندہ چند سالوں میں ریاستہائے متحدہ امریکہ بھی اپنی معاشی اور اقتصادی بربادی کی وجہ سے اس انجام سے دوچار ہونے والا ہے جس انجام سے سویت یونین دوچار ہو چکا ہے۔ ان شاء اللہ!

اسلام دشمن کفار سے معاشی مقاطعہ کے بارے میں عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ بین الاقوامی تجارت کا تعلق تو حکومتوں کے ساتھ ہے لہذا یہ تو حکومت کے کرنے کا کام ہے ایک عام آدمی اگر کوئی کردار ادا کرنا چاہے بھی تو کیا کر سکتا ہے؟

اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ بعض معاملات کا تعلق واقعی بین الاقوامی معاہدات سے ہوتا ہے جن کی پابندی کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے ایسے معاملات میں عام آدمی بلاشبہ بے بس ہوتا ہے اور یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ بین الاقوامی معاہدات طے کرتے وقت عقیدہ الولاء والبراء کے تقاضے پورے کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بیشتر بیرونی تجارت ملک کے چھوٹے بڑے سرمایہ داروں کی اپنی صوابدید پر ہوتی

ہے جس میں وہ حکومتی معاہدوں کے پابند نہیں ہوتے ایسی صورت میں سرمایہ داروں سے مل کر انہیں اسلام اور ایمان کے حوالے سے اس بات پر آمادہ کرنا چاہئے کہ مسلمانوں سے برسرِ جنگ کافروں کے ساتھ معاشی مقاطعہ محض ایک جذباتی فیصلہ نہیں بلکہ ہمارے عقیدہ الولاء والبراء کا عین تقاضا ہے اور کفار کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ ہی ایک شکل ہے ہمیں امید ہے کہ وطن عزیز میں ہر سطح پر اور ہر طبقہ میں ایسے غیرت مند مسلمان موجود ہیں جو دین کی خاطر دنیاوی مفادات کو قربان کرنے کے جذبہ رکھتے ہیں ایسے حضرات سے رابطہ کرنے پر یقیناً مفید نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

تیسری اور اہم ترین بات یہ کہ فرد واحد کے معاشی مقاطعہ سے کسی قسم کا فرق نہ پڑنے کا تصور سراسر شیطانی وسوسہ ہے ہمارے خیال میں مذکورہ دونوں صورتوں کی نسبت یہ تیسری صورت سب سے زیادہ موثر اور قابل عمل ہے جس کا واضح ثبوت عرب ممالک میں کیا گیا سروے ہے عرب ممالک میں علماء کرام اور مختلف اسلامی تنظیموں کی اپیل پر یہود و نصاریٰ (خصوصاً امریکہ، اسرائیل، برطانیہ) کے مال تجارت کا مقاطعہ کرنے کے بارے میں جو اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں وہ بہت ہی حوصلہ افزا ہیں مصر میں عوام الناس کے معاشی مقاطعہ کے نتیجے میں مذکورہ ممالک کی بعض اشیاء کی فروخت میں 80 فیصد کمی آئی ہے جس کی وجہ سے کمپنیوں کو اپنی بعض برانچیں تک بند کرنی پڑی ہیں۔ برطانوی کمپنی سیسبری کے مینجر نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ شاید مستقبل میں ہمیں مصر سے اپنا کاروبار سمیٹنا پڑے ابوظہبی میں امریکی اشیاء کی فروخت میں 50 فیصد کمی آئی ہے سب سے زیادہ ”فاسٹ فوڈ“ مہیا کرنے والی کمپنی کو ہوا ہے جن کی فروخت صرف 33 فیصد رہ گئی ہے امریکہ سے سعودی عرب امپورٹ ہونے والی اشیاء میں 33 فیصد کمی آئی ہے جواب 43 فیصدت پہنچ چکی ہے مسقط میں کتلا کی کمپنی کے مینجر نے بتایا ہے کہ ان کی فروخت پہلے کی نسبت 45 فیصد کم ہو گئی ہے جبکہ میکڈونلڈ کمپنی کے مینجر نے اعتراف کیا ہے کہ ان کی فروخت 65 فیصد کم ہو گئی ہے۔ 10 سعودی عرب میں گزشتہ دو تین سال کے دوران میکڈونلڈ کمپنی کی اشیاء فروخت میں 60 سے 70 فیصد تک کمی آئی ہے۔

مذکورہ اعداد و شمار سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عوام کے اندر اگر کسی بات کا ٹھیک ٹھیک شعور پیدا کر دیا

جائے تو حیرت انگیز نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ حکیم الامت، علامہ اقبال رحمہ اللہ کی یہ بات غلط نہیں ہے۔

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اسلام دشمن کفار کے ساتھ معاشی مقاطعہ کی اہمیت کا ایک اور پہلو سے جائزہ لینا بھی ضروری ہے آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ”قیامت کے روز انسان کے قدم اس وقت تک نہیں ہٹنے دیئے جائیں گے جب تک پانچ باتوں کا جواب نہ دے لے عمر کس کام میں گزاری۔ جوانی کا عرصہ کس شغل میں بسر کیا؟۔ مال کہاں سے کمایا؟۔ مال کہاں پر خرچ کیا؟ ■ اپنے علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا؟ (ترمذی)

اسلام میں مال کا تصور یہ ہے کہ تمام اموال کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور بندوں کو یہ امانت کے طور پر دیا گیا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسے خرچ کریں¹¹ اس لئے قیامت کے روز ایک ایک پائی کے بارے میں ہر ایک سے فرداً فرداً سوال کیا جائے گا کہ اس نے پیسہ کہاں خرچ کیا؟ پس اگر ہم ایک روپیہ بھی اسلام دشمن کفار کی مصنوعات خریدنے پر خرچ کرتے ہیں تو قیامت کے روز اس کا بھی ہمیں جواب دینا پڑے گا پس جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آخرت کی اس جواب دہی کو نظر انداز کیسے کر سکتے ہیں؟ آخر میں ہم معاشی مقاطعہ کے حوالے سے چند امور کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

- حرام اشیاء نیز حرام اشیاء کی آمیزش والی تمام اشیاء کی نہ صرف خریداری حرام ہے بلکہ ان کی فروخت بھی حرام ہے خواہ اسے تیار کرنے والی کمپنی اسلام دشمن کفار کی ہو یا بے ضرر کفار کی یا کسی نام نہاد مسلمان کی۔ یاد رہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید چار چیزوں کو واضح طور پر حرام قرار دیا ہے۔ مردار۔ خون۔ خنزیر (اہل علم نے اس سے خنزیر کی تمام اشیاء ہڈی، چربی، آنت، وغیرہ مراد لی ہیں) اور ○ ہر وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے کفار کے نزدیک یہ ساری چیزیں جائز اور حلال ہیں ان کے استعمال کی اکثر و بیشتر اشیاء میں خون اور سور کے گوشت یا چربی یا ہڈی یا آنتوں کا استعمال ہوتا ہے لہذا ایسی اشیاء خریدنے یا ان کی تجارت کرنے کی اجازت نہ عقیدہ البراء دیتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کا قانون حلال و حرام۔ جو مسلمان ایسا کرے گا وہ اپنے سر دہرا وبال لے گا اور

قیامت کے روز دُہری سزا پائے گا۔

- اسلام دشمن کفار کی وہ مصنوعات جو بذات خود حلال اور طیب ہیں مثلاً فاسٹ فوڈ وغیرہ اور ان کی متبادل مسلمان کمپنیوں کی اشیاء مارکیٹ میں دستیاب ہیں، ان کا معاشی مقاطعہ کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔

- غیر مسلم کمپنیوں کی ایسی مصنوعات جو بذات خود حلال اور طیب ہوں لیکن ان کی جگہ مسلم کمپنیوں کی تیار کردہ متبادل مصنوعات موجود نہ ہوں ایسی اشیاء اسلام دشمن کفار کے بجائے بے ضرر کفار کی کمپنیوں سے مجبوری اور کراہت کے ساتھ خریدنے میں انشاء اللہ حرج نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب!

- ایسی مصنوعات جن کا حلال یا حرام سے تعلق نہیں مثلاً سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی وغیرہ ایسی مصنوعات میں بھی اسلام دشمن کفار کے بجائے بے ضرر کفار سے لین دین کرنے کی رخصت ہے اگرچہ مطلوب یہ ہے کہ ان چیزوں میں بھی مسلمان خود کفیل ہوں۔

اس وضاحت کے ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ کفار کی مصنوعات، خواہ ان کا تعلق روزمرہ استعمال کی اشیاء سے ہو یا سائنس اور ٹیکنالوجی سے، ان کا متبادل تیار کرنا بھی مسلمانوں پر واجب ہے ملک کے اندر وسائل بھی موجود ہوں اور ذہین افراد کی کمی نہ ہو اس کے باوجود محض کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر بے شمار روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کے لئے مسلمانوں کی کثیر دولت یہود و ہنود کے ہاتھوں میں چلی جائے، جو مسلمانوں کو ہی تباہ و برباد کرنے پر خرچ ہوتی ہے، یہ بات تو کسی المیہ سے کم نہیں۔ معاشی مقاطعہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اس بات کی فکر بھی کرنی چاہئے کہ کفار کی جن مصنوعات کا متبادل نہیں ان کا متبادل کیا جائے تاکہ مسلمان عوام کی دولت مسلمان تاجروں کے ہاتھوں میں ہی رہے اس نیت سے مصنوعات کی تیاری بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں باعث اجر و ثواب کا باعث ہوگی۔ انشاء اللہ!

اَلْوَلَاءُ وَ اَلْبِرَّاءُ ہي نجات کی راہ ہے:

واقعات اور حالات نے اب یہ بات صد فی صد ثابت کر دی ہے کہ تین چار سال قبل مغرب سے اٹھنے والا

آتش و آہن کا طوفان صرف اور صرف اسلام کے خلاف تھا اور اس کا مقصد پوری دنیا میں مسلمانوں کو مغلوب کرنا اور بالآخر مسلمان ممالک میں اپنی بے خدا تہذیب کو مسلط کرنا تھا چند حقائق پیش خدمت ہیں۔

- 11 ستمبر 2001ء کے حادثہ کے فوراً بعد امریکی صدر بش نے خطاب کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا تھا ”دہشت گردوں کے خلاف ہم نے طویل صلیبی جنگ شروع کر دی ہے“¹² اگرچہ اس وقت مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہا گیا کہ یہ زبان کی لغزش تھی لیکن بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ یہ زبان کی لغزش نہیں تھی بلکہ حقیقت تھی۔

- امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے تین سال بعد پھر واضح الفاظ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ ”ان کے ملک نے افغانستان میں صلیبی جنگ شروع کی تھی۔“¹³

- بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے امریکی صدر بش نے کہا ہے ”غیر ملکی مجاہدین عراق میں اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں ہم ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔“

- ”ایران کو ایٹم بم نہیں بنانے دیں گے عالمی برادری کے لئے ایران کا ایٹمی پروگرام سنگین چیلنج ہے۔“ امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان کا بیان۔¹⁴

- امریکی و برطانوی افواج نے عراقی مساجد میں جہاد کے بارے میں قرآنی آیات کی تلاوت، ترجمہ اور تشریح پر پابندی لگا دی ہے۔¹⁵

- ”دنیا سے دہشت گردی ختم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مسلمانوں کی کتاب ”قرآن“ کو ختم کر دیا جائے۔“ ہفت روزہ نیوز ویک کی ہرزہ سرائی۔¹⁶

- امریکی صدر بش کی تقاریر تحریر کرنے والا اور امریکی خارجہ پالیسی کا معمار یوڈ فروم اور امریکی سیکورٹی پالیسی کے جزو لاینک رچرڈ پریل نے اپنی نئی کتاب ”AN END TO EVIL“، یعنی ”شیطانیت کا خاتمہ“ میں اسلام کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے ”دہشت گرد اسلام کی کوئی سرحد نہیں یہ انڈونیشیا سے انڈیانا تک پھیلا ہوا ہے یہ ہماری اقدار اور تہذیب کا دشمن ہے اسے نرو کا گیا تو پھر ایک

دن ہم سب ان (مسلمانوں) کے ہاتھوں میں کھلونا ہوں گے دہشت گردی کی وجوہات فلسطین یا کشمیر میں نہیں خود مذہب اسلام میں موجود ہیں جب تک یہ مذہب زندہ ہے ہم محفوظ نہیں۔ 17

امریکہ اور یورپ میں آئے روز مساجد اور اسلامی مراکز پر حملے، ائمہ مساجد کی گرفتاریاں، اسلامی فلاحی تنظیموں پر پابندیاں، اسکارف پہننے والی طالبات کا اسکولوں سے اخراج، اور خواتین کی ملازمتوں سے بے دخلی، فرانس، جرمنی، بیلجیئم اور دوسرے یورپی ممالک میں حجاب کے خلاف آئین سازی گوانتانامو بے کے عقوبت خانوں میں مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم کے بعد عراق کیا بوغریب جیل میں بے گناہ مردوں، عورتوں اور جوان بچوں پر تاریخ انسانی کی بدترین سفاکی اور بربریت جسمانی و جنسی تشدد اور تغذیہ آخر یہ سب کچھ اسلام دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

دو اسلامی ممالک افغانستان اور عراق پر قبضہ کرنے کے بعد کفار کا سب سے بڑا ہدف سعودی عرب اور پاکستان ہیں۔ سعودی عرب اسلام کا سب سے بڑا مرکز ہونے کی وجہ سے اور پاکستان اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی طاقت ہونے کی وجہ سے، ان دونوں اسلامی ممالک کے خلاف کفار کے جذبات کیسے ہیں اس کا اندازہ درج ذیل بیانات سے لگایا جاسکتا ہے۔

- ”سعودی عرب اور پاکستان میں اسلامی انتہاء پسندوں کو شکست دینا امریکہ کے لئے عراق اور افغانستان میں جنگ بند کرنے سے بھی بڑا اسٹریٹجک چیلنج ہے“ امریکی جنرل ابی زید کا بیان۔ 18

- ”بش کے پہلے حریف جنرل ویزے کلا رکن نے نیوزویک کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ”دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے کے لئے عراق کے بجائے پاکستان اور سعودی عرب کے خلاف کارروائی کرنی چاہئے تھی پاکستان کے سارے دینی مدارس بند کروادینے چاہئے تھے اور سعودی عرب کو سیکولرزم قبول کرنے پر مجبور کرنا چاہئے تھا اگر دونوں ملک سیکولر نہیں بنتے تو ان کے خلاف فوجی کارروائی کرنی چاہئے تھی۔ 19

- پاکستان کے بارے میں برطانوی رکن پارلیمنٹ جان گیلو لے کا یہ بیان بھی پڑھ لیجئے ”پاکستان کو کسی خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہئے پاکستان کی سب سے آخر میں باری صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ ایٹمی اور میزائل کی

قوت ہے۔ 20

- امریکی صحافی رچ لاری نے مسلمانوں کو سبق سکھانے کے لئے مکہ مکرمہ پر ایٹم بم سے حملہ کرنے کی تجویز پیش کی ہے، امریکہ کے خلاف ایٹمی حملہ کی صورت میں زیادہ تر قارئین نے مکہ مکرمہ پر ایٹمی اسلحہ استعمال کرنے کی حمایت کی ہے۔ 21

نام نہاد دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے پاکستان کی تمام تر مخلصانہ بلکہ فدویانہ تعاون کے باوجود، پاکستان کے خلاف کفار کا غیض و غضب ٹھنڈا ہونے میں نہیں آ رہا کسی خونخوار بھیڑیے کی طرح پاکستان پر وہ اپنے دانت یوں کچکچا رہے ہیں گویا ان کا بس چلے تو پاکستان کو کچا چاڑا لیں لیکن کسی ”غیبی قوت“ نے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھے ہیں جس کی وجہ سے وہ ہمت نہیں کر پا رہے ایک طرف وہ اپنے مفادات کے حصول کے لئے مشرف حکومت کی خوشامدیں بھی کرتے ہیں اور ان کی درازی عمر کی دعائیں بھی مانگتے ہیں 22۔ اور دوسری طرف دھونس اور دھمکیوں کے ساتھ مطالبات کی نت نئی فہرستیں تھماتے جا رہے ہیں۔ ہماری پسپائی کا شروع دن سے ہی یہ عالم ہے کہ ہمارے پاؤں کے نیچے زمین ہی نہ ہو اور ہم سطح آب پر چل رہے ہوں۔

سچی بات یہ ہے کہ 11 ستمبر کے بعد امریکہ کا حواری بن کر ہم نے اپنے لئے مشکلات اور مصائب کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر لیا آج ہم ایسی خطرناک بندگی میں پہنچ چکے ہیں جہاں سے نجات کا دور دور تک کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ یہ دراصل سزا ہے عقیدہ الولاء والبراء سے انحراف کی۔ 11 ستمبر کے بعد اسلامی ملک افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے کفار کو پاکستان کی فضائی حدود اور زمینی رابطوں کو استعمال کرنے کی اجازت دینا پاکستان کے بحری اور ہوائی اڈوں اور سرحدات کو استعمال کرنے کی اجازت دینا امریکہ کو اٹلی جنس اور نقل و حرکت کے بارے میں معلومات فراہم کرنا، افغانستان سے سفارتی تعلقات منقطع کرنا، جنگ کے بعد مجاہدین کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کرنا، پاکستان کے اندر ایف بی آئی کو گھروں میں چھاپے مارنے کی اجازت دینا، کشمیری مجاہدین کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لینا، ان کے کمپ اور دفاتر کو بند کر دینا، ان سے مالی تعاون کرنے والوں پر پابندیاں لگانا، قبائلی علاقوں میں برسوں سے رہائش پذیر مجاہدین کے گھروں پر بمباری کرنا، انہیں پناہ

دینے والے محب وطن قبائلیوں کے ساتھ ملک دشمنوں جیسا سلوک کرنا، یہ ساری باتیں عقیدہ الولاء والبراء کے خلاف ہیں۔ ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے مسلمانوں کی مدد حمایت کرنے اور کفار سے قطع تعلق اور دشمنی کرنے کا حکم دیا تھا لیکن ہم نے اس کے بالکل برعکس طرز عمل اختیار کیا۔ کفار کی نصرت اور حمایت کی، مسلمانوں سے قطع تعلق اور دشمنی کا راستہ اختیار کیا جس کے نتیجے میں آج ہم دن بدن نہیں بلکہ لمحہ بہ لمحہ مشکلات اور مصائب کی دلدل میں دھستے چلے جا رہے ہیں۔ اس انتہائی مایوس کن صورت حال سے نجات کا راستہ صرف ایک ہی ہے کہ ہم عقیدہ الولاء والبراء کی طرف پلٹ آئیں۔ مسلمانوں کی نصرت اور حمایت کا راستہ اختیار کریں کفار سے نفرت، بیزاری، قطع تعلق اور دشمنی کا واضح اور دو ٹوک اعلان کریں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد عراق پر حملہ کرنے کے لئے بھی کفار کو مسلم ممالک نے ہی سہولتیں فراہم کیں۔ مسلمانوں کے باہمی اختلاف، انتشار اور عدم تعاون نے ہی کفار کو آگے بڑھنے کا موقع دیا۔ اگر مسلمان ممالک کی خارجہ پالیسیاں عقیدہ الولاء والبراء پر استوار ہوتیں، تمام مسلمان ممالک کے درمیان اتحاد و اتفاق کا جذبہ موجود ہوتا، تمام مسلم ممالک ایک دوسرے کے معاون و مددگار بنتے اور کفار کے مقابلے میں بنیان مریض ہوتے تو کفار کو مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت بھی نہ ہوتی۔ اب بھی عالمی سطح پر کفار کی دہشت گردی، درندگی اور سفاکی کو روکنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ تمام مسلمان ممالک عقیدہ الولاء البراء پر عمل کریں۔ اگر مسلمان ممالک ایسا نہیں کریں گے تو ایک ایک کر کے اسی طرح پٹے چلے جائیں گے جس طرح افغانستان اور عراق میں پٹ چکے ہیں۔

وطن عزیز پاکستان کے حکمرانوں کو کسی غلط فہمی میں رہنا چاہئے کہ وہ کفار کے مطالبات سر بسر تسلیم کرتے چلے جانے سے بچ جائیں گے۔ کفار کے مطالبات کا سلسلہ اس وقت ختم نہیں ہوگا جب تک ان کے منصوبوں کے مطابق پورا عالم اسلام ان کا غلام اور محکوم نہیں بن جاتا اور تمام اسلامی ممالک پر ان کی شیطانی تہذیب اور کلچر مسلط نہیں کر دیا جاتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَبِيعَ مِلَّتَهُمْ﴾ ”یہود و نصاریٰ تجھ سے اس وقت تک ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے مذہب کے تابع نہ ہو جاؤ۔“ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 120)

کفار کے مطالبات کے حوالے سے تاریخ کا یہ عبرت آموز واقعہ بھی پڑھ لیجئے:

بعثت نبوی ﷺ کے پانچویں سال روم اور ایران میں جنگ شروع ہوئی جس کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے ﴿غَلَبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ﴾ ”قریبی سرزمین میں رومی (ایرانیوں سے) مغلوب ہو گئے۔“ (سورۃ الروم، آیت نمبر 2-3) رومیوں کی شکست کے بعد یروشلم پر ایرانی جھنڈا لہرانے لگا، عیسائیوں کے سارے عبادت خانے مسمار کر دیئے گئے، ساٹھ ہزار بے گناہ عیسائیوں کا قتل عام ہوا، تیس ہزار مقتولوں کے سر سے شہنشاہ ایران کا محل سجایا گیا، رومیوں نے صلح کی درخواست کی تو شہنشاہ ایران نے پہلے ڈھائی لاکھ پونڈ سونا اور چاندی، ایک ہزار ریشمی تھان اور ایک ہزار گھوڑے طلب کئے، یہ مطالبہ پورا کیا گیا تو تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ ہر قل زنجیروں میں جکڑا ہوا میرے تخت کے نیچے ہونا چاہئے اور آخری مطالبہ یہ تھا کہ جب تک شہنشاہ روم اپنے مصلوب خدا کو چھوڑ کر سورج دیوتا کے آگے سر نہیں جھکائے گا، میں صلح نہیں کروں

گا۔ 23

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ!



اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پروگرام کے مطابق کتاب الولاء والبراء (دوستی اور دشمنی) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمَّ الصَّالِحَاتُ !
کتاب ہذا درج ذیل چار حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلے حصے کا عنوان ہے ”اسلام اور کفر و متضاد عقیدے ہیں“۔ اس حصے میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان اور کافر دو الگ الگ قومیں ہیں۔ دونوں کا طرز معاشرت، مقصد حیات اور انجام بالکل مختلف ہے۔ مقصد حیات کے اعتبار سے دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں، کافر مسلمانوں کے اور مسلمان کافروں کے۔ تاریخ میں ان دونوں گروہوں کے درمیان کبھی حقیقی دوستی یا اتحاد نہیں ہوا۔ اگر حالات کے جبر نے کبھی دونوں گروہوں کا اکٹھا کیا بھی تو ان کا اتحاد عارضی ثابت ہوا۔ جیسا کہ عہد نبوی میں مسلمانوں نے اہل کتاب سے اتحاد کے معاہدات

کئے۔ لیکن جیسے ہی اہل کتاب کو غلبہ اسلام کا کھٹکا محسوس ہوا تو انہوں نے معاہدات سے غداری کر کے اور اپنے فطری حلیفوں یعنی کفار و مشرکین کے ساتھ ملنے میں لمحہ بھر کی تاخیر نہیں کی۔ قیامت کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی پیش گوئیوں میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان اور عیسائی مل کر ایک مشترکہ دشمن (اغلباً) یہود کے خلاف جنگ کریں گے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کو فتح ہوگی۔ فتح کے بعد عیسائی کمانڈر اعلان کرے گا کہ یہ فتح صلیب کی برکت سے ہوئی۔ اس کے جواب میں ایک غیرت مند مسلمان کمانڈر اس صلیب کو توڑ ڈالے گا یا اس عیسائی کمانڈر کو تھپڑ مارے گا جس کے نتیجے میں مسلمان اور عیسائیوں کا اتحاد ختم ہو جائے گا اور عارضی حلیف پھر ایک دوسرے کے حلیف بن جائیں گے۔ پس مسلمانوں اور کافروں کا ایک دوسرے کا دشمن ہونا ایسی ٹھوس حقیقت ہے جس کا انکار کرنا اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔ کتاب کے پہلے حصہ میں قرآنی آیات کے حوالہ سے اسی بات کو واضح کیا گیا ہے۔

دوسرے حصے کا عنوان ”الولاء“ جس میں کفار سے بیزاری، نفرت اور دشمنی اور تمام اہل ایمان سے دوستی اور محبت کرنے کے وجوب پر کتاب و سنت سے دلائل دیئے گئے ہیں نیز اس کی فضیلت اور تقاضوں کو واضح کیا گیا ہے۔

تیسرے حصے کا عنوان ہے ”البراء“ جس میں کفار سے بیزاری، نفرت اور دشمنی رکھنے کے وجوب پر کتاب و سنت سے دلائل دیئے گئے ہیں نیز کفار سے براءت نہ کرنے کا نقصان اور براءت کے تقاضے بیان کئے گئے ہیں۔

چوتھے حصے کا عنوان ہے ”بے ضرر کفار سے حسن سلوک“ اس حصہ میں کتاب و سنت کے حوالے سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے دشمنی نہ رکھنے والے کفار سے اسلام نے نیکی اور حسن کا حکم دیا ہے۔ اسلام کے یہی عادلانہ اور منصفانہ احکام اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ دین اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہے جو بنی نوع انسان کو ظلم، جبر، زیادتی اور عدوان سے نجات دلانے والا اور امن و سلامتی کی ضمانت مہیا کرنے والا دین ہے۔



گزشتہ چند دہائیوں سے حصول کثرت دوڑ نے ہر طرف نفسانفسی کا عالم پیدا کر رکھا ہے۔ مادہ پرستانہ فکر اور خود غرضی کی سوچ عام ہے۔ اسلامی اقدار تو کیا انسانی اقدار تک مان پڑ گئی ہیں۔ قرابت داری اور رشتوں کے تقدس اور احترام کا تصور قصہ پارینہ بنتا جا رہا ہے۔ اس نفسانفسی کے عالم اور مادہ پرستانہ سوچ نے انسان کے ساتھ اس کے مالک حقیقی اور محسن اعظم ﷺ کے رشتوں کو بھی کہیں کمزور بہت کمزور اور کہیں طاق نسیاں بنا دیا ہے۔ الولاء والبراء لکھنے کی غرض و غایت یہی ہے کہ مسلمان اپنی مالک حقیقی اور محسن اعظم ﷺ کے ساتھ اپنے رشتوں کو مضبوط بنائیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر اپنے دلوں میں بھریں اور پھر اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ اسی طرح پوری دنیا میں مسلمان بھائیوں کے ساتھ اپنے تعلقات اور رشتوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں استوار کریں اور کفار، جو اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں، ان سے شعوری طور پر بیزاری، نفرت اور دشمنی کا اظہار کریں۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اگر کسی ایک فرد کی سوچ میں بھی مثبت تبدیلی پیدا ہوگئی تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگ گئی اور بعید نہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے میری بخشش کا ذریعہ بھی بنادیں۔ اِنَّهُ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُفٌ رَحِيْمٌ

کتاب میں خیر اور بھلائی کے تمام پہلو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اس کی غلطیاں اور خامیاں میرے نفس کے شر اور شیطان کی طرف سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس کے خیر اور بھلائی کے پہلوؤں کو شرف قبولیت سے نوازیں اور اپنے عفو و کرم کے باعث غلطیوں اور خامیوں کو معاف فرمائیں۔ آمین!

کتاب میں صحت احادیث کا پورا پورا اہتمام کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کے حسب سابق شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق پر زیادہ تر اعتماد کیا گیا ہے تاہم کسی بھی غلطی کی نشان دہی پر اہل علم کا ممنون احسان ہوں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تفہیم السنہ کی اگلی کتاب ”فضائل قرآن“ ہوگی ان شاء اللہ!

اسلام اور مسلمانوں کو مغلوب کرنے کی حالیہ منصوبہ بندی میں کفار کا سب سے اہم ہدف قرآن مجید ہے

۔ جسے وہ مسلمانوں کی زندگیوں سے خارج کر دینا چاہتے ہیں اور اس کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں گزشتہ صفحات میں آپ نبی و یک کی ہرزہ سرائی پڑھ چکے ہیں، اسکولوں اور کالجوں میں نصاب تعلیم کو بدلنے کے پس منظر میں دراصل یہی منصوبہ بندی کا فرما ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے جو آج بے شمار زبانوں میں دنیا کے گوشے گوشے میں اربوں کی تعداد میں کتابی صورت میں موجود ہے اور بلا مبالغہ کروڑوں مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کے سینوں میں محفوظ ہے اس لئے قرآن مجید کو مسلمانوں کی زندگیوں سے خارج کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نادان حکمرانوں کو کون سمجھائے کہ جس فرد یا قوم نے اللہ کے خلاف یہ جنگ شروع کی اللہ تعالیٰ نے اس فرد یا قوم کو پیس کر رکھ دیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے اسے نشان عبرت بنا دیا۔

بہت پرانی بات نہیں، ماضی قریب کا قصہ ہے۔ 25 اگست 1981ء کو اسرائیلی وزیر اعظم بیگن مصر کے دورہ پر گیا بیگن اور انور السادات کے درمیان ”مصر، اسرائیل تعلقات میں بہتری“ کا موضوع زیر بحث تھا۔ بیگن نے کہا ”میں آپ کی اس بات پر کیسے یقین کر لوں کہ آپ ہمارے ساتھ دوستی چاہتے ہیں جبکہ آپ کے مدارس میں اب بھی اس قرآنی آیت کی تعلیم دی جاتی ہے ﴿لَعْنُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيۡۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسٰنِ دَاوُدَ وَ عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْۤا وَ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ﴾ ترجمہ: ”بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے گزر گئے۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 78) صدر سادات نے اپنے وزیر تعلیم کو طلب کیا اور حکم دیا کہ مصری تعلیمی اداروں میں پڑھائی جانے والی ایسی تمام آیات نصاب تعلیم سے خارج کر دی جائیں جن میں یہودیوں سے دشمنی کا ذکر ہو اقتدار اور حکومت کے نشے میں چڑھ کر مسلمانوں کی زندگی سے قرآن مجید کو خارج کرنے کا حکم دینے والا صدر اس کے بعد تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہا اور اللہ تعالیٰ نے اسے آنے والوں کے لئے نشان عبرت بنا دیا مولانا ظفر علی خان نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

نہ جا اس تحمل پر ، کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے ، کہ ہے سخت انتقام اس کا

انور سادات سے پہلے بھی کئی حکمرانوں نے کلام اللہ کو مسلمانوں کی زندگیوں سے خارج کرنے کی کوشش کی۔ آج بھی مختلف حیلوں بہانوں سے مکرو فریب کے جال پھیلانے جارہے ہیں۔ سازشیں کی جارہی ہیں جو ان شاء اللہ کبھی پروان نہیں چڑھیں گی لیکن اس عہد میں کچھ لوگ کفار کی ان سازشوں میں شریک ہو کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کریں گے اور کچھ لوگ کفار کی ان سازشوں کا مقابلہ کر کے اپنا نامہ اعمال روشن کریں گے اہل ایمان پر واجب ہے کہ قرآن مجید کو مسلمانوں کی زندگی سے خارج کرنے والی کفار کی تمام سازشوں پر کڑی نگاہ رکھیں اور انہیں ناکام بنانے کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیں۔ اہل ایمان کی اس سعی محمود میں ہم بھی اپنی حقیر کوشش کے ساتھ شریک ہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق اور مدد طلب کرتے ہیں کہ وہی ذات مدد فرمانے والی اور توفیق عطا فرمانے والی ہے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ!

آخر میں قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ان کتب سے استفادہ کے بعد مجھے ، میرے والدین اور میرے اہل و عیال کو اپنی مخلصانہ دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محمد اقبال کیلانی حفظہ اللہ

7 جمادی الاول 1425ھ

مطابق 25 جون 2004ء

- حمد اس کے لئے : جو کائنات کا خالق اور مالک ہے
- حمد اس کے لئے : جو قادر مطلق ہے اور غالب ہے جس کے ہاتھ میں ساری بھلائیاں ہیں۔
- حمد اس کے لئے : جو وحدہ لا شریک اور بے نیاز ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
- حمد اس کے لئے : جس نے سید الاولیٰین والآخرین، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا
- حمد اس کے لئے : جس نے کتاب نازل فرمائی اور اسے قیامت تک کے لئے محفوظ فرمایا۔
- حمد اس کے لئے : جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور ہمیں بہترین امت بنایا۔
- حمد اس کے لئے : جو کمزوروں اور ضعیفوں کا بچا اور ماویٰ ہے، بے سہاروں کا سہارا، اور بے کسوں کا مولا ہے
- حمد اس کے لئے : جو اپنے کمزور اور ضعیف بندوں کی آہ و فغاں سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے۔
- حمد اس کے لئے : جو لشکروں کو شکست دینے والا ہے اور جسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔
- حمد اس کے لئے : جو اپنے کمزور بندوں کی نصرت فرمانے والا اور دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے۔
- حمد اس کے لئے : جو سب سے بڑھ کر سچا ہے اور اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

اسی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں، اسی کی پناہ طلب کرتے ہیں، اسی پر توکل کرتے ہیں، ہم اسی کے حضور اپنی بے بسی، کمزوری، اور ناتوانی کا اظہار کرتے ہیں، اسی کے حضور دت دعاء پھیلاتے ہیں، اپنے غم اور دکھ کی فریاد اسی کی جناب میں پیش کرتے ہیں۔ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَنِيَّ وَحَزْنِيْ اِلٰی اللّٰهِ!



اے اللہ العالمین!

تیرے دین کو مٹانے اور مغلوب کرنے کے لئے کفار نے تیرے بندوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے، ظلم و جبر کی انتہاء کر دی ہے، درنگی اور سفاکی کی ساری حدیں پھلانگ دی ہیں، انہیں بے وطن کر دیا اور گھروں سے بے گھر کر دیا ہے، ان سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا ہے، اور ان کی جانوں، مالوں اور عزتوں کو مباح کر لیا ہے، ہزاروں معصوم بچوں کو یتیم کر دیا ہے، ہزاروں خواتین کو بیوہ بنا دیا ہے، ہزاروں بے گناہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو اپانچ کر دیا ہے، کتنے ہی بوڑھے والدین کو بے سہارا کر دیا ہے، بے شمار عفت مآب اور پاکدامن خواتین کی عزتوں کو پامال کر دیا ہے، کتنے ہی گھروں کو مسمار اور شہروں کو کھنڈر بنا دیا ہے، مساجد کو منہدم کر دیا ہے آبادیوں کو بے آباد اور بستیوں کو ویران کر دیا ہے۔



اے اللہ العالمین!

ہم تیرے دین کے ان دشمنوں سے اسی طرح براءت کرتے ہیں جس طرح تیرے بندے اور رسول حضرت نوح علیہ السلام نے کی تھی

﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذِيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ۝﴾

”اے میرے رب! زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی باقی نہ چھوڑ، اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کے ہاں جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکردار اور سخت کافر ہوگی اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہو، ان سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما لیکن ظالموں کی ہلاکت اور بربادی میں اور بھی زیادتی

فرما۔“ (سورہ نوح، آیت نمبر 26 تا 28)



اے اللہ العالمین!

ہم تیرے دین کے دشمنوں سے اسی طرح براءت کرتے ہیں جس طرح تیرے بندے اور رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی۔

﴿رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ﴾

” اے ہمارے رب! تو نے (آج کے) فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں شان و شوکت اور دولت سے نواز رکھا ہے اے ہمارے رب! کیا اس لئے کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے ہٹائیں؟ اے ہمارے رب! ان کے مال غارت کر دے اور ان کے دلوں پر ایسی مہر کر دے کہ یہ ایمان نہ لائیں جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں۔“ (سورہ یونس، آیت نمبر 88)

اے اللہ العالمین!

ہم تیرے دین کے ان دشمنوں سے اسی طرح براءت کرتے ہیں جس طرح تیرے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ نے کی تھی ((اللَّهُمَّ عَلَيكَ بِأَبِي جَهْلٍ)) ”یا اللہ! (آج کے) ابو جہل کو ہلاک فرما دے۔“ (بخاری) ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعِ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)) ”اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے، لشکروں کو شکست دے۔ یا اللہ! کفار اور مشرکین کو شکست دے اور ان کے پاؤں ڈگمگا دے۔“ (ابن ماجہ)



اے اللہ العالمین!

ہم تیرے دین کے ان دشمنوں سے اسی طرح براءت کرتے ہیں جس طرح تیرے بندے اور رسول کے خلیفہ ثانی اور حلیل القدر صحابی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کی؟ ”اللَّهُمَّ الْعَن كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَكْذِبُونَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالَفَ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزَلَ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزَلَ بِهِمْ بَاسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ“ یا اللہ! اہل کتاب میں سے ان کافروں پر لعنت فرما جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے جنگ کرتے ہیں اے اللہ! ان کی باتوں میں اختلاف پیدا فرما، ان کے قدم ڈگمگا دے اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما دے جسے تو مجرم لوگوں سے نہیں پھیرتا۔“ (مروزی)

اے اللہ العالمین!

ہم تیرے دین کے ان دشمنوں سے اسی طرح براءت کرتے ہیں جس طرح تیرے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ کے جانشین صحابی حضرت حبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی تھی ﴿اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَافْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا﴾ یا اللہ! ان میں سے ایک ایک کو گن لے، اور انہیں الگ الگ کر کے ہلاک فرما، اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ۔ (بخاری)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ!

(مسلم ورلڈ ویڈیو پروسیسنگ پاکستان)

حوالہ جات

- (1) یاد رہے جمعرات کے روز رسول اکرم ﷺ کے مرض میں شدید اضافہ ہو گیا تھا جب کبھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے جمعرات کا ذکر ہوتا تو بے خود ہو کر رونے لگتے، لوگ پوچھتے ”عبداللہ رضی اللہ عنہ جمعرات کو کیا ہوا تھا؟“ فرماتے ”اس روز رسول اکرم ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تھا۔ (2) در مختار جلد 1، ص 6-2 (3) رسالہ الامداد، ص- (4) نعمۃ الروح، از اسماعیل رضوی ص 44، بحوالہ بریلویت، ص 138-5) مثال کے طور پر ملاحظہ ہو غزوہ بنو قینقاع اور غزوہ بنو قریظہ کے مفصل حالات۔ (6) اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بارے میں وزارت خارجہ کی خفیہ رپورٹ ملاحظہ ہو: ”اسرائیل کو تسلیم کرنے میں فائدے ہی فائدے ہیں نقصان کوئی نہیں، بے شمار سیاسی اور فوجی فوائد کے علاوہ مگر ب کی جارحانہ پالیسی کم اور سرمایہ کاری بڑھے گی، بھارت اسرائیل فوجی تعاون پر چیک رہے گا۔“ (نوائے وقت، 14 جولائی 2003ء)۔ (7) 8، روزنامہ نوائے وقت، لاہور یکم مارچ 2004ء۔ (9) ہفت روزہ تکبیر کراچی، 6 مئی 2004ء۔ (10) روزنامہ نوائے وقت لاہور، 15 مارچ 2004ء۔ (11) ہفت روزہ تکبیر، 18 مارچ 2004ء۔ (12) روزنامہ پاکستان، 9 مارچ 1996ء۔ (13) اردو نیوز جده، 20 مارچ 2004ء۔ (14) اردو نیوز جده، 31 اکتوبر 2003ء۔ (15) دور المقاطعہ الاقتصادية في انهيار الدولة الصليبية، ص 3-16) ارشاد باری تعالیٰ ہے وَأَتُوهُمْ مِنْ مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتٰكُمْ ”اور اس مال سے انہیں دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔“ (سورہ النور، آیت نمبر 33-17) ہفت روزہ تکبیر، 13 اکتوبر 2001ء۔ (18) روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 26 مارچ 2004ء۔ (19) ہفت روزہ غزوہ، 21 تا 27 نومبر 2003ء۔ (20) نوائے وقت لاہور، 7 اگست، 2003ء۔ (21) ہفت روزہ غزوہ لاہور، 19 جون 2003ء۔ (22) مجلہ الدعوة دسمبر 2002ء۔ (23) روزنامہ جنگ، 19 فروری 2004ء ”صرف راز“ از اوریا مقبول جان۔ (24) ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 8 اکتوبر 2003ء۔ (25) ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 18 فروری 2004ء۔ (26) اردو نیوز، جده، 15 مارچ

2002ء۔ (27) چند بیانات ملاحظہ ہوں:

۱۷ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے ڈاکٹر عبدالقدیر کے خلاف کارروائی پر جنرل مشرف کی تعریف کی اور اسے ایک دلیرانہ اقدام قرار دیا (نوائے وقت، لاہور 29 فروری 2004ء)۔ دہشت گردی کے خلاف پاکستان کا کردار یاد رکھیں عالمی برادری کے ساتھ پاکستان نے ہر اول دستہ کا کردار ادا کیا امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین کا بیان (اردو نیوز، جدہ 6 مئی 2002ء) ● دہشت گردی کے خلاف پاکستانی تعاون امریکہ کے لئے اعزاز ہے امریکی نائب وزیر دفاع ولفوٹر (اردو نیوز، جدہ 6 مارچ 2004ء) ○ جنرل مشرف لے لئے اسرائیلی پارلیمنٹ میں دعا کی گئی (نوائے وقت، 11 مارچ 2004ء) ■ سابق اسرائیلی وزیراعظم شیمون پیریز نے کہا ہے کہ ایک اچھے یہودی لڑکے کی طرح میں نے کبھی خواب میں نہ سوچا تھا کہ میں پاکستان کے صدر مشرف کی حفاظت کے لئے دعا کروں گا۔ (ترجمان القرآن ستمبر 2003ء، بحوالہ نیوز ویک 11 ستمبر 2001ء) (28) غزوات مقدس، از محمد عنایت اللہ وارثی، صفحہ 258۔

الجزء الاول

(حصہ اول)

الْإِسْلَامُ وَ الْكُفْرُ عَقِيدَتَانِ مُتَضَادَتَانِ
اسلام اور كفر دو متضاد عقیدے ہیں

الإِسْلَامُ نَاسِخٌ لِّجَمِيعِ الْأَدْيَانِ

اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان منسوخ ہیں

مسئلہ 1: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک کے بعد اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان منسوخ ہو چکے ہیں۔

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ جَ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ﴾ (85:3)

”جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا اس سے وہ بر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔“ (سورہ آل عمران، آیت نمبر 85)

﴿إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاسْلَامٌ قَفَ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أَوْثُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ بِهِمُ الْعِلْمُ بِغَيَا مَ بَيَّنَّهُمْ طَ وَ مَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ (19:3)

”بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (قابل قبول) دین اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے علم پہنچنے کے بعد (اسلام کی) مخالفت کا طرز عمل محض ضد کی بناء پر اختیار کیا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے جلد حساب لینے والا ہے۔“ (سورہ آل عمران، آیت نمبر 19)

مسئلہ 2: اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (3:5)

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام بطور دین پسند کیا ہے۔“ (سورہ مائدہ، آیت نمبر 3)

مسئلہ 3: اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ مَّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُضِلِّهِ جَهَنَّمَ ط وَ سَاءَ ثَٰ مَصِيرًا﴾ (115:4)

”اور جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے طریقہ کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرے ہم اسی طرف اسے پھیر دیں گے جدھر وہ خود پھرے گا اور (بالآخر) اسے جہنم میں ڈال دیں گے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 115)

عَنْ أَبِي بُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِنِ أَحَدٍ مِنْ بَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٍّ وَلَا
نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَا يُمْنُ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ
النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، اس امت کا کوئی بھی آدمی خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی، میرے بارے میں سن لے اور مجھ پر ایمان نہ لائے اور اس تعلیم کو نہ مانے جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں، تو وہ جہنمی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] کتاب الایمان ، باب وجوب الایمان برسالتہ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

مَنْ هُوَ الْكَافِّرُ؟

کافر کون ہیں؟

مسئلہ 4: اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے کافر ہیں۔

مسئلہ 5: رسولوں کا انکار کرنے والے کافر ہیں۔

مسئلہ 6: اللہ تعالیٰ کو ماننے والے اور رسولوں کو نہ ماننے والے بھی کافر ہیں۔

مسئلہ 7: بعض رسولوں کو ماننے والے اور بعض کو نہ ماننے والے بھی کافر ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ
نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا، أُولَئِكَ هُمُ
الْكَاذِبُونَ خَفَا ج وَ آغْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا﴾ (150:4-151)

”بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں

کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور کہتے ہیں کہ کسی پیغمبر

کو مانیں گے کسی کو نہیں مانیں گے اور (اس طرح) وہ کفر و ایمان کی درمیانی

راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں وہ سب پکے کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے رسوا

کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 151-150)

مسئلہ 8: یہودی کافر ہیں۔

﴿بُوِّدَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ط﴾ (2:59)

”وہی ذات ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلے

حشر کے وقت نکالا۔“ (سورۃ الحشر، آیت نمبر 2)

وضاحت: اس آیت میں اہل کتاب کافروں سے مراد بنو نضیر کا یہودی قبیلہ

ہے جن کی بار بار بدعہدیوں کے باعث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

مدینہ منورہ سے باہر نکال دیا۔

مسئلہ 9: عیسائی کافر ہیں۔

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط﴾ (17:5)

”یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے، جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ

ہے۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 17)

مسئلہ 10: منافق کافر ہیں۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ ائْتُدُنْ لِي وَلَا تَفْتِنْنِي ط اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ط وَ اِنَّ جَهَنَّمَ

لَمَجِيْطَةٌ مَّ بِالْكَفْرِ نِ﴾ (49:9)

”ان میں سے کوئی (منافق) ہے جو کہتا ہے مجھے (محاذ جنگ پر جانے

سے) رخصت دے دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈالئے، سنو! (رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے) فتنے میں تو یہ پڑ چکے ہیں۔ ایسے کافروں کو

جہنم گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 49)

مسئلہ 11: مرتد کافر ہیں۔

﴿وَمَنْ يَزِدْكَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا فَعَسَىٰ وَأُكْثَرُ﴾ (سورۃ الزمر، آیت نمبر 30)

﴿وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ مِّنَ الْأُولَىٰ﴾ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 217)

”اور جو شخص اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس

کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو جائیں گے۔ ایسے لوگ جہنمی ہیں اور وہ

اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔“ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 217)

مسئلہ 12: ابلیس بھی کافر ہے۔

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ط اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِیْنَ﴾ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 34)

”جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا

سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا، تکبر کیا اور کافروں سے ہو گیا۔“ (سورۃ

البقرہ، آیت نمبر 34)

عَدَاوَةُ الْكُفَّارِ لِلْإِسْلَامِ

کفار کی اسلام دشمنی

مسئلہ 13: کفار اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ (1:60)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 1)

مسئلہ 14: کفار فرشتوں کے دشمن ہیں۔

﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ، مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ﴾ (97:2-98)

”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہو جو شخص جبریل کا دشمن ہے (اسے معلوم ہونا چاہئے) کہ جبرائیل نے ہی اس قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اتارا ہے جو اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اہل ایمان کے لئے ہدایت اور خوش خبری ہے جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا، جبریل کا اور میکائیل کا دشمن ہے، اللہ خود (ایسے) کافروں کا دشمن ہے۔“ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 97-98)

مسئلہ 15: کفار، انبیاء کے دشمن ہیں۔

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ط وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بَادِيًا وَ نَصِيرًا﴾ (31:25)

”اے محمد) ہم نے اسی طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے اور تیرا رب تیری رہنمائی اور مدد کے لئے کافی ہے۔“ (سورۃ الفرقان، آیت

وضاحت اسی طرح سے مراد یہ ہے کہ جس طرح مکہ کے کافر آپ کے دشمن بن گئے ہیں اسی طرح کافر ہر زمانے میں ہر نبی کے دشمن رہے ہیں۔

مسئلہ 16: کفار نے حضرت نوح علیہ السلام کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔

﴿قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يٰنُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ﴾ (116:26)
 ”کافروں نے کہا اے نوح! اگر تو باز نہ آیا تو تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے۔“ (سورۃ الشعراء، آیت نمبر 116)

مسئلہ 17: کفار نے حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش کی۔

﴿وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رِبْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُونَ، قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَ أَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَ إِنَّا لَصٰدِقُونَ، وَ مَكَرُوا مَكْرًا وَ مَكَرْنَا مَكْرًا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ (50-27:48)

”شہر میں نو سردار تھے جو ملک میں فساد برپا کرتے اور اصلاح کا کوئی کام نہ کرتے تھے، انہوں نے آپس میں کہا سارے مل کر قسم کھاؤ کہ ہم رات کو صالح اور اس کے گھروالوں پر شب خون ماریں گے (اور انہیں قتل کر ڈالیں گے) پھر اس کے ولی سے کہہ دیں گے کہ ہم تو اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے ہم واقعی سچ کہہ رہے ہیں۔ کافروں نے یہ چال چلی اور ایک چال ہم نے چلی، جس کی انہیں خبر بھی نہ تھی۔“ (سورۃ النمل، آیت نمبر 48-50)

وضاحت اللہ تعالیٰ کی چال یہ تھی کہ کفار پر اس رات اللہ کا عذاب آگیا جس رات وہ حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے۔

مسئلہ 18: کفار نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عبرتناک سزا دینے کے لئے آگ میں ڈال دیا۔

﴿قَالُوا حَرْقُوهُ وَاَنْصُرُوا الْهَيْكَلُ اِنْ كُنْتُمْ فَعٰلِيْنَ، فَلَمَّا يَنْتٰرْكُوْنِىْ بَرَدًا وَسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰىمَ﴾-(68:21-69)

”انہوں نے کہا ابراہیم کو آگ میں جلا ڈالو، اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو (اس طرح) اپنے معبودوں کی مدد کرو، ہم نے آگ کو حکم دیا، اے آگ! ابراہیم کے لئے سلامتی والی ٹھنڈی بن جا۔“ (سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 68-69)

مسئلہ 19: کفار نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو جلا وطن کرنے کی سازش کی۔

﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَخْرِجُوْهُ اَل لُّوْطُ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ جَ اِنَّهُمْ اَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ﴾-(56:27)

”لوط کی قوم نے ان کی دعوت کا جواب یہ دیا کہ انہوں نے آپس میں کہا لوط اور اس کے ماننے والوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔“ (سورۃ النمل، آیت نمبر 56)

مسئلہ 20: حضرت شعیب علیہ السلام کو کفار نے سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔

﴿قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفَقَہُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰکَ فِیْنَا ضَعِيْفًا جَ وَاَوْ لَا رِبْطَکَ لَرَجَمْنٰکَ زَ وَاَنْتَ عَلٰیْنَا بِعَزِيْزٍ﴾-(91:11)

”کافروں نے کہا اے شعیب! تیری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تجھے اپنے درمیان ایک کمزور آدمی پاتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے اور تو ہم سے زیادہ طاقتور نہیں ہے۔“ (سورۃ ہود، آیت نمبر 91)

مسئلہ 21: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْ - اَقْتُلْ مُوسٰی وَلْيَدْعُ رَبِّہٖ جَ اِنَّیْ - اَخَافُ اَنْ یُّبَدَلَ دِیْنُکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْہِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ﴾-(26:40)

”(بالآخر)فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا چھوڑو مجھے میں موسیٰ کو قتل کئے دیتا ہوں اور پکار دیکھے یہ اپنے رب کو،مجھے اندیشہ ہے کہ یہ تمہارا دین بدل ڈالے گا یا ملک میں فساد برپا کردے گا۔“ (سورۃ المؤمن، آیت نمبر 26)

مسئلہ 22: یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش تیار کی۔

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ج وَ مَا قَتَلُوهُ وَ مَا صَلَبُوهُ وَ لَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَ إِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا أَتْبَاعُ الظُّلِّ ج وَ مَا قَتَلُوهُ يَقِينًا، لَا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ط وَ كَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ (157:4-158)

”بنی اسرائیل نے خود کہا ہم نے مسیح، عیسیٰ بن مریم کو قتل کیا ہے حالانکہ انہوں نے قتل کیا نہ اسے پھانسی دی بلکہ ان کے لئے معاملہ مشتبہ بنا دیا گیا اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں محض گمان کی پیروی ہے انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا اللہ تعالیٰ زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 157-158)

مسئلہ 23: کفار نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کرنے، جلا وطن کرنے یا قتل کرنے کی سازشیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر سازش سے محفوظ رکھا۔

﴿وَ إِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ط وَ يَمْكُرُونَ وَ يَمْكُرُ اللَّهُ ط وَ اللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرُئِينَ﴾ (30:8)

”اور جب کافروں نے آپ کے خلاف تدبیریں کیں کہ آپ کو قید کردیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کردیں، وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ

اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔“ (سورۃ الانفال، آیت نمبر 30)

وضاحت: اللہ تعالیٰ کی چال یہ تھی کہ جس رات کافروں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اسی رات اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے گھیرے سے محفوظ نکال کر غار ثور میں پہنچا دیا۔ یاد رہے کفار نے مکہ اور مدنی زندگی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کم از کم سترہ مرتبہ قتل کرنے کی سازش کی جو اللہ کے فضل و کرم سے ہر مرتبہ ناکام ثابت ہوئی۔

مسئلہ 24: کفار تمام اہل ایمان کے دشمن ہیں۔

1 ﴿إِنَّ الْكُفْرَيْنَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا﴾ (4:101)

”یہ شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 101)

2 ﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا﴾ (5:82)

”مسلمانوں سے دشمنی کرنے میں یہودیوں اور مشرکوں کو تم باقی سارے لوگوں کے مقابلہ میں سخت پاؤ گے۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 82)

مسئلہ 25: کافر قرآن مجید کے دشمن ہیں۔

1 ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنُؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ط﴾ (34:31)

”اور کافر کہتے ہیں ہم اس قرآن پر ہر گز ایمان نہیں لائیں گے نہ اس سے پہلے آئی ہوئی کسی کتاب کو مانیں گے۔“ (سورۃ سبا، آیت نمبر 31)

2 ﴿وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ لَا قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَا أَتَتْ بِقُرْآنٍ غَيْرِ بَدَأَ أَوْ بَدَّلَهُ ط﴾ (10:15)

”جب ہماری واضح آیات انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہتے ہیں اس قرآن کے بجائے کوئی اور لاؤ یا اس کی آیات بدل دو۔“ (سورہ یونس، آیت نمبر 15)

3- ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ﴾
(26:41)

”کافر (آپس میں ایک دوسرے سے) کہتے ہیں اس قرآن کو نہ سنو (اور جب پڑھا جائے) تو خوب شور مچاؤ شاید اسی طرح تم غالب ہو جاؤ۔“ (سورۃ حم السجدہ، آیت نمبر 26)

مسئلہ 26: کافر مساجد کے دشمن ہیں۔

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ ط
أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ﴾ (17:9)

”مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں اس لئے کہ وہ (اپنے طرز عمل سے) اپنے بارے میں کفر کی گواہی دے چکے ہیں ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 17)

سَبَبِ عَدَاوَةِ الْكُفَّارِ لِلْمُسْلِمِينَ

مسلمانوں سے کفار کی دشمنی کا سبب

مسئلہ 27: مسلمانوں سے کفار کی دشمنی کا اصل سبب مسلمانوں کا اللہ اور

اس کی نازل کردہ تعلیمات پر ایمان لانا ہے۔

﴿قُلْ يَٰأَيُّهَا الْكِتَٰبُ بَلْ تَنقِمُونَ مِنَّا الْآلَانَ أَمَّا بِاللَّهِ وَ مَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَ مَا أُنزِلَ مِن قَبْلُ

لَا وَ أَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَٰسِقُونَ﴾ (59:5)

”اے محمد! ان سے کہو، اے اہل کتاب! تم جس بات پر ہم سے دشمنی رکھتے ہو

وہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ ہم اللہ پر اور اس تعلیم پر ایمان لائے ہیں جو

ہماری طرف نازل ہوئی ہے اور جو ہم سے پہلے بھی نازل ہوئی لیکن تم میں سے

اکثر لوگ فاسق ہیں۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 59)

مسئلہ 28: فرعون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صرف اللہ پر ایمان لانے کی

وجہ سے قتل کرنا چاہتا تھا۔

﴿وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ

وَ قَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ط وَ أَنْ يَكْ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ج وَ أَنْ يَكْ صَادِقًا

يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِِفٌ كَذَّابٌ﴾ (28:40)

”آل فرعون میں سے ایک مومن شخص جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا بول اٹھا
 کیا تم ایک شخص کو محض اس وجہ سے قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے میرا رب
 اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح معجزات لے کر
 آیا ہے اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہوگا اور اگر وہ سچا
 ہے تو پھر وہ جس عذاب کا تمہیں خوف دلارہا ہے اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تو
 تم پر ضروری آجائے گا بے شک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والے کذاب کو ہدایت
 نہیں بخشتا۔“ (سورة المؤمن، آیت نمبر 28)

مسئلہ 29: اصحاب الاخدود نے مسلمانوں کو محض اس لئے آگ میں جلا یا کہ وہ
 ایک اللہ کی ذات پر ایمان لائے تھے۔

﴿وَمَا نَقْمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ، الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ
 ط وَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾۔ (8-85:7)

” اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی اور وجہ سے نہ تھی کہ وہ
 اس اللہ پر ایمان لائے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ زمین
 اور آسمانوں کا مالک ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران ہے۔ (سورة البروج، آیت
 نمبر 7-8)

مسئلہ 30: کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اہل ایمان کو محض

اس لئے جلا وطن کیا کہ وہ اپنے اللہ پر ایمان لائے تھے۔

﴿يُخْرِجُونَ الرِّسُولَ وَ إِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ ط﴾ (1:60)

”کفار نے رسول کو اور تمہیں صرف اس لئے جلا وطن کیا کہ تم لوگ اپنے رب

اللہ پر ایمان لائے۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 1)

مسئلہ 31: کفار، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اس لئے قتل کرنا چاہتے

تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي

جَبْرِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ ابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ قَوْصَعٌ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنَقًا

شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَ دَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَ تَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اور اپنی

چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال دی اور زور سے گھونٹنے لگا اتنے

میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور فرمایا ”کیا تم ایک

آدمی کو محض اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔“

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

.....

[1] کتاب فضائل اصحاب النبی ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت

متخذاً خلیلاً.

عَزَائِمُ الْكَفَّارِ ضِدَّ الْمُسْلِمِينَ

کفار کے مسلمانوں کے خلاف عزائم

مسئلہ 32: کافر چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی ہماری طرح کافر ہو جائیں۔

﴿وَدُّوا لَوْ تُكْفِرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً﴾ (89:4)

”وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں اسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ تم اور وہ سب یکساں ہو جائیں۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 89)

مسئلہ 33: کافر مسلمانوں سے حسد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنا دین چھوڑ دیں۔

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا جَحْدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ج فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ط إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (109:2)

”اپنے نفس کے حسد کی وجہ سے اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں حالانکہ حق (اسلام) ان پر واضح ہو چکا ہے تم ان کے معاملے میں عفو و درگزر سے کام لو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود ہی ان کے بارے میں اپنا فیصلہ نافذ فرمادے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 109)

مسئلہ 34: کافر مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ برسرِ جنگ رہیں گے تاکہ مسلمان اپنے دین سے پھر جائیں۔

﴿وَلَا يَزَالُونَ يَقَاتِلُوكُمْ حَتَّى يَرْدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ط﴾ (217:2)

”کافر تمہارے ساتھ ہمیشہ قتال کرتے رہیں گے حتیٰ کہ اگر ان کا بس چلے تو تمہیں تمہارے دین سے پھر جائیں۔“ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 217)

سے پھیر لے جائیں۔“ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 217)

مسئلہ 35: کفار، مختلف چالوں سے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔
 ﴿وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ
 وَ اكْفُرُوا أَجْرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (72:3)

”اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس نبی کے ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر صبح کے وقت ایمان لاؤ اور شام کو اس کا انکار کردو تاکہ مسلمان بھی (شکوہ و شبہات میں مبتلا ہو کر) اپنے دین سے پھر جائیں۔“ (سورہ آل عمران، آیت نمبر 72)

مسئلہ 36: کافر مسلمانوں کی زبانی چاپلوسی کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے نفرت ہوتی ہے۔

﴿يُضَوِّنَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ تَأْبَى قُلُوبُهُمْ ج وَ أَكْثَرُكُمْ فُسِّقُونَ﴾ (8:9)
 ”کافر اپنی زبانوں سے تمہیں راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان کے دل انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔“ (سورہ التوبہ، آیت نمبر 8)

مسئلہ 37: مشرک اور یہودی مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔
 ﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ج﴾ (82:5)
 ”تم اہل ایمان کی دشمنی میں سب سے زیادہ مشرکین اور یہود کو پاؤ گے۔“ (سورہ المائدہ، آیت نمبر 82)

مسئلہ 38: کافر مسلمانوں سے کبھی محبت اور دوستی نہیں کریں گے۔

مسئلہ 39: کافر مسلمانوں کے خلاف شدید غیظ و غضب رکھتے ہیں۔
 ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِبُّوهُمْ وَ لَا يُحِبُّوكُمْ وَ تُوْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّ ج وَ إِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا ج وَ إِذَا خَلَوْا عَصَوْا عَٰلَيْكُمْ الْوَٰعِدَ مِنَ الْعَٰغِظِ ط قُلْ مُؤْتُوا بِغَيْظِكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ (119:3)

” (مسلمانو!) تم ان (غیر مسلموں) سے محبت رکھتے ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام

(آسمانی) کتب کو مانتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی (تمہارے رسول اور کتاب کو) مانتے ہیں لیکن جب تم سے الگ ہوتے ہیں تو غصے کے مارے اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں، کہو اپنے غصے میں جل مرو، یہ شک اللہ تعالیٰ سینوں کے بھید تک جانتا ہے۔“ (سورۃ العمران، آیت نمبر 119)

مسئلہ 40: مسلمانوں کو کسی معاملے میں فائدہ پہنچے تو کفار کو بُرا لگتا ہے اگر نقصان اٹھائیں تو کفار کو خوشی ہوتی ہے۔

﴿إِنْ تَمَسَسْنَكُمْ حَسَنَةً تَسْؤُمْ زَوْاٰنٌ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةً يُفْرَخُوا بِهَا طَوْاٰنٌ تَضِرُّوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا طَ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَفْعَلُوْنَ مُحِيْظٌۭ﴾ (120:3)

”اگر تمہیں کوئی بھلائی حاصل ہو تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آجائے تو اس سے یہ خوش ہوتے ہیں اگر تم صبر سے کام لو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی کوئی چال تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اسے گھیرے ہوئے ہے۔“ (سورۃ العمران، آیت نمبر 120)

مسئلہ 41: کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف چھپی ہوئی دشمنی، اس دشمنی سے کہیں زیادہ ہے، جس کا اظہار وہ اپنی زبانوں سے کرتے ہیں۔

مسئلہ 42: کافر مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

﴿يَآٰيَهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَاغُوْتِهِمْ ذُوْنَكُمْ لَا يَالُوْنَكُمْ حَبَالًا طَوْاٰنٌ مَا غِيْثُهُمْ جَ قَدْ بَدَتِ الْبَغْصَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ جَ وَ مَا تُحْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ طَ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (118:3)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے مومن ساتھیوں کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا راز دار نہ بناؤ، کیونکہ وہ تمہیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں

چھوڑتے جس بات سے تمہیں تکلیف پہنچے اس سے وہ خوش ہوتے ہیں ان کا بغض ان کی زبانوں سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے کہیں بڑا ہے ہم نے تمہیں صاف صاف باتیں بتا دیں ہیں اگر تم عقلمند ہو(تو ان سے دوستی کرنے میں احتیاط برتو)“(سورة العمران، آیت نمبر 118)

مسئلہ 43: کافر مسلمانوں کو دین اسلام سے ہٹا کر لا دینیت اور گمراہی کی راہ پر لانا چاہتے ہیں۔

﴿وَدَّتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّوكُمْ ط وَ مَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾ (69:3)

”اہل کتاب میں سے ایک گروہ چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں راہ راست سے ہٹا دے حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو گمراہی میں نہیں ڈال رہے لیکن انہیں اس کا شعور نہیں۔“(سورة العمران، آیت نمبر 69)

کفار چاہتے ہیں کہ مسلمان ماڈرٹ اسلام کے علمبردار بنیں۔

مسئلہ 44: ﴿فَلَا تُطِيعِ الْمُكَذِّبِينَ، وَذُوا لَوْ تُذِبُّ قَيْذِبُونُ﴾ (9-68:8)

”اے نبی! جھٹلانے والوں کی بات نہ مانو وہ تو چاہتے ہیں کہ اگر تم ڈھیلے پڑ جاؤ تو وہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔“(سورة القلم، آیت نمبر 9-8)

مسئلہ 45: جب تک مسلمان اپنا دین نہیں چھوڑتے کافر مسلمانوں سے دشمنی کرتے رہیں گے۔

﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مَلَّتْهُمْ﴾ (120:2)

”یہودی اور عیسائی تم سے ہر گز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔“(سورة البقرة، آیت نمبر 120)

مسئلہ 46: کافر مسلمانوں کو قولاً فعلاً ہر طرح سے اذیت پہنچانا چاہتے ہیں۔

﴿إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوَىٰ وَ وَذُوا لَوْ تَكْفُرُونَ﴾ (2:60)

”(کافروں کا تمہارے ساتھ طرز عمل یہ ہے کہ) اگر وہ تم پر قابو پالیں تو تمہارے ساتھ دشمنی کریں ہاتھ اور زبان سے تمہیں اذیت پہنچائیں وہ چاہتے ہیں کہ (ان کی اذیتوں سے تنگ آکر) کسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 2)

مسئلہ 47: کافر اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔
 ﴿يُرِيدُونَ لِيُظْفَرُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ط وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾
 (8:61)

”کافر اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے اس نور کو پھیلا کر رہے گا، خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔“ (سورۃ الصف، آیت نمبر 8)

مسئلہ 48: اسلام کا غلبہ، مشرکوں کو سخت ناگوار ہے۔
 ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ لَا وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ (33:9)

”وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 33)

مسئلہ 49: کافر چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو کوئی بھلائی نہ ملے۔

﴿مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَ لَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَّبِّكُمْ ط وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾
 (105:2)

”اہل کتاب میں سے کافر ہوں یا مشرک، ہر گز یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی نازل ہو لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے چن لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔“ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 105)

مسئلہ 50: کفار چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنے اسلحہ سے غافل ہوں اور وہ یکبارگی حملہ کر کے مسلمانوں کو تہس نہس کر دیں۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً ط﴾ (102:4)

”کافر چاہتے ہیں کہ تم لوگ اپنے ہتھیاروں اور سامان حرب کی طرف سے جیسے ہی غافل ہو تو وہ تم پر اچانک ٹوٹ پڑیں۔“ (سورة النساء، آیت نمبر 102)

لَا يُمَكِّنُ وَلَا يَبَيِّنُ الْكُفَّارَ وَالْمُسْلِمِينَ

مسلمانوں اور کافروں میں دوستی ناممکن ہے

مسئلہ 51: مسلمان او رکافر دو مختلف گروہ ہیں، جن میں اتحاد یا دوستی ممکن

نہیں۔

{قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُونَ، لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ، وَ لَا اَنْتُمْ عٰبِدُونَ مَا اَعْبُدُ، وَ لَا اَنَا عٰبِدُ مَا

عَبَدْتُمْ، وَ لَا اَنْتُمْ عٰبِدُونَ مَا اَعْبُد، لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ لِيْ دِيْنِيْ}-(109:6)

”(اے محمد!) کہہ دو، اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم

کرتے ہو، نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ

میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے اور نہ تم اس کی

عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں تمہارے لئے تمہارا دین اور

میرے لئے میرا دین۔“ (سورۃ الکافرون، آیت نمبر 6-1)

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا

تَرَايَا نَارًا إِيْمًا)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [1]

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ”مسلمانوں اور کافروں کی آگ اکٹھی نہیں جل سکتی۔“ اسے ابوداؤد نے

روایت کیا ہے۔

مسئلہ 52: مسلمانوں اور کافروں کی شریعت الگ الگ ہے، لہذا دونوں میں اتفاق اور

اتحادنا ممکن ہے۔

{وَلَيْسَ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ج وَ مَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتِهِمْ ج وَ

مَا بَغَضُكُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةٍ بَغَضَ ط}{-(145:2)

”تم ان اہل کتاب کے پاس کوئی سی نشانی لے آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہیں

کریں گے نہ ہی تمہارے لئے ممکن ہے کہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو ان دونوں

گروہوں میں سے کوئی گروہ بھی دوسرے کے

[1] کتاب الجہاد، باب النہی عن قتل من اعتصم بالسجود۔

قبلہ کی پیروی کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔“ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 145)

مسئلہ 53: مسلمان اور کافر اگر باپ بیٹا بھی ہوں تب بھی ان کے راستے الگ الگ

ہیں -

{قَالَ أَرَأَيْتَ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمَ ج لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَابْجُزْنِي مَلِيًّا}۔

(46:19)

”حضرت ابراہیم کی دعوت کے جواب میں (باپ نے کہا ابراہیم! کیا تو میرے

معبودوں سے پھر گیا ہے ؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا بس تو

ہمیشہ کے لئے مجھ سے الگ ہوجا۔“ (سورۃ مریم، آیت نمبر 46)

مسئلہ 54: مومنوں اور کافروں کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہے۔

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ، وَلَا الظُّلُمُتُ وَلَا النُّورُ، وَلَا الظُّلُ وَلَا الْحُورُ، وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ط إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ﴾۔ (19:35-22)

”اندھا (یعنی کافر) اور بینا (یعنی مسلمان) برابر نہیں، نہ ہی تاریکی (میں زندگی گزارنے والا) اور روشنی (میں زندگی گزارنے والا) برابر ہے نہ ہی (آخرت میں) سایہ (میں جگہ پانے والا) اور گرمی (میں جگہ پانے والا) برابر ہے نہ ہی زندہ (مسلمان) اور مردہ (کافر) یکساں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سنوا دیتا ہے اور جو قبروں میں پڑے ہیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) تو ان کو نہیں سنا سکتا۔“ (سورۃ فاطر، آیت نمبر 22-19)

مسئلہ 55: کفار مسلمانوں کو گمراہ سمجھتے ہیں، مسلمان کفار کو گمراہ سمجھتے ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ، وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَرُونَ، وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ آبِلِهِمْ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ، وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ بُرُلًا لِّصَالُونَ﴾۔ (29:83-32)

”مجرم لوگ دنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے جب ان کے پاس سے گزرتے تو

آنکھیں مار مار کر ان کی طرف اشارے کرتے جب اپنے گھروالوں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے ہوئے پلٹتے اور جب مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے یہ تو گمراہ لوگ ہیں۔“ (سورة المطففين، آیت نمبر 32-29)

﴿قَوْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَّشْهَدٍ يَوْمٍ عَظِيمٍ، أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ لَا يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (37:19-38)

”بلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا بڑے دن کی حاضری سے جس روز وہ ہمارے پاس آئیں گے اس روز وہ خوب سن اور دیکھ رہے ہوں گے لیکن آج یہ ظالم کھلی گمراہی میں پڑے ہیں۔“ (سورة مريم، آیت نمبر 38-37)

مسئلہ 56: کافروں اور مسلمانوں کا مقصد حیات الگ الگ ہے۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ جِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾ (76:4)

”جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس شیطان کے دوستوں سے قتال کرو یہ شک شیطان کی چال کمزور ہے۔“ (سورة النساء، آیت نمبر 76)

مسئلہ 57: کافروں اور مسلمانوں کا انجام بھی الگ الگ ہے۔

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ط وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ

كَبِيرٌ﴾-(7:35)

”جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے شدید عذاب ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے نیک

عمل کئے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔“ (سورۃ فاطر، آیت نمبر 7)

زِينَةُ حَيَاةِ الْكُفَّارِ فِي ضَوْءِ الْقُرْآنِ

کافروں کی دنیاوی شان و شوکت قرآن مجید کی روشنی میں

مسئلہ 58: کافروں کو دنیا میں عددی اکثریت اور مادی ترقی دینے کا مقصد انہیں

دنیا اور آخرت میں مبتلائے عذاب کرنا ہے۔

﴿فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ط إِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ

تَزْبِقَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ﴾۔ (55:9)

”اے نبی! کافروں کے مال اور اولاد تجھے کسی دھوکے میں مبتلانہ کرنے پائیں (اس

لئے کہ) اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اسی مال کے ذریعہ انہیں دنیا کی زندگی میں

مبتلائے عذاب کرے اور جب جان دیں تو حالت کفر میں ہی دیں (تاکہ آخرت میں

بھی مبتلائے عذاب ہوں)“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 55)

مسئلہ 59: کفار کے بعض اچھے اعمال کے صلہ میں اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں مال و

دولت، شان و شوکت، عیش و آرام مہیا فرمادیتے ہیں تاکہ آخرت میں وہ سیدھے

جہنم میں جائیں۔

﴿وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ط أَذِيبْتُمْ طُيُوتَكُمْ فِي حَيَاتِكُمْ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ج فَأَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ﴾ (20:46)

”اور جس روز کافر آگ کے سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا تم اپنے

حصے کی نعمتیں دنیا کی زندگی میں لے چکے اور ان کا لطف اٹھا چکے آج تمہیں رسوا کن عذاب دیا جائے گا اس تکبر کی وجہ سے جو تم نے ناحق زمین میں کیا او رجو نافرمانیاں کرتے رہے۔“ (سورة الاحقاف، آیت نمبر 20)

مسئلہ 60: کفار کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ نعمتیں دینے کا مقصد ان کے گناہوں میں اضافہ کرنا اور پھر آخرت میں رسوا کن عذاب دینا ہے۔

﴿وَلَا يَخْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ اَنَّا نُمَلِّى لَهُمْ خَيْرًا لِّاَنفُسِهِمْ ط اِنَّا نُمَلِّى لَهُمْ لِيُزَادُوْا ۚ اِثْمًا ج وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (178:3)

”یہ ڈھیل جو ہم کافروں کو دے رہے ہیں اسے یہ اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں ہم انہیں ڈھیل اس لئے دے رہے ہیں تاکہ یہ اپنے گناہوں میں اضافہ کرتے رہیں پھر ان کے لئے سخت رسوا کن عذاب ہوگا۔“ (سورة آل عمران، آیت نمبر 178)

مسئلہ 61: کافروں کی دنیاوی شان و شوکت اور آن بان بالکل عارضی اور حقیر ہے جس کے بعد انہیں جہنم کا ابدی عذاب ملے گا۔

﴿لَا يَغُزُّكَ تَقْلُبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْأِلَادِ، مَتَاعٌ قَلِيلٌ قَفْ تُمَّ مَاؤُنْمْ جَهَنَّمَ ط وَ يُّسُ الْمِهَادِ﴾-(196:3-197)

”اے نبی! دنیا کے ملکوں میں کافروں کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے یہ دنیا کی زندگی کا مزہ بہت ہی تھوڑا ہے (اس کے بعد) یہ لوگ جہنم میں جائیں گے جو کہ بدترین ٹھکانہ ہے۔“ (سورۃ العمران، آیت نمبر 196-197)

وضاحت یاد رہے ایمان کے ساتھ مادی ترقی معیوب نہیں بلکہ مطلوب ہے لیکن کفر کے ساتھ مادی ترقی باعث عذاب و عقاب ہے۔

مسئلہ 62: اہل ایمان کے لئے کفار کا مال، دولت اور سامان عیش و عشرت قطعاً قابل رشک نہیں ہونا چاہئے۔

مسئلہ 63: دنیا کا مال، دولت اور شان و شوکت اللہ تعالیٰ نے کافروں کو آزمائش میں ڈالنے کے لئے دے رکھا ہے۔

﴿وَلَا تَمْدَنْ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زُجْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَا تَفْتِنَهُمْ فِيهِ ط وَرِزْقُ رَبِّكَ حَيْرٌ وَ أَبْقَى﴾-(131:20)

”اے محمد! دنیوی زندگی کی اس شان و شوکت کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو جو ہم نے کفار میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے وہ تو ہم نے انہیں محض آزمائش میں ڈالنے کے لئے دی ہے۔ تیرے رب کا دیا ہوا رزق (حلال) ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔“ (سورۃ طہ، آیت نمبر 131)

مسئلہ 64: کفار کے مال و دولت اور سیم و زر کی چمک دمک دیکھ کر مسلمانوں کے کفر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کافروں کے گھروں کی چھتیں، سیڑھیاں، دروازے اور مسندیں وغیرہ سب کچھ سونے اور چاندی کے بنا دیتے۔

﴿وَلَوْ لَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقْفًا مِّن فِصَّةٍ وَ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ، وَ لِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَ سُرُرًا عَلَيْهَا يَنْكَبُونَ، وَ زُخْرَفًا ط وَ إِن كُلَّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ط وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (35-43:33)

”اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی طریقہ (کفر) پر چل پڑیں گے تو ہم رحمن سے کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں اور ان کی سیڑھیاں جن کے ذریعے وہ اپنے بالا خانوں پر چڑھتے ہیں اور ان کے دروازے اور ان کی وہ مسندیں جن پر وہ تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں سب کچھ چاندی اور سونے کے بنوا دیتے

یہ (سونا چاندی تو) محض دنیا کی متاع ہے اور آخرت تیرے رب کے ہاں صرف
متقین کے لئے ہے۔“ (سورۃ الزخرف، آیت نمبر 33-35)

وضاحت: کفار کی سائنسی ترقی اور دیناوی شان و شوکت سے مرعوب ہمارے
دینی اور سیاسی راہنماؤں نے مسلمانوں کو بڑے بڑے فتنوں سے دوچار کیا ہے۔
برصغیر ہندوپاک میں فتنہ انکار حدیث کی بنیاد ایسے ہی حضرات کی رکھی ہوئی
ہے۔ آج بھی کفار کی ٹیکنالوجی اور مادی ترقی سے مرعوب مسلمان حکمران ہی
امت مسلمہ کو ذلت اور پستی سے دوچار کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ کفار کی اس
مادی ترقی اور دنیاوی شان و شوکت کی اصل حقیقت واضح کرنے کے لئے باب ہذا
اس حصہ میں شامل کیا گیا ہے۔

الجزء الثانی
(دوسرا حصہ)
الْوَلَاءُ دوستی کا بیان

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَيْلِهِ وَ مَالِهِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ))

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ (اللہ تعالیٰ کے

بعد) میرے ساتھ اپنے اہل، مال اور سارے لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔“

(اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

مَعْنِي الْوَلَاءِ

ولاء کا مطلب

مسئلہ 65: ”ولاء“ کا مطلب ہے

محبت، دوستی، قرابت، حمایت، نصرت اور ولایت وغیرہ
﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
أُولِيَاؤُهُمُ الظَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ﴾ (2:257)

”اللہ ایمان لانے والوں کا دوست ہے انہیں (کفر کے) اندھیروں سے نکال
کر (اسلام کی) روشنی کی طرف لے آتا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے
ان کے دوست طاغوت ہیں وہ انہیں (اسلام کی) روشنی سے نکال کر
اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔“ (سورة البقرة، آیت نمبر 257)
﴿وَلَيْنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا
وَاقٍ﴾ (13:37)

”علم (وحی) آجانے کے بعد اگر آپ نے لوگوں کی خواہشات کی پیروی
کی تو اللہ کے مقابلہ میں آپ کا کوئی مدد گار ہو گا نہ بچانے
والا۔“ (سورة الرعد، آیت نمبر 37)

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِّنْ وَلَايَتِهِم مِّنْ شَيْءٍ حَتَّى
يُهَاجِرُوا﴾ (8:72)

”جو لوگ ایمان لائے لیکن ہجرت نہیں کی ان سے تمہارا ولایت (یعنی
وراثت) کا کوئی تعلق نہیں حتیٰ کہ وہ ہجرت کر کے (تمہارے
پاس) آجائیں۔“ (سورة الانفال، آیت نمبر 72)

مَنْ يَسْتَحِقُّ الْوَلَاءَ ؟

ولاء کا مستحق کون ہے؟

مسئلہ 66: اللہ، اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اہل ایمان ہی

مسلمانوں کی محبت اور دوستی کے مستحق ہیں۔

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ

يُمْ زَاكِعُونَ، وَ مَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُغْلِبُونَ﴾

(56-5:55)

”بے شک تمہارے دوست تو بس اللہ، اللہ کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز

قائم کرتے ہیں، زکاة دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں او رجو شخص

اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا دوست بنا لے وہ یقین مانے کہ اللہ کا

گروہ ہی غالب رہنے والا ہے۔“ (سورة المائدة، آیت نمبر 56-55)

أَهَمِّيَّةُ الْوَلَاءِ

دوستی کی اہمیت

مسئلہ 67: دوستی انسان کے دین کو بدل دیتی ہے۔

عَنْ أَبِي بُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (حسن)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہذا ہر آدمی کو سوچنا چاہئے کہ وہ کسے اپنا دوست بنا رہا ہے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 68: اچھی یا بری دوستی انسان کے عقائد اور اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوِيِّ كَحَامِلِ الْمَسْكِ وَ نَافِخِ الْكَبِيرِ فَحَامِلُ الْمَسْكِ إِمَّا أَنْ يُخْذِيكَ وَ إِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَ إِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَ نَافِخُ الْكَبِيرِ إِمَّا أَنْ يُخْرِقَ ثِيَابَكَ وَ إِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”نیک اور برے دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک فروش اور بھٹی میں پھونک مارنے والا۔ مشک فروش (سے دوستی کرو گے تو وہ تمہیں) مشک کا ہدیہ دے گا یا تم خود اس سے مشک خرید لو گے اگر وہ ہدیہ نہ دے اور تم خود بھی نہ خریدو (تب بھی اس کے پاس بیٹھنے سے کم از کم) عمدہ خوشبو سے ہی لطف اندوز ہوتے رہو گے (اگر لوہار کے پاس بھٹی پر جا کر بیٹھو گے) بھٹی میں پھونک مارنے والا آگ کے چنگارے اڑا کر تمہارے کپڑے جلانے کا اگر کپڑے نہ جلے تو بھٹی کا دھواں تو ضرور ہی ناک میں دم کرے گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 69: دوستی انسان کے انجام پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

[1] ابواب الزید ، رقم الباب 32. [2] کتاب الذبائح ، باب المسک.

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”(قیامت کے روز) تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 70: قیامت کے روز صرف نیک لوگوں کی دوستی کام آئے گی۔

﴿الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾ (67:43)

”قیامت کے روز متقین کے علاوہ سارے دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں

گے۔“ (سورۃ الزخرف، آیت نمبر 67)

مسئلہ 71: اہل ایمان کو صرف مومن اور متقی لوگوں سے دوستی کرنی چاہئے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ سَمْعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا تَصَاحِبْ إِلَّا

مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ ظَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا)) زَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2] (حسن)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ”مومن کے علاوہ کسی اور کو اپنا دوست نہ بناؤ

اور تمہارا کھانا صرف متقی آدمی کو کھانا چاہئے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا

یہ۔ مسئلہ 72: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برے دوست سے پناہ مانگنے

کی تعلیم دی ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ غَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((اللَّهُمَّ

إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوْءِ وَ مِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ وَ مِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ وَ مِنْ صَاحِبِ

السُّوْءِ وَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ فِي دَارِ الْمَقَامَةِ)) زَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [3] (صح)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
یہ دعا مانگا کرتے تھے ”یا اللہ! میں اپنے گھر میں برے شب و روز، بری
گھڑی، برے دوست اور برے ہمسائے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ اسے طبرانی نے
روایت کیا ہے۔

[1] کتاب البر والصلة والادب ، باب المرء مع من احب. [2] ابواب الزید ،
باب ما جاء فی صحبة المؤمن (2، 1952). [3] سلسلہ احادیث الصحیحة ،
لللابانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 1443.

حُكْمُ الْوَلَاءِ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ محبت کا حکم

مسئلہ 73: اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی محبت کرنا اہل ایمان پر فرض ہے جو باقی

تمام محبتوں پر غالب ہو۔

{وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ط}۔ (165:2)

”اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے

ہیں۔“ (سورة البقرة، آیت نمبر 165)

{قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ

اِفْتَرَقْتُمْوَبَا وَ تِجَارَةٌ تَحْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسْكِينٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَ

رَسُولِهِ وَ جِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

الْمُفْسِقِينَ}۔ (24:9)

”اے نبی! کہہ دو، اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری

بیویاں، تمہارے عزیز و اقارب، تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، تمہاری

تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر، تمہیں اللہ

اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار

کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آجائے (اور یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ایسے

فاسقوں کی راہنمائی نہیں فرماتا۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 24)

وضاحت: فیصلہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو کسی بھی شکل میں

آسکتا ہے۔ مثلاً ظالم، ملحد اور بے دین حکمرانوں کا مسلط ہو جانا یا کفار کا

غلبہ ہو جانا۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی صورتیں ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ

وَجَدَ بِهِنَّ خَلَوةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سَوَاءُهَا وَ أَنْ يُحِبَّ

الْمَرْءُ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَ أَنْ يَكْزُرَهُ أَنْ

يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكْزُرُهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1])

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ”تین باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں گی وہ ان کی وجہ

سے ایمان کی ٹھیک ٹھیک خلوت محسوس کرے گا۔ 1. اللہ اور اس کے

رسول کے ساتھ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت کرنا۔ 2. کسی دوسرے

آدمی سے صرف اللہ کے لئے محبت کرنا۔ 3. جس کفر سے اللہ تعالیٰ نے اسے

بچایا ہے اس میں واپس پلٹنا اسے اتنا ہی برا لگے جتنا آگ میں جانا برا لگتا ہے۔“

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 74: نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ہی دوستی کرنی چاہئے۔

﴿إِنَّ وَلِيََّ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ زَوْوٌ يُؤْتِي الصَّلَاحِينَ﴾ (196:7)

”(اے نبی! کہو) بے شک میرا دوست اور مددگار تو وہ ہے جس نے یہ کتاب نازل

فرمائی ہے اور وہ تمام نیک لوگوں کا دوست اور مددگار ہے۔“ (سورۃ

الاعراف، آیت نمبر 196)

مسئلہ 75: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے محبت۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((لَوْ

كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَأَتَّخِذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي وَقَدْ اتَّخَذَ اللَّهُ

صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر میں کسی کو (اللہ کے سوا) اپنا دوست بنانے والا ہوتا

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی ہیں اور

صحابی ہیں اور تمہارے صاحب (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ

نے اپنا دوست بنایا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 76: حصولِ محبتِ الہی کے لئے درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَانَ مِنْ دُعَائِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ) يَقُولُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَ الْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَ أَهْلِي وَ مِمَّنِ الْمَائِ الْبَارِدِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [3]

[1] کتاب الایمان ، باب بیان خصال من الصف بہن وجد حلاوة الایمان. [2]
کتاب الفضائل ، باب من فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ. [3] ابواب الدعوات ،
رقم الباب 74.

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے ”یا اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور جو آپ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور ایسے عمل (کی توفیق) کا سوال کرتا ہوں جس سے مجھے آپ کی محبت نصیب ہو۔ یا اللہ! مجھے اپنی محبت میری جان، میرے مال، میرے اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

فَضْلُ الْوَلَاءِ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰی

اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے محبت کی فضیلت

مسئلہ 77: اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں جگہ بشارتیں ہی

بشارتیں ہیں ان کے لئے آخرت میں کسی قسم کا خوف ہو گا نہ غم۔

﴿إِلَّا أَنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ، الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ، لَهُمُ

الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ ط لَا تُبَدِّلُ لِكَلِمَةِ اللَّهِ ط ذَلِكَ بِوِ الْقُوَّةِ

الْعَظِيمِ﴾ (62:10-64)

”سنو! اللہ کے وہ دوست جو اللہ پر ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا، ان کے لئے

کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ ہی وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔ ان کے لئے

دنیا کی زندگی او رآخرت (دونوں جگہ) بشارتیں ہیں (یاد رکھو) اللہ کی

باتیں (یعنی وعدے) بدل نہیں سکتیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (سورۃ

یونس، آیت نمبر 64-62)

مسئلہ 78: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ بھی محبت فرماتے

ہیں۔

مسئلہ 79: اللہ تعالیٰ کی محبت میں زندگی بسر کرنا اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَزِدْكُمْ مِنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّونَهُ لَا أَذِلَّةَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ زُجَابِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ط ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾
(54:5)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! (یاد رکھو) تم میں سے جو شخص ایمان لانے کے بعد اپنے دین سے پھر جائے گا اللہ تعالیٰ (اس کی جگہ) ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا جو مسلمانوں پر مہربان ہوں گے اور کافروں کے لئے سخت ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 54)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ)) رَوَاهُ

مسلم [1]

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند نہیں کرتا اللہ بھی اس سے ملاقات پسند نہیں کرتا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 80: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے۔

عَنْ أَبِي دَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أُتَذَرُونَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى؟)) قَالَ قَائِلٌ: الصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ، وَ قَالَ قَائِلٌ: الْجِهَادُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَلْحَبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ [2]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ”جانتے ہو اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل کون سا ہے؟“ کسی نے جواب دیا ”نماز اور زکاة۔“ کسی نے عرض کیا ”جہاد۔“ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل

یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے محبت کی جائے اور اللہ کی رضا کے لئے غصہ کیا جائے۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 81: اللہ کے لئے محبت کرنے والوں کے چہرے قیامت کے روز اس قدر نورانی ہوں گے کہ انبیاء اور شہداء بھی ان کے درجات کی تحسین فرمائیں گے۔
عَنْ غَمَزَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأَنَاسًا مَا بُمِ بَأَنِيَاءٍ وَلَا شُهَدَاءٍ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنْ اللَّهِ تَعَالَى)) قَالُوا: يَا رَسُولَ

[1] کتاب الرقاق ، باب من احب لقاء الله احب الله لقاء هـ . [2] مشكوة المصابيح ، للالبانی ، کتاب الآداب ، باب الحب فی الله (3, 5021).

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! نُخْبِرُنَا مَنْ بُمِ ؟ قَالَ ((بُمِ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا قَوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَّ وَجُوبُهُمْ لِنُورٍ وَإِنَّهُمْ لَعَلَى نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَخْزَنُونَ إِذَا حَزَنَ النَّاسُ وَ قَرَأَ بَدَا الْآيَةِ: (أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا بُمِ يَخْزَنُونَ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [1]
(صحیح)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
”اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو نبی ہوں گے نہ شہداء لیکن

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ انہیں ایسے درجات سے نوازیں گے جنہیں انبیاء اور شہداء بھی تحسین کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو بغیر کسی رشتہ یا مالی لین دین کے محض اللہ کی رحمت (کے حصول کے لئے) ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور (کے منبروں) پر ہوں گے۔ جب لوگ خوف زدہ ہوں گے تو انہیں کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا۔ جب لوگ غم میں مبتلا ہوں گے تو وہ بے غم ہوں گے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”سنو! اللہ کے دوستوں کو خوف ہوگا نہ غم۔“ (سورۃ یونس، آیت نمبر 62) اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 82: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کرنے والے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوں گے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 139 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 83: اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنا دنیا و ما فیہا سے افضل ہے۔

عَنْ أَبِي بُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ ((الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللَّهِ وَ مَا وَلَا هُ أَوْ غَالِمًا أَوْ

مُتَعَلِّمًا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”دنیا ملعون ہے اور دنیا کی ہر چیز ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور سوائے اس کے جسے اللہ دوست رکھے اور

[1] صحیح الجامع الصغیر ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2536. [2]

صحیح سنن ابن ماجہ ، ابواب الزہد ، باب مثل الدنيا.

سوائے عالم دین اور طالب علم کے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 84: اللہ سے دوستی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

مسئلہ 85: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَزَبِ وَ مَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَ مَا زَالَ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَ بَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَ يَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ

الَّتِي يَفِشْنَ بِهَا وَ إِن سَأَلْتَنِي وَلَاعْطَيْتَنِي وَ لَئِنْ اسْتَعَاذَ نِي لِأَعِذَّنَّ)) رَوَاهُ

الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے، میرا بندہ جن عبادتوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند فرض عبادتیں ہیں (فرضوں کے بعد) نفل عبادت کرتے کرتے بندہ میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں بندے سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ (صرف وہی کچھ) سنتا ہے (جس کی میں نے اجازت دی ہے) میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ (صرف وہی کچھ) دیکھتا ہے (جس کی میں نے اجازت دی ہے) اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ (صرف اسے ہی) پکڑتا ہے (جس کی میں نے اجازت دی ہے) اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ (صرف اسی طرف) چل کر جاتا ہے (جس کی طرف جانے کی میں نے اجازت دی ہے) اور جب وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور جب وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 86: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور آسمانوں کے سارے فرشتے محبت کرتے ہیں اور زمین والوں کے درمیان بھی اسے ہر دل عزیز بنا دیا جاتا ہے۔

[1] کتاب الرقاق ، باب التواضع.

عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ: إِنِّي أَحَبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، قَالَ: فَيَحِبُّهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيَحِبُّهُ أُنْبُلُ السَّمَاءِ قَالَ: ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو بربیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، چنانچہ جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور (ساتھ ہی) آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے (سب کے سب) اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کے لئے قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 87: اللہ تعالیٰ سے محبت مومن کو ایمان کامل کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَ أَعْطَى لِلَّهِ وَ مَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [2] (صحیح)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس شخص نے اللہ (کی رضا) کے لئے محبت کی، اللہ کے لئے غصہ کیا، اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے نہ دیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْثَقُ عَزَى الْإِيمَانِ أَلْمَوَالَةُ فِي اللَّهِ وَالْمُعَادَاةُ فِي اللَّهِ وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللَّهِ)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [3] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایمان کا سب سے مضبوط کڑا اللہ (کی رضا) کے لئے دوستی کرنا، اللہ کے لئے دشمنی رکھنا، اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے غصہ کرنا

[1] کتاب الذکر والدعا ، باب من احب لقاء الله . [2] کتاب السنة ، باب فی رد

الارجاء. [3] کتاب الاجاره، باب فی الرین (2,3012).

یے۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 88: اللہ تعالیٰ سے محبت ہی مومن کے ایمان میں حلاوت پیدا کرتی ہے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 73 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 89: اللہ کے لئے محبت کرنے والے کو یہ دعا دینی چاہئے ”اللہ تجھ سے

محبت کرے۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! إِنِّي لَأُحِبُّ بِذَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَغْلَمْتَهُ)) قَالَ لَا، قَالَ ((أَغْلَمْتَهُ)) قَالَ: فَلَحِقَهُ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّكَ

فِي اللَّهِ، فَقَالَ: أُحِبُّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [1] (حسن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اتنے میں ایک آدمی وہاں سے

گزرا تو اس شخص نے کہا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس آدمی

سے محبت کرتا ہوں۔“ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا ”کیا تو

نے اسے بتایا ہے؟“ اس نے عرض کیا ”نہیں!“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”اسے آگاہ کر دے۔“ چنانچہ وہ آدمی اس کے پیچھے گیا اور اسے بتایا ”میں تم سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں۔“ جواب میں اس نے اسے یہ دعا دی ”تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کے لئے تو نے مجھ سے محبت کی۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

[1] کتاب الادب ، باب الرجل يحب الرجل علی خیرا مرہ.

اِقْتَضَاءُ الْوَلَاءِ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی

اللہ تعالیٰ سے محبت کے تقاضے

مسئلہ 90: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا جائے۔

﴿اِنَّهُ مِنْ يُشْرِكِ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَاٰهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ

اَنْصَارٍ﴾ (72:5)

”جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کردی اور اس

کا ٹھکانہ جہنم ہے ایسے ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔“ (سورہ المائدہ، آیت

نمبر 72)

مسئلہ 91: اللہ تعالیٰ کا نام انتہائی ادب اور احترام سے لیا جائے نیز کسی غلیظ

اور گندی جگہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے نہ ذکر کیا جائے۔

﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ (1:87)

”اپنے اعلیٰ رب کے نام کو پاک رکھو۔“ (سورہ الاعلیٰ، آیت نمبر 1)

مسئلہ 92: اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزوں سے محبت کی جائے۔

﴿وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لّٰهُ عِنْدَ رَبِّهِ ط﴾ (30:22)

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی احترام والی چیزوں کی عزت کرے تو یہ طرز

عمل اس کے لئے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے۔“ (سورة الحج، آیت نمبر 30)

وضاحت: اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزوں کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1. دین اسلام۔ 2. ایمان، نماز، روزہ، زکاة، حج، جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ اللہ تعالیٰ

کے پسندیدہ اعمال ہیں۔ 3. انبیاء، صلحاء اور شہداء اولیاء سے اللہ تعالیٰ محبت

فرماتے ہیں۔ 4. ماہ رمضان، عیدین، عشرہ ذوالحجہ، عاشور، یوم عرفہ اور جمعہ کا

دن اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ایام ہیں۔ 5. حرمین شریفین، مسجد اقصیٰ اور دیگر

مساجد اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جگہیں ہیں۔ (مسلم)

مسئلہ 93: اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیزوں کو ناپسند کیا جائے۔

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَةَ اللَّهِ يَكْفُرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا

تَفْعَدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ زَ إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ ط إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ

الْمُنْفِقِينَ وَ الْكُفْرَيْنَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ (140:4)

”اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں تم پر یہ حکم نازل فرما چکا ہے کہ جب تم (کسی

جگہ) سنا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا

ہے تو (ان لوگوں) کے ساتھ مت بیٹھو حتیٰ کہ یہ لوگ کسی دوسری بات میں لگ

جائیں ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو

جہنم میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 140)

وضاحت: جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں ان کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1. کافر، مشرک، منافق اور مرتد۔ 2. ایسی مجالس جن میں اللہ تعالیٰ، رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جائے۔

3. ایسی جگہیں جہاں شرکیہ کام کئے جاتے ہوں۔ 4. بازار۔ (مسلم)

مسئلہ 94: اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب اشیاء (مثلاً کلام اللہ، بیت اللہ وغیرہ) کی

عزت اور احترام کیا جائے

﴿وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ (32:22)

”اور جو شخص شعائر اللہ کی عزت کرے تو یہ اس کے دل کے تقوے کی علامت

ہے۔“ (سورۃ الحج، آیت نمبر 32)

مسئلہ 95: اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھنے والوں سے دشمنی رکھی جائے اور

دوستی رکھنے والوں سے دوستی رکھی جائے۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا

أَبَاءَ بَنٍ أَوْ أُنْبَاءٍ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَ

أَيَّدَنَّهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ ط وَ يَدْخُلُهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ط رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ط أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ{.

(22:58)

”جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان لائے ہیں انہیں ان لوگوں سے محبت کرتے
 کبھی نہ پاؤ گے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی ہے خواہ وہ ان
 کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے۔ یہ (اللہ کے
 دشمنوں سے دوستی نہ کرنے والے) لوگ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے
 ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ان کی روح (یعنی نور ایمان یا روح
 القدس جناب جبریل علیہ السلام) کے ساتھ مدد کی ہے اور (قیامت کے روز) ان
 لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ لوگ اس
 جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے
 راضی ہوئے یہ لوگ اللہ کے لشکر والے ہیں۔ خبردار رہو کہ اللہ کے لشکر والے ہی
 فلاح پانے والے ہیں۔“ (سورۃ المجادلہ، آیت نمبر 22)

مسئلہ 96: اللہ کی راہ میں اپنے مال، جان اور زبان سے جہاد کیا جائے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ ((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ وَ

أَلْسِنَتِكُمْ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [1] (صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مشرکوں سے جہاد کرو اپنے مالوں کے ساتھ اپنی جانوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 97: کلام اللہ سے محبت کی جائے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكْمٌ مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَ شِفَاؤٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ لَا وَ بُدَى وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ، قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَ بِرَحْمَتِهِ قَبْلُكَ فَلْيَفْرَحُوا ط بُو خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (58-10:57)

”اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے وعظ (اور نصیحت یعنی قرآن مجید) آگیا۔ اس میں دلوں کی بیماری کے لئے شفا ہے اور جو اس پر ایمان لے آئیں ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ اے نبی کہو، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور مہربانی ہے کہ اس نے قرآن نازل فرمایا اس پر لوگوں کو خوشی منانی چاہئے قرآن مجید ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ اکٹھا کر رہے ہیں۔“ (سورۃ یونس، آیت نمبر 58-57)

وضاحت: قرآن مجید سے محبت کرنے میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا، قرآن مجید کو سمجھنا اس پر عمل کرنا، اس کی تعلیم، تدریس، تبلیغ اور اشاعت کا اہتمام کرنا سبھی باتیں شامل ہیں۔

مسئلہ 98: اللہ کے دین کی نصرت کی جائے۔

.....

[1] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2186.

.....

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (7:47)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم (کافروں کے مقابلے میں) جمادے گا۔“ (سورۃ محمد، آیت نمبر 7)

وضاحت: اللہ کے دین کی نصرت کرنے میں دین کا علم حاصل کرنا۔ دین کی

اشاعت کرنا اور دین کو غالب کرنے کی جدو جہد کرنا شامل ہے۔

مسئلہ 99: اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اور فیصلوں پر راضی رہا جائے۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ”اس آدمی نے ایمان کا صحیح مزا

چکھا جو راضی ہوا اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 100: اللہ کے دین پر ثابت قدم رہا جائے۔

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَلَفْتُ أَمْ سَعْدٍ أَنْ لَا تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى يَكْفُرَ بِدِينِهِ وَلَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ قَالَتْ: زَعَمْتُ أَنَّ اللَّهَ وَصَّاكَ بِالذِّكْرِ فَأَنَا أُمُّكَ وَأَنَا أُمُّكَ بِهِذَا قَالَ مَكَثْتُ ثَلَاثًا حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ فَقَامَ ابْنُ لَهَا يُقَالُ لَهُ غَمَارَةٌ: فَسَقَابًا فَجَعَلْتُ تَذْغُو عَلَى سَعْدٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ بِذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَوَضَّيْنَا لِلْإِنْسَانِ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ط﴾۔ زَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ام سعد نے قسم کھائی کہ وہ (اپنے بیٹے) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس وقت تک بات نہ کرے گی جب تک سعد دین (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ چھوڑ دے نہ کچھ کھائے گی نہ پیے گی۔ سعد کی ماں نے سعد سے کہا اللہ تعالیٰ نے تجھے والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں تجھے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑنے کا حکم دیتی ہوں تین دن تک ایسے ہی رہی (نہ کھایا نہ پیا) حتیٰ کہ بھوک کی

.....

[1] کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من رضی باللہ ربا وبلاسلام دینا وبمحمد

صلی اللہ علیہ وسلم رسولا. [2] کتاب الفضائل ، باب فی فضل سعد بن ابی

وقاص رضی اللہ عنہ.

.....

وجہ سے غش آنے لگا اس کا ایک بیٹا جس کا نام عمارہ تھا، وہ کھڑا ہوا اور اس

نے اپنی ماں کو پانی پلایا (بوش میں آنے کے بعد) ماں نے حضرت سعد رضی اللہ

عنہ کے لئے بددعا کی تب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی ”اور

ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی لیکن اگر وہ

تجھے مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک کرے جس کا تجھے علم

نہیں تو ان کی بات نہ مان۔“ (سورہ العنکبوت، آیت نمبر 8) اسے مسلم نے روایت

کیا ہے۔

مسئلہ 101: زیادہ سے زیادہ نفلی عبادت کی جائے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 85,84 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 102: اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے معاملے میں کسی کی

ملامت یا مذمت کی پروانہ کی جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَا يَغْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمُنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا تُنَازَعَ الْأَمْرَ أَبْلَةً وَأَنْ تُقُومَ أَوْ تُقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَائِمَةً- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے اچھے اور برے حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سننے اور ماننے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور اس بات پر بیعت کی کہ امارت (یعنی حکومت) کے جو اہل ہوگا اس سے جھگڑا نہیں کریں گے اور جہاں کہیں بھی ہوں گے حق پر ڈٹے رہیں گے یا حق بات کہیں گے اور اس بات پر بھی بیعت کی کہ اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ ”اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 103: اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مصائب و آلام پر صبر کیا جائے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((عَظُمَ الْجَزَاءُ مَعَ عَظَمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَايَ بِمِ قَوْمٍ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ الشُّحُطُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (حسن)

.....

[1] کتاب الاحکام باب کیف یتبایع الامام الناس. [2] کتاب الفتن ، باب الصبر

على البلاء (2، 3256).

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بڑی آزمائش پر بڑی جزاء ہے اللہ تعالیٰ جب کسی سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا فرمادیتا ہے جو اس پر راضی رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی رہتا ہے اور جو اس پر خفا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے خفا ہوتا ہے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 104: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے کو امانت ادا کرنی چاہئے، سچ بولنا چاہئے اور اپنے ہمسائے سے اچھا سلوک کرنا چاہئے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قَدَادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ يُحِبَّكُمْ اللَّهُ تَعَالَى وَرَسُولُهُ فَأَدُّوا إِذَا أُثِمْتُمْ وَاصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ وَأَخْسِنُوا جَوَارَ مَنْ جَاوَرَكُمْ- رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت عبدالرحمن بن ابی قداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت کریں تو جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے اسے ادا کرو، جب بات کرو تو سچ بولو، اور جو شخص تمہارے پڑوس میں ہو اس سے نیک سلوک کرو۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 105: تمام اعمال خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کئے جائیں جن میں نمود و نمائش اور ریا نہ ہو۔

عَنْ أَبِي بُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ، فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ مَا عَمِلْتُ فِيهَا ؟ قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِيئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا ؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ: كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيقَالَ بُوقَارِيئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ

.....

[1] صحيح الجامع الصغير، للالبانى، الجزء الثانى، رقم الحديث 1422.

.....

مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ

لِيَقَالَ بُو جَوَادُ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُجِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ زَوَاهُ

مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت کے دن ایک شہید لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور شہید ان نعمتوں کا اقرار کرے گا اللہ اس سے پوچھے گا تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لئے کیا عمل کیا، وہ کہے گا ”میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے بہادر کہلوانے کے لئے جنگ کی سو دنیا نے تجھے بہادر کہا، پھر (فرشتوں) کو حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ آدمی لایا جائے گا جس نے خود بھی علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور وہ (عالم) ان نعمتوں کا اقرار کرے گا تب اللہ اس سے پوچھے گا ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے تو نے کیا عمل کیا۔ وہ عرض کرے گا میں نے خود بھی علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور تیری خاطر لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ہے تو نے تو قرآن اس لئے پڑھ کر سنایا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں سو دنیا نے تمہیں عالم اور قاری کہا پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل

اٹھا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک اور آدمی لایا جائے گا
اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں گنوائے گا، وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر
اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا کہ میری نعمتیں پا کر تم نے کیا کام کئے؟ وہ
کہے گا کہ میں نے تیری راہ میں ان تمام جگہوں پر مال خرچ کیا جہاں تجھ کو
پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے تو مال صرف
اس لئے خرچ کیا تاکہ لوگ تجھے سخی کہیں اور دنیا نے تجھے سخی کہا پھر
حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل اٹھا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اسے مسلم
نے روایت کیا ہے۔

[1] مختصر صحیح مسلم ، للالبانی ، رقم الحدیث 1089.

حُكْمُ الْوَلَاءِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے کا حکم

مسئلہ 106: اللہ تعالیٰ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی

محبت کرنا اہل ایمان پر فرض ہے جو باقی تمام محبتوں پر غالب ہو۔

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ
اِفْتَرَقْتُمْ بَيْنَهَا وَتِجَارَةٌ تَحْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنْ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفَاسِقِينَ﴾ (24:9)

”اے نبی! کہہ دو، اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری
بیویاں، تمہارے عزیز و اقارب، تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، تمہاری
تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر، تمہیں اللہ
اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار
کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آجائے (اور یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ایسے

فاسقوں کی رہنمائی نہیں فرماتا۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 24)

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (56:33)

”یے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! تم بھی نبی پر درود اور سلام بھیجو۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 56)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے باپ (اور ماں)، اپنے بیٹے (اور بیٹیوں) اور سارے لوگوں سے بڑھ کر میرے

[1] کتاب الایمان باب وجوب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم .

ساتھ محبت نہ کرے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَيْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ میرے ساتھ اپنے اہل، مال اور سارے لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 107: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز اور محترم ہے۔

«الْبَيْتُ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ أَرْوَاجُهُمْ ط» (6:33)

”نبی کی ذات اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی مقدم ہے اور نبی کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 6)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بُوْ أَخْذُ يَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ((لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ((أَلَا لَنْ يَا عُمَرُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عبداللہ بن بشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے میری ذات کے علاوہ باقی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔“ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے) جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کرو۔“ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”اللہ کی قسم! اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔“ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اے عمر! اب تم پورے مومن ہو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 108: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔

.....

[1] کتاب الایمان ، باب وجوب محبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. [2] کتاب الایمان والندور ، باب کیف كانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

.....

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ ((إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زِينَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَ بَيْنَ مَا

عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ)) فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ قَالَ فَدَيْنَاكَ بِأَبَائِنَا وَ
 أُمَهَاتِنَا فَعَجَبْنَا لَهُ وَ قَالَ النَّاسُ أَنْظِرُوا إِلَىٰ بَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيْرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ رِزْقَةِ الدُّنْيَا وَ بَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَ هُوَ
 يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ بِأَبَائِنَا وَ أُمَهَاتِنَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَ
 كَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو
 اختیار دیا ہے اگر وہ چاہے تو اللہ سے دنیا کی نعمتیں حاصل کرلے، اور اگر وہ
 چاہے تو (آخرت میں) اللہ کے پاس جو ہے وہ لے لے، اس بندے نے وہ اختیار کیا ہے
 جو اللہ کے پاس ہے۔“ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے
 او رکھا ”ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
 اس بات پر ہمیں تعجب ہوا، لوگوں نے کہا ”دیکھو اس بوڑھے شخص کو (بلا
 وجہ رو رہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک بندے کا ذکر فرمایا ہے
 جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں میں سے اور آخرت کی نعمتوں میں سے ایک
 منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے اور ابو بکر کہہ رہے ہیں ”آپ پر ہمارے ماں باپ
 قربان!“ حالانکہ وہ ”اختیار دیا گیا بندہ“ تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ہی تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعی ہم سے پہلے آپ کی بات کو سمجھے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 109: انصار کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُفْرِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ، فَلَمَّا رَافَقُوهُ قَالَ ((مَنْ يَرُدُّكُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ بُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ؟)) فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ رَافَقُوهُ أَيْضًا، فَقَالَ ((مَنْ يَرُدُّكُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ بُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ؟)) فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى قُتِلَ السَّبْعَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبَيْهِ ((مَا أَنْصَفْنَا أَصْحَابَنَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

.....

[1] کتاب المناقب ، باب ہجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ الی المدینة۔

[2] کتاب الجہاد ، باب غزوة احد۔

.....

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دوران ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف سات انصاری اور دو قریشیوں کے ساتھ سارے لشکر سے الگ ہو گئے تو کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ

وسلم(کو قتل کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم) پر زبردست ہجوم کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کون ان کافروں کو ہم سے دور کرتا ہے اس کے لئے جنت ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔“ انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا، لڑا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا۔ پھر کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات دہرائی ”کون ہے جو انہیں ہم سے دور کرے؟ اس کے لئے جنت ہے یا فرمایا جنت میں وہ میرا رفیق ہوگا۔“ ایک اور انصاری آگے بڑھا، مقابلہ کیا اور مارا گیا۔ اسی طرح ہوتا رہا حتیٰ کہ ساتوں انصاری باری باری شہید ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے قریشی) ساتھیوں سے فرمایا ”ہم نے اپنے انصاری ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔“ (یعنی قریشی جوانوں کو بھی آگے بڑھنا چاہئے تھا) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: ”ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔“ سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی جان بچانے کی فکر میں تتر بتر ہو گئے... انہوں نے میری حفاظت کرنے والے صحابہ کے ساتھ انصاف نہیں

کیا۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 110: حضرت معاذ بن عمرو بن جموح اور حضرت معاذ بن عفراء رضی

اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّي لَوَاقِفٌ يَوْمَ بَذْرِ فِي الصَّفِّ

فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَشِمَالِي فَإِذَا أَنَا بَيْنَ غَلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثُهُ أَسْنَأُهُمَا

فَتَمَنِّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَطْلَعَ مِنْهُمَا فَعَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمَى أَتَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ ؟

فَقُلْتُ نَعَمْ وَمَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ ؟ قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَارِي سَوَارِهِ حَتَّى يَمُوتَ إِلَّا عُجِلَ

مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ فَعَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ لِي أَيْضًا مِثْلَهَا فَلَمْ أَنْشِبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى

أَبِي جَهْلٍ وَبُوَ يَحُولُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ أَلَا تَرَيَانِ ؟ بِذَا صَاحِبِكُمُ الَّذِي تَسْأَلَانِ عَنْهُ

فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَصَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ. ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي الْبَدَايَةِ وَالنَّهَائَةِ [1]

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”کہ بدر کے روز میں صف

میں کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ اچانک میرے دائیں، بائیں انصار کے دو نوجوان

کھڑے ہیں۔ میں نے خواہش کی کہ میں (کم عمر

.....

[1] 305,3 السنة الثانية للهجرة ، باب مقتل ابی جہل لعنہ اللہ .

.....

جوانوں کے بجائے اس میدان میں) کڑیل، بہادر جوانوں کے درمیان ہوتا۔ ان دونوں میں سے ایک نے مجھے اشارے سے متوجہ کر کے پوچھا ”چچا جان! آپ کو معلوم ہے ابو جہل کون ہے؟“ میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے لیکن تم اسے کیا کہو گے؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میرا وجود اس کے وجود سے اس وقت تک الگ نہیں ہوگا جب تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے لکھی ہے وہ مرنے جائے۔ مجھے اس نوجوان کی بات پر تعجب ہوا اتنے میں دوسرے نوجوان نے مجھے اشارے سے متوجہ کر کے یہی بات پوچھی چند ہی لمحوں میں میری نظر ابو جہل پر پڑی وہ لوگوں کے درمیان چکر لگا رہا تھا۔ میں نے دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ارے دیکھتے نہیں، وہ رہا ابو جہل جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ یہ سنتے ہی دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ یک دم جھپٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا۔“ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مسئلہ 111: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے محبت۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أَحَدِ انْتِهَزَمَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوَّبٌ عَلَيْهِ بِحُجْفَةٍ، قَالَ: وَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا زَامِيًا شَدِيدَ التُّرْعِ، وَ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ الثُّبَلِ، فَيَقُولُ ((اُنْزِبْنَا لِابْنِ طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)) قَالَ: وَ يُشْرِفُ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ! يَا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! يَا ابْنَ أُنْتِ وَ أُمِّي لَا تُشْرِفْ لَا يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَخْرِى دُونَ نَخْرِكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں احد کے روز شکست کھانے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو گئے۔ صرف ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ گئے۔ وہ اپنی ڈھال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کئے ہوئے تھے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ زبردست تیر انداز تھے اس روز ان کے ہاتھوں دو یا تین کمانیں ٹوٹیں۔ جب کوئی صحابی تیروں کا ترکش لے کر نکلتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرماتے ”یہ تیر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے رکھ دو۔“ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سرمبارک اونچا کر کے کافروں کی طرف دیکھتے

تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ”اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے

ماں باپ آپ پر قربان آپ سر مبارک اونچا نہ کریں کہیں

.....

[1] کتاب الجہاد ، باب قول اللہ تعالیٰ و ہو الذی کف ایديهم منکم۔

.....

کسی کافر کا تیر آپ کو نہ لگے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے ہے۔“ اسے مسلم

نے روایت کیا ہے۔

.....

مسئلہ 112: حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ سے محبت۔

عَنْ غُرْوَةَ بْنِ الرَّبِيعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ..... وَقَتَلَ حُبَيْبًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

أَبْنَاءُ الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ قَتَلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمَّا وَصَعُوا فِيهِ السَّلَاحَ وَبُوَ مَضْلُوبٌ نَادَوْهُ

وَنَاسَدَوْهُ أَتُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانَكَ ؟ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ الْعَظِيمِ مَا

أُحِبُّ أَنْ يَفْدِيَنِي بِشَوْكَةٍ يُشَاكِهَ فِي قَدَمِهِ فَصَحَّكَوْا۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [1]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن مشرکین کے آباؤ

اجداد بدر میں قتل ہوئے تھے وہ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے

لگے تو انہیں قسم دے کر پوچھا ”کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہاری جگہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے اور تم سولی پانے سے بچ جاتے؟“ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”نہیں، اللہ بزرگ و برتر کی قسم! مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک میں کانٹا بھی چبھے۔“ اس پر مشرکین نے قہقہہ لگایا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 113: حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْأَسْلَمِيُّ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءٍ ه وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مَرَا فَمَتَّكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ؟ قُلْتُ بُوَ ذَاكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَتْرَةِ السُّجُودِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”میں رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بسر کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی اور دوسری ضرورت کی چیزیں لایا کرتا“ (ایک روز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوش ہو کر) ارشاد فرمایا ”کوئی چیز (مانگنا چاہو) تو مانگو“ میں نے عرض کیا ”جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت چاہتا ہوں“، ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا ”کچھ اور؟“ میں نے عرض کیا ”بس یہی“ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کر (تاکہ تمہارے لئے سفارش کرنا میرے لئے آسان ہو جائے)۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

.....

[1] حقیقۃ الولاء والبراء لسعيد بن مسفر القحطاني ، رقم الصفحة 278. [2]

کتاب الصلاة ، باب فضل السجود.

.....

مسئلہ 114: کھجور کے تنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت.

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَقَوَّمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَجَرَةٍ أَوْ نُخْلَةٍ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا ؟ قَالَ ((إِنْ شِئْتُمْ)) فَجَعَلُوا لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَفَعَ إِلَى الْمَنْبَرِ فَصَاحَتِ النُّخْلَةُ صِيَاخَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَمَّهُ إِلَيْهِ يَتُّنُ أَنْبِئِ الصَّبِيَّ الَّذِي يُسْكُنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِي عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَنَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور (کے تنے) سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ انصار کی ایک خاتون یا ایک مرد نے عرض کیا ”یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے لئے ایک منبر نہ بنوادیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اگر تم چاہو تو بنوادو“ انہوں نے آپ کے لئے ایک منبر بنوا دیا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ کھجور کا تنا اس طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا جیسے بچہ چلا کر روتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے درخت کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ اس بجے کی طرح باریک آواز نکالنے لگا جس کو تسلی دی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”یہ اس لئے روتا ہے کہ پہلے میرے قریب ہونے کی وجہ سے اللہ کا ذکر سنتا تھا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: حسن بصری رحمہ اللہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو روتے او رکھتے اللہ کے بندو ایک سوکھی لکڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر روئی تھی ہمیں تو اس سے زیادہ رونا چاہئے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ مکتبہ اثریہ)

مسئلہ 115: احد پہاڑ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَلَعَ لَهُ أَحَدُ فَقَالَ بَدَأَ جَبَلٌ يُجَبُّنَا وَنُجَبُّهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (خیبر سے لوٹتے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد پہاڑ نظر آیا تو فرمایا ”یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

.....

[1] کتاب المناقب ، باب علامات النبوة فی الاسلام. [2] کتاب المغازی ، باب احد

جبل یحبنا ویحبه.

فَضْلُ الْوَلَاءِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی فضیلت

مسئلہ 116: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا قیامت کے روز جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((وَمَا أَعْدَدْتُ لَهَا؟)) قَالَ: حُبُّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: ((فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ؟)) قَالَ: أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحًا أَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا ”تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟“ آدمی نے عرض کیا ”اللہ اور اس کے رسول

کی محبت!“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تو یقیناً اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”اسلام لانے کے بعد ہمیں جتنی خوشی اس بات سے ہوئی اتنی خوشی کسی بات سے نہیں ہوئی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَ لَمَّا يَلْحَقُ بِهِمْ ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمَزِيءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایسے (نیک) لوگوں سے محبت کرتا ہے جن کے نیک اعمال کو وہ نہیں پہنچا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”(قیامت کے دن) آدمی

.....

[1] کتاب البر والصلة ، باب المرء مع من احب. [2] کتاب البر والصلة ، باب المرء

مع من احب.

اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔“ اے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 117: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا جنت میں بلند درجات سے نوازا جائے گا۔

عَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَ إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَلَدِي وَ إِنِّي لَأَكُونُ فِي الْبَيْتِ فَأَذْكُرُكَ فَمَا اضْبِرَّحَتِي آتِي فَأَنْظُرَ إِلَيْكَ وَ إِذَا دَكَرْتُ مَوْتِي وَ مَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعَتْ مَعَ النَّبِيِّينَ وَ إِنِّي إِذَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيتُ أَنْ لَا أَرَكَ، فَلَمْ يَرُدُّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلَ جِبْرِيلُ بِهَذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ (ج ۱۰) رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں اپنے بیٹے سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں جب گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کی یاد آتی ہے تو اس وقت تک صبر نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

دیدار نہ کرلوں، لیکن جب مجھے اپنی اور آپ کی موت یاد آتی ہے تو جانتا ہوں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد آپ انبیاء کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے اور میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو (کم درجہ کی وجہ سے) ڈرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل نہیں کر سکوں گا۔“ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کی اس بات کا اس وقت تک کوئی جواب نہ دیا جب تک حضرت جبرائیل علیہ السلام درج ذیل آیت لے کر نہ آگئے ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ...﴾۔ ”اور جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی وہ (جنت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے انبیاء سے، صدیقین سے، شہداء سے اور صلحاء سے۔“ (سورة النساء، آیت نمبر 69) اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 118: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں ہی مومن کو ایمان کی حقیقی لذت حاصل ہوتی ہے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 73 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

[1] مجمع الزوائد کتاب التفسیر ، تفسیر سورة النساء ، قوله تعالى ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾۔

اِقْتِضَاءُ الْوَلَاءِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے تقاضے

مسئلہ 119: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کا حکم دیں اس پر عمل

کیا جائے اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رکاجائے۔

﴿وَمَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ جَ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا جَ وَاتَّقُوا اللَّهَ طَائِرَ اللَّهِ

شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾-(7:59)

”اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے

رک جاؤ، اللہ سے ڈرتے رہو (اور یاد رکھو) بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے

ہیں۔“ (سورۃ الحشر، آیت نمبر 7)

مسئلہ 120: جو کام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں

نہیں کیا وہ کام اپنی مرضی سے کر کے اللہ کے رسول سے آگے نہ بڑھا جائے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

عَلِيمٌ﴾-(1:49)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں۔“ (سورۃ

الحجرات، آیت نمبر 1)

مسئلہ 121: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متروک سنتوں کو زندہ کرنے کی جدوجہد کی جائے۔

عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْفَزَارِيِّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ أَخْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا

يَنْقُصُ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1](صحيح)

حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے، میرے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے میری سنتوں میں سے کوئی ایک سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس سنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا جبکہ لوگوں کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 122: جس بات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اظہار بیزاری فرمائیں

اس سے اظہار بیزاری کیا جائے۔

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَجَعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا فَعُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهَا فَصَاحَتْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُرَدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا آفَاقَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقِقَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو شدید درد ہوا جس سے وہ بے ہوش ہو گئے ان کا سر ان کے گھر والوں میں سے ایک خاتون کی گود میں تھا ایک خاتون نے چلانا شروع کر دیا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ (غشی کی وجہ سے) اسے روک نہ سکے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے ”جس بات سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہوں میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلانے والی، بال نوچنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی (عورت سے) اظہار بیزاری فرمایا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 123: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی جائے۔

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَ

رِضْوَانًا وَ يَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ (8:59)

”(مال فے) ان فقراء مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے

ہیں (بر)

.....

[1] صحیح سنن ابن ماجہ، للالبانی، الجزء الاول، رقم الحديث 173. [2] کتاب

الایمان، باب تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب.

.....

وقت) اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اللہ اور اس

کے رسول کی نصرت کرتے ہیں یہی لوگ سچے (ایمان والے) ہیں۔“ (سورۃ

الحشر، آیت نمبر 8)

وضاحت: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت سے مراد آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا علم حاصل کرنا، اس پر عمل کرنا، اس کو

پھیلانا اور اسے غالب کرنے کی جدوجہد کرنا ہے۔

مسئلہ 124: دل و جان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور احترام کیا

جائے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بِذِهِ الْآيَةِ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ) [الحجرات: 2] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ - جَلَسَ ثَابِتُ (بْنُ قَيْسٍ) فِي بَيْتِهِ وَ قَالَ أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَ اخْتَبَسَ (ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا عَمْرٍو! مَا شَأْنُ ثَابِتٍ أَشْتَكِي)) قَالَ سَعْدٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّهُ لَجَارِي وَ مَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوَى، قَالَ: فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أُنْزِلَتْ بِذِهِ الْآيَةِ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ بُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1])

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی "اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو۔" (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 2) تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر بیٹھ گئے (حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی آواز قدرتی طور پر اونچی تھی) او رکھنے لگے "میں تو آگ والوں میں سے ہوں۔" اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا جلنا ترک کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا "اے ابو عمرو رضی اللہ عنہ! (حضرت

سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) ثابت کہاں ہے، کیا بیمار ہے؟“ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”وہ میرا ہمسایہ ہے اور میرے علم کی حد تک تو بیمار نہیں۔“ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کا تذکرہ کیا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے ”فلاں آیت نازل ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں میری آواز تم سب لوگوں سے زیادہ اونچی ہے میں تو جہنمی ہو گیا۔“ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (واپس آ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”نہیں وہ تو جنتی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

.....

[1] کتاب الایمان ، باب مخافة المؤمن من ان يحبط عمله.

مسئلہ 125: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور فضائل بیان کئے جائیں، نعت کہی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہر قسم کے گمراہ کن پروپیگنڈہ کا جواب دیا جائے۔

عَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((إِنَّ رُوحَ الْقُدِّيسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَفَخْتَ عَنِ اللَّهِ وَ

رَسُولِهِ)) وَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بِجَانِبِ حَسَّانٍ
فَسَمِعْتَنِي وَاشْتَمْتَنِي قَالَ حَسَّانُ:

بِجُودٍ مُحَمَّدًا فَأُجِبْتُ عَنْهُ وَ عِنْدَ اللَّهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

بِجُودٍ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا رَسُولَ اللَّهِ شَيْمَةً الْوَفَاءُ

فَأَنَّ ابْنِي وَ وَالِدَتِي وَ عِزَّتِي لِعِزِّ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَائُ

وَ قَالَ اللَّهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَائُ

وَ قَالَ اللَّهُ قَدْ يَسَّرْتُ جَنَدًا بُمِ الْأَنْصَارُ غُرَضَتْهَا اللَّقَائُ

فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللَّهِ مِنْكُمْ وَ يَمْدَحْهُ وَ يَنْصُرْهُ سَوَاءُ

وَ جِبْرِيلُ رَسُولُ اللَّهِ فِينَا وَ رُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كَفَائُ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک تو اللہ اور

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (کافروں کو) جواب دیتا رہے گا

اللہ تعالیٰ روح القدس یعنی جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے تیری مدد

فرماتے رہیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ حسان نے کفار کی ہجو کی اہل

- ایمان کے دلوں کو سکون پہنچایا او رکافروں کی عزتوں کو برباد کیا۔ حضرت
- حسان رضی اللہ عنہ کے چند شعر درج ذیل ہیں:
- 1 کافروں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجو کی تو میں نے اس کا جواب
دیا اور اس کا بدلہ اللہ کے پاس ہے۔
- 2 کافروں نے نیک اور متقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کی جو اللہ کے
رسول ہیں، وفاداری ان کی فطرت ہے۔
- 3 میرے ماں باپ او رمیری عزت و آبرو سب کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی عزت اور آبرو کو بچانے کے
-
- [1] کتاب الفضائل ، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ.
-
- لئے قربان ہیں۔
- 4 اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ایک بندہ بھیجا ہے جو سچ کہتا ہے اور اس کی
بات میں کوئی شک نہیں۔
- 5 اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے، انصار کا لشکر، جن کا کام
کفار سے مقابلہ کرنا ہے۔

6 ہمارے درمیان اللہ کے رسول اور جبرائیل ہیں اور جبرائیل کا تو کوئی

مدمقابل ہی نہیں۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 126: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کا تحفظ کیا

جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمٌّ وَلَدَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَقَعُ فِيهِ، فَبَيْنَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَ يَزْجُرُنَا فَلَا تَنْزَجِرُ. قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ

لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ وَ تَشْتِمُهُ، فَأَخَذَ الْمِغْوَلُ قَوْصَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا

فَقَتَلَهَا فَوْقَ بَيْنِ رَجُلَيْهَا طِفْلًا، فَلَطَخَتْ مَا بَيْنَاكَ بِالْدمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ النَّاسُ فَقَالَ: ((أَنْشُدُ اللَّهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي

عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ)) فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ، وَهُوَ يَتَرَلَّزِلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! أَنَا

صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتِمُكَ وَ تَقَعُ فِيكَ فَأَنْتَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَارْجُرُنَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَلِي مِنْهَا

ابْنَانِ مِثْلُ اللَّوْلُوتَيْنِ وَ كَانَتْ بِنِ زَفِيفَةٍ، فَلَمَّا كَانَتِ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَ تَقَعُ

فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلُ قَوْصَعَتَهُ فِي بَطْنِهَا وَ اتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا أَشْهَدُكَ إِنَّ دَمَهَا بَذْرٌ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [1](صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی کی لونڈی تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی۔ صحابی اسے منع کرتا لیکن وہ باز نہ آتی، صحابی اسے ڈانٹتا لیکن وہ پھر بھی نہ رکتی۔ ایک رات لونڈی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور گالیاں بکنے لگی تو صحابی نے چہرا اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور زور سے دبایا جس سے وہ ہلاک ہو گئی۔ جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا ”جس شخص نے یہ کام کیا ہے میں اسے اللہ کی قسم دے کر اور اپنے اس حق کے حوالہ سے جو میرا اس پر ہے، کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ وہ نابینا صحابی کھڑا ہو گیا

.....

[1] کتاب الحدود ، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (3665,3).

.....

اور لوگوں کو پہلانگتا ہوا آگے بڑھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ وہ آدمی کانپ رہا تھا، عرض کرنے لگا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہوں اس کا قاتل، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی تھی

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی تھی، میں اسے منع کرتا لیکن وہ باز نہ آتی میں اسے ڈانتا لیکن وہ پھر بھی منع نہ ہوتی حالانکہ اس سے میرے موتیوں جیسے (خوبصورت) دو بیٹے بھی ہیں وہ میری (اچھی) رفیقہ تھی لیکن کل رات جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکنے لگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے لگی تو میں نے چہرا پکڑا اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور زور سے دبایا، حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لوگو، سنو! گواہ رہنا اس لونڈی کا خون رائیگاں ہے۔“ (یعنی اس کا قصاص نہیں لیا جائے گا) اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 127: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی شدید تمنا رکھی جائے۔

عَنْ أَبِي بُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَشَدُّ أُمَّتَيْنِ

إِلَيَّ حُبًّا نَاسًا يَكُونُ بَعْدِي يَوْمَ أَخَذْنَهُمْ لَوْ رَأْنِي بِأَهْلِهِ وَ مَالِهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو بریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرے بعد میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مجھ سے اس قدر شدید محبت کرتے ہوں گے کہ ان میں سے کوئی یہ خواہش

رکھے گا کہ اپنا اہل و عیال او رمال و منال سب کچھ صدقہ کر کے میری زیارت کرے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔

مسئلہ 128: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرَتْ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2] (صحیح) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ میرے اوپر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

.....

[1] کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمہا، باب فیمن یدرؤہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بابہ و مالہ. [2] صحیح سنن الترمذی، للالبانی، الجزء الثالث ، رقم الحدیث
2811.

حُكْمُ الْوَلَاءِ لِلْمُؤْمِنِينَ

اہل ایمان کے ساتھ محبت کا حکم

مسئلہ 129: اہل ایمان پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام اہل

ایمان کے ساتھ محبت اور دوستی کرنا واجب ہے۔

وضاحت: آیت مسئلہ نمبر 66 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 130: انصار سے محبت کرنا تمام اہل ایمان پر واجب ہے۔

عَنِ الْبَزَائِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْأَنْصَارُ لَا

يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَ مَنْ أَبْغَضَهُمْ

أَبْغَضَهُ اللَّهُ)) زَوَاهُ الْبَخَارِيُّ [1]

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے ہوئے سنا ہے ”انصار سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہوگا اور ان سے

وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا پس جس نے انصار سے محبت کی اللہ اس

سے محبت کرے گا او رجس نے انصار سے بغض رکھا اللہ اس سے بغض رکھے

گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے

مسئلہ 131: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا اور ان کا احترام

کرنا اہل ایمان پر واجب ہے۔

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تُسَبُّوا

أَصْحَابِي لَا تُسَبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَبَّأَ

مَا أَذْرَكَ مَدًّا أَحَدِيهِمْ وَلَا نَصِيفَةً)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

.....

[1] کتاب مناقب الانصار ، باب حب الانصار من الايمان. [2] کتاب فضائل

الصحابة ، باب تحريم سب الصحابة.

.....

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ”میرے اصحاب کو برا مت کہو، میرے اصحاب کو برا مت کہو، اس ذات

کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد

پھاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو میرے صحابہ کے ایک مد (تقریباً ایک کلو) یا

آدھے مد کے (ثواب کے) برابر بھی نہیں پا سکتا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 132: تمام اہل ایمان کو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہئے۔

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَ لَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوَّلًا أَذَلَّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور اس وقت تک ایمان والے نہیں بنو گے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہیں کرو گے، کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو وہ یہ ہے کہ آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کہا کرو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 133: اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے محبت کرتے ہیں۔

1- {كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط}- (110:3)

”(اے مسلمانو!) تم بہترین جماعت ہو لوگوں (کی بھلائی) کے لئے پیدا کئے گئے ہو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 110)

2- {إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَتْهُمْ بُنْيَانٌ مَرْضُوضٌ}- (4:61)

” اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو اس کی راہ میں سبسہ پلائی

دیوار کی طرح (مضبوط) صف باندھ کر لڑتے ہیں۔“ (سورہ صف، آیت نمبر 4)

3. ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعُمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا ط وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾.

(93:5)

.....

[1] کتاب الایمان ، باب بیان انه لا یدخل الجنة المؤمنون.

.....

”جو لوگ ایمان لائے، نیک عمل کئے ان پر کوئی گناہ نہیں جو کچھ وہ (حرمت

شراب کے حکم سے پہلے) کھا پی چکے جب وہ (شرک سے) بچیں ایمان پر ثابت

قدم رہیں، نیک عمل کرتے رہیں (حرام چیزوں سے) بچیں اور (ان کے حرام ہونے

کا) یقین رکھیں، تقویٰ اختیار کریں اور (دوسروں پر) احسان کریں۔ (تو انہیں

معلوم ہونا چاہئے کہ) اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔“ (سورۃ

المائدہ، آیت نمبر 93)

مسئلہ 134: حضرت نوح علیہ السلام کی اہل ایمان سے محبت اور دوستی۔

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَالْوَالدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط وَ لَا تَزِدِ
الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا﴾ (28:71)

”اے میرے رب! مجھے، میرے والدین اور ہر شخص کو جو مومن کی حیثیت سے
میرے گھر میں داخل ہو سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرمادے اور
ظالموں کی ہلاکت میں اور اضافہ فرما۔“ (سورۃ نوح، آیت نمبر 28)

مسئلہ 135: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہل ایمان سے محبت اور دوستی۔
﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي ق رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَائِي، رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ
وَ لِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ (40:14-41)

”اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا، اے ہمارے رب!
میری دعا قبول فرما اے ہمارے رب! مجھے، میرے والدین اور سارے ایماندار
لوگوں کو اس روز معاف فرمانا جس ر وز حساب لیا جائے گا۔“ (سورۃ
ابراہیم، آیت نمبر 40-41)

مسئلہ 136: حضرت سلیمان علیہ السلام کی صالح اور نیک لوگوں سے محبت۔
﴿فَتَبَسَّمْ سَاجِدًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي ۚ أَنِ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ
عَلَى وَالِدَيَّ وَ أَنِ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَ أَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ﴾
(19:27)

”سلیمان چیونٹی کی بات سن کر مسکرا دیئے او راللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کر سکوں

جو تونے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں اور توفیق عطا فرما

کہ ایسے نیک عمل کروں جن سے تو راضی ہو، اور اپنی رحمت سے مجھے نیک

بندوں میں شامل فرما دے۔“ (سورة النمل، آیت نمبر 19)

مسئلہ 137: حضرت یوسف علیہ السلام کی نیک اور صالح لوگوں سے محبت۔

﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمُوتِ وَ الْأَرْضِ

قَفِ أَنْتَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ جِ تَوْفَّيْنِي مُسْلِمًا وَ الْحَقِّينِ بِالصَّالِحِينَ﴾ (101:12)

”اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت بھی عطا فرمائی اور خوابوں کی تعبیر کا

علم بھی دیا زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا

سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر او رمجھے نیک لوگوں میں شامل

فرما دے۔“ (سورة يوسف، آیت نمبر 101)

مسئلہ 138: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انصار اور مہاجرین سے

محبت۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ نَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ

نَحْنُ نَحْفِزُ الْخَنْدَقَ وَ نَنْقُلُ الثَّرَابَ عَلَى أَكْتَافِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وسلم((اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْأَجْزَةِ فَأَغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ))زَوَاهِ مُسْلِمَ[1]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اس وقت ہم خندق کھود کر مٹی اپنے کاندھوں پر ڈھو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یا اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے، یا اللہ! انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمادے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 139: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اہل ایمان سے محبت۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْبَنِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَا قَوْلَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ: ﴿رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ جَ فَمَنْ تَبِعْنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ج وَ مَن عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾-آلِیۃ(36:14) وَ قَالَ عِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَ إِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾-

(118:5) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَ قَالَ((اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي)) وَ بَكَى فَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَ رَبِّكَ أَعْلَمُ فَسَلَّهُ مَا يُبْكِيكَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ فَأُخْبِرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَ بُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللَّهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنَرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَ لَا نَسْؤِيكَ))

.....

[1] کتاب الایمان ، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ و بکائہ شفقتہ علیہم۔

.....

رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیت پڑھی، جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے ”اے میرے رب! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی سو تو بخشے والا مہربان ہے۔“ (سورہ ابراہیم، آیت 36) اور پھر یہ آیت پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے ”اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر معاف فرمادے تو یہ شک تو غالب حکمت والا ہے۔“ (سورہ مائدہ، آیت 118) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا ”یا اللہ! میری امت، یا اللہ! میری امت۔“ اور رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا ”اے جبرائیل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور پوچھ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اور تیرا رب تو جانتا ہی ہے وہ کیوں رو رہے ہیں۔“ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور پوچھا ”آپ کیوں رو رہے

ہیں؟“ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے (واپس جا کر) اللہ تعالیٰ کو بتایا
حالانکہ اللہ تعالیٰ (پہلے ہی خوب جانتا ہے) تب اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ”اے
جبرائیل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور کہہ ”ہم تمہیں تمہاری امت
کے بارے میں خوش کردیں گے اور ناراض نہیں کریں گے۔“ اسے مسلم نے روایت
کیا ہے۔

.....

[1] کتاب الایمان ، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ و بکائہ شفقتہ
علیہم۔

فَضْلُ الْوَلَاءِ لِلْمُؤْمِنِينَ

اہل ایمان کے ساتھ محبت کی فضیلت

مسئلہ 140: اہل ایمان سے محبت کرنے والے حشر میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے

سائے تلے ہوں گے۔

عَنْ أَبِي بُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ

عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي؟ أَلْيَوْمَ أَظْلَهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا

ظِلٌّ إِلَّا ظِلِّي)) زَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو بریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ”بے شک اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائیں گے میری بزرگی اور اطاعت

کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں (اپنے عرش

کا) سایہ مہیا کروں گا جبکہ آج کے روز میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔“

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 141: اہل ایمان سے محبت کرنے والے لوگ قیامت کے روز نور کے منبروں

پر جلوہ فروز ہوں گے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ أَلْمَتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغِيظُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2] (صحيح)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے ایسے نور کے منبروں پر ہوں گے جس کی انبیاء اور شہداء بھی تحسین فرمائیں۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ مسئلہ 142: اہل ایمان سے محبت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں۔

.....

[1] کتاب البر والصلة ، باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ . [2] کتاب الذکر والدعا ، باب فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن .

.....

عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرَادَ اللَّهُ عَلَى مَذَرَجَتِهِ مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ أَيْنَ تُرِيدُ ؟ قَالَ أُرِيدُ أَخًا لِي فِي بَذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ بَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ أَتَى أَحَبُّنَهُ فِي

اللَّهُ قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكَ يَا اللَّهَ قَدْ أَحْبَبْتُكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ
فِيهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایک آدمی اپنے بھائی کی ملاقات کے لئے اس کے گاؤں جارہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا جب ملاقاتی وہاں پہنچا تو فرشتے نے پوچھا ”کہاں جارہے ہو؟“ ملاقاتی نے جواب دیا ”میں اس گاؤں جارہا ہوں، وہاں میرا (دینی) بھائی رہتا ہے۔“ فرشتے نے کہا ”کیا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے جسے اتارنے جارہے ہو؟“ ملاقاتی نے جواب دیا ”نہیں، کچھ نہیں، میں اس سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں (اس لئے جارہا ہوں)“ فرشتے نے کہا ”میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں (اور تجھے بتانے آیا ہوں کہ) اللہ تعالیٰ تجھ سے اسی طرح محبت فرماتے ہیں جس طرح تو محض اللہ کے لئے اپنے دینی بھائی سے محبت کرتا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَجَبَتْ مُحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَ الْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ)) رَوَاهُ مَالِكٌ [2]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے، میری خاطر آپس میں مل کر بیٹھنے والوں کے لئے، میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں کے لئے اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہو جاتی ہے۔“ اسے مالک نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 143: اہل ایمان سے محبت کرنے والوں کے لئے جنت میں خصوصی زمرد کے بالا خانے تیار کئے گئے ہیں۔

عَنْ أَبِي بُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ فِي

.....

[1] كتاب البر والصلة ، باب فضل الحب في الله تعالى. [2] كتاب الجامع ، باب ماجاء في المتحابين في الله .

.....

الْجَنَّةِ لَعْمَدًا مِنْ يَأْقُوتٍ عَلَيْهَا غُرْفٌ مِنْ رَبَزَجِدٍ لَهَا أَبْوَابٌ مُفْتَحَةٌ تُضِيئُ كَمَا يُضِيئُ الْكَوْكَبُ الدَّرِّيُّ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَسْكُنُهَا ؟ قَالَ

الْمُتَحَابُّونَ فِي اللَّهِ وَ الْمُتَجَالِسُونَ فِي اللَّهِ وَ الْمُتَلَاقُونَ فِي اللَّهِ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جنت میں یاقوت کے ستونوں پر زمرد کے بالا خانے ہیں جن کے دروازے کھلے ہوئے ہیں وہ دروازے اس طرح چمکدار ہیں جیسے روشن ستارے چمکتے ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بالا خانوں میں کون لوگ رہیں گے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ کے لئے آپس میں محبت کرنے والے اللہ کے لئے ایک دوسرے کے پاس بیٹھنے والے اور اللہ کے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 144: ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے اہل ایمان کی اللہ تعالیٰ عزت فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا أَحَبُّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلَّهِ إِلَّا أَكْرَمَهُ اللَّهُ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ [2] (حسن)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی خاطر دوسرے بندے سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت کرتے ہیں۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 145: اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کی خاطر دور دراز کا سفر طے کر کے آنے والے کے لئے جنت کی بشارت ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ أَلَنْبِيُّ فِي الْجَنَّةِ وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالصَّدِيقُ فِي الْجَنَّةِ الْمُؤَلُّودُ فِي الْجَنَّةِ وَ الرَّجُلُ يَزُورُ أَخَاهُ فِي نَاحِيَةِ الْمَصْرِ فِي اللَّهِ فِي الْجَنَّةِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِنِسَائِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ أَلُودُودُ الْوَلُودِ، أَلْعَوُودُ التِّينِ إِذَا ظَلِمَتْ قَالَتْ بِإِذِهِ يَدَيَّ فِي يَدِكَ لَا أَذُوقُ

.....

[1] مشکوٰۃ المصابیح ، للالبانی ، کتاب الاداب ، باب الحب فی اللہ (3,5026).

[2] سلسلہ الاحادیث الصحیحة ، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 1256.

.....

غَمَضًا حَتَّى تَرْضَى)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں تمہیں جنت میں جانے والے مردوں کے بارے میں نہ بتاؤں ؟ (سنو) نبی جنتی ہے، شہید جنتی ہے، صدیق جنتی ہے، پیدا ہوتے ہی فوت ہونے والا بچہ جنتی ہے، دور دراز سے اپنے بھائی کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ملنے

والا جنتی ہے، کیا میں تمہیں جنت میں جانے والی عورتوں کے بارے میں نہ بتاؤں ؟ اپنے شوہر سے محبت کرنے والی، زیادہ بچوں کو جنم دینے (کی تکلیف اٹھانے) والی اور وہ نیک عورت کہ جس کا شوہر اس پر ظلم کرے تو کہے ”میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک تو راضی نہ ہو جائے۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

[1] الجامع الصغير، للالبانی، رقم الحديث 6201.

اِقْتِضَاءُ الْوَلَاءِ لِلْمُؤْمِنِينَ

اہل ایمان کے ساتھ محبت کے تقاضے

مسئلہ 146: اہل ایمان کو اپنی ضروریات اور آرام و آسائش کے مقابلہ میں اپنے

مسلمان بھائیوں کی ضروریات اور آرام و آسائش کو ترجیح دی جائے

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ بَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُونَ فِي

ضُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَ مَنْ

يُوقِ شَحْحَ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (9:59)

”وہ لوگ جو ایمان لا کر دارالہجرت میں پہلے ہی مقیم تھے۔ (یعنی انصار

مدینہ) ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور

جو کچھ ان کو (مال غنیمت سے) دیا جائے اس کی اپنے دلوں میں کوئی خاص

حاجت محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے

ہیں، خواہ خود بھی محتاج ہوں۔ جو لوگ اپنے نفس کی تنگی سے بچا لئے گئے

وہی فلاح پانے والے ہیں۔“ (سورۃ الحشر، آیت نمبر 9)

مسئلہ 147: کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اپنا وطن اور گھر بار چھوڑ کر آنے

والے مہاجرین کو پناہ دی جائے۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَبَاجِرُوا وَ جَابِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ أَوْا وَنَصَرُوا ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ

الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ط لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ رِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ (74:8)

”وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں

نے پناہ دی اور مدد کی (مہاجرین کی) وہی سچے مومن ہیں ان کے لئے مغفرت ہے

اور بہترین رزق ہے۔“ (سورۃ الانفال، آیت نمبر 74)

مسئلہ 148: مشرق و مغرب کے تمام مسلمانوں کو آپس میں حقیقی بھائیوں

کی طرح

یک جان ہو کر رہیں۔

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (10:49)

”بے شک سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ (سورۃ الحجرات، آیت

نمبر 10)

﴿وَ إِنْ بِذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ أَنَا رَبُّكُمْ فَأَتَّقُونِ﴾ (52:23)

”اور یہ تمہاری امت تو ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے

ڈرو۔“ (سورۃ المؤمنون، آیت نمبر 52)

عَنْ أَبِي بُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِيَّاكُمْ

وَالظُّلَّ فَإِنَّ الظُّلَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَ لَا تَحْسَسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا

تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حُواثًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بدگمانی سے بچو یہ بہت بڑا جھوٹ ہے کسی کی باتوں پر کان نہ لگاؤ، جاسوسی نہ کرو، دوسروں پر (دنیا کے معاملہ میں) رشک نہ کرو، حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، غیبت نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 149: اہل ایمان ایک دوسرے کے مددگار اور معاون بن کر رہیں۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اہل ایمان ایک دوسرے کے لئے عمارت کی طرح ہیں (جس کی اینٹیں ایک دوسرے میں پیوست ہوتی ہیں) عمارت کے بعض حصے دوسرے کو مضبوط بناتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست فرمادیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 150: اہل ایمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے مظلوم بھائی کو ظلم سے

بچائیں اور

.....

[1] کتاب البر والصلة ، باب تحریم الظن والتجسس. [2] کتاب الادب ، باب

تعاون المؤمنین بعضهم بعضا.

.....

ظالم کو ظلم سے روکیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنْصُرْ

أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! بَدَا نَنْصُرُهُ

مَظْلُومًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ ((تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ”اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔“ ایک آدمی نے عرض

کیا ”اگر ہمارا بھائی مظلوم ہو تو اس کی ہم مدد کریں گے لیکن اگر وہ ظالم ہو

تو پھر ہم اس کی کیسے مدد کریں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”ظلم سے اس کا ہاتھ روک دو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 151: تمام اہل ایمان کو ایک جسم کی طرح ہونا چاہئے اگر ایک بھائی کو تکلیف یا دکھ پہنچے تو باقی سارے مسلمانوں کو اس کی تکلیف اور دکھ کا ویسا ہی احساس ہونا چاہئے۔

عَنِ الثُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادُّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالشَّهْرِ وَالْحُمَى)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”دوستی، اتحاد اور شفقت کرنے کے معاملے میں اہل ایمان کی مثال ایک جسم کی سی ہے جب جسم کا کوئی ایک حصہ درد کرتا ہے تو سارے جسم کو وہ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ بیدار ہو تو بیدار اور بخار ہو تو بخار (سارا جسم محسوس کرتا ہے۔)“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنِ الثُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْمُسْلِمُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنْ اشْتَكَى عَيْتُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ وَإِنْ اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [3]

.....

[1] کتاب المظالم ، باب اعن اخاک ظالما او مظلوما. [2] کتاب البر والصلۃ ، باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم. [3] کتاب البر والصلۃ ، باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم.

.....

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سارے مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو اس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اگر اس کے سر کو تکلیف ہو تو اس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 152: اہل ایمان کو اپنے مسلمان بھائی کافروں کے حوالے نہیں کرنے چاہئیں۔

مسئلہ 153: مصیبت کے وقت اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنا تمام اہل ایمان پر واجب ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلَمُهُ وَ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَاتٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرے نہ کسی (ظالم) کے حوالے کرے اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ اس کی حاجت پوری فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی سے مصیبت دور کرے گا اللہ قیامت کے روز اس کی مصیبتوں سے ایک مصیبت دور فرما دے گا اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ستر پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 154: اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھا جائے نہ اسے بے سہارا چھوڑا جائے۔

مسئلہ 155: مسلمان بھائیوں کی جان، مال اور عزت کا تحفظ کیا جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا تَحْقِرُهُ التَّقْوَىٰ بَيْنَنَا وَ يَشِيرُ إِلَىٰ صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسَبِ إِمْرٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ مُسْلِمٍ عَلَىٰ مُسْلِمٍ حَرَامٌ دَمُهُ وَ مَالُهُ وَ عِزُّهُ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2])

.....

[1] کتاب المظالم ، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یُسْلِمَہ. [2] کتاب البر والصلۃ

، باب تحریم الظلم المسلم وخذلہ.

.....

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے بے سہارا چھوڑے نہ اسے حقیر سمجھے، تقویٰ یہاں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اپنے دل کی طرف اشارہ فرمایا پھر ارشاد فرمایا ”آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھنے لگے، مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ مسئلہ 156: اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے وہی کچھ پسند کرنا چاہئے جو اپنے لئے پسند ہو۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1])

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا

جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 157: کسی مسلمان بھائی کو اپنی زبان یا ہاتھ سے تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے سارے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 158: اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کی جائے۔

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَائِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [3]

.....

[1] کتاب الایمان ، باب من الایمان ان یحب لآخره ما یحب لنفسه. [2] کتاب

الایمان ، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده. [3] کتاب الایمان ، باب

قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین نصیحة للہ ولسولہ.

.....

حضرت جریر بن عبداللہ (بجلی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نماز قائم کرنے، زکاة ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ ”اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الَّذِينَ النَّصِيحَةُ)) قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ ((لِلَّهِ وَكُتِبَهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ وَ عَامَتِهِمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”دین خیر خواہی اور وفاداری کا نام ہے۔“ ہم نے عرض کیا ”کس سے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ اور اس کی کتاب سے وفاداری، اس کے رسول سے وفاداری اور مسلمانوں کے ائمہ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 159: اپنے مسلمان بھائیوں پر ہتھیار اٹھایا جائے نہ انہیں دھوکہ دیا جائے۔

عَنْ أَبِي بُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ

عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابو بریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا ”جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں اور جس نے ہمیں

دھوکہ دیا وہ بھی ہم سے نہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 160: کسی مسلمان کو گالی دی جائے نہ کسی مسلمان کو قتل کیا جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((سَبَابُ

الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [3]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ”مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔“

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَبَّةِ الْوَدَاعِ ((لَا

تَرْجِعُوا بَعْدِي كَفَارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [4]

.....

[1] کتاب الایمان ، باب ان الدین نصیحة. [2] کتاب الایمان ، باب قول النبی

صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا. [3] کتاب الایمان ، باب خوف المؤمن

من ان یحبط عملہ وہو لا یشعر۔ [4] کتاب الایمان ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر۔

.....

حضرت جریر(بن عبداللہ بجلی)رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع میں ارشاد فرمایا ”میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 161: کسی مسلمان کو کافر نہ کہا جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا أَكْفَرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُكُمَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو وہ کافر ان دونوں میں سے کسی ایک پر ضرور پلٹتا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 162: کسی مسلمان کو امان دینے کے بعد اس سے غداری نہ کی جائے۔

عَنْ غَفِرِ بْنِ الْخَمِقِ الْخَزَاعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ أَمِنَ رَجُلًا عَلَى دَمِهِ فَقَتَلَهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ لَوَائِئَ غَدْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ ابْنُ

مَاجَةَ [2](صحیح)

”حضرت عمرو بن حمق خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس شخص نے کسی کو جان کی امان دینے کے بعد قتل کیا وہ قیامت کے دن غداری کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوگا۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 163: کفار کی قید میں مسلمان مجاہدین کی ربائی کے لئے دعا کی جائے اور ظالم کفار و مشرکین کے لئے بددعا کی جائے۔

عَنْ أَبِي بُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَتَّتِ اللَّهُمَّ أَنْجِ عِيَّاشَ بْنَ رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ بِشَامٍ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُصْرَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسَنِي يُوسُفَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی آخری رکعت میں رکوع سے سر

[1] کتاب الایمان ، باب بیان حال ایمان من قال لایخیه المسلم او الکافر. [2]

صحیح سنن ابن ماجہ ، للالبانی ، الجزء الثانی، رقم الحدیث 2177. [3] کتاب

الدعوات ، باب تکریر الدعا.

اٹھانے کے بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور بڑی عاجزی سے یہ دعا فرماتے ”یا اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو (کافروں کی قید سے) چھڑا دے، یا اللہ! ولید بن ولید کو (کافروں کی قید سے) چھڑا دے، یا اللہ! سلم بن بشام کو (کافروں کی قید سے) چھڑا دے، یا اللہ! کمزور اور دیے ہوئے مسلمانوں کو (کافروں کی قید سے) چھڑا دے، یا اللہ! قبیلہ مضر کے کافروں کو شدید عذاب میں مبتلا فرما اور انہیں کچل کے رکھ دے، یا اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسا قحط نازل فرما۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: یاد رہے حضرت سلم بن بشام رضی اللہ عنہ ابوجہل کے صلیب بھائی تھے۔ اسلام لائے تو ابوجہل نے انہیں قید میں ڈال دیا، حضرت عیاش رضی اللہ عنہ ابوجہل کے رضاعی بھائی تھے، ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تو ابوجہل انہیں دھوکہ سے مکہ لے آیا اور جیل میں حضرت سلم کے ساتھ قید کر دیا، ولید بن ولید بن مغیرہ بدر کے قیدیوں میں شامل تھے، بھائیوں نے فدیہ دے کر چھڑوایا اور مکہ کی راہ لی۔ دوران قید اللہ تعالیٰ نے ولید کا دل اسلام کے لئے کھول دیا، لہذا راستے سے بھائیوں کی نظر بچا کر مدینہ منورہ واپس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اسلام لانے کے بعد

مکہ گئے تو کافروں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کے ساتھ جیل میں بند کر دیا تھا جہاں ان تینوں حضرات کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں شدید اذیتیں دی جاتیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راہ حق کے ان تینوں قیدیوں کی ربائی کے لئے دعا فرماتے جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور تینوں صحابہ رہا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔

مسئلہ 164: کفار سے برسرِ جنگ مجاہدین کے لئے دعائیں مانگی جائیں۔

1 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَخْزَابِ فَقَالَ ((اللَّهُمَّ مَنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِنِغِ الْجَسَابِ ابْزِمِ الْأَخْزَابِ اللَّهُمَّ ابْزِمْنَهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لشکروں کے خلاف یوں دعا فرمائی ”اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے، لشکروں کو شکست دینے والے، دشمن کو شکست دے اور ان کے پاؤں ڈگمگادے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے

2 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اللَّهُمَّ أَنْتَ غَضِي وَنَصِيرِي بِكَ أَخُولُ وَ بِكَ أَضُولُ وَ بِكَ أَقَاتِلُ)) رَوَاهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کرتے تو فرماتے ”اے اللہ! تو ہی

.....

[1] کتاب الجہاد ، باب القتال فی سبیل اللہ . [2] کتاب الجہاد ، باب ما یدعی عند اللقاء .

.....

میرا بازو ہے تو ہی میرا مددگار ہے تیری توفیق سے ہی میں چلتا پھرتا ہوں، تیری مدد سے ہی حملہ کرتا ہوں اور تیرے سہارے پر ہی لڑتا ہوں۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

3 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُولُهُ فَقَدْ بَلَغَتْ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ، قَالَ: نَعَمْ ((اللَّهُمَّ اسْتَرْ عَوْرَاتِنَا وَ أَمِنْ رُوعَاتِنَا)) قَالَ فَصَرَبَ اللَّهُ عَرَّوَجْلَ وَجْهَ أَغْدَانِهِ بِالرَّيْحِ فَهَرَمَهُمُ اللَّهُ عَرَّوَجْلَ بِالرَّيْحِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [1] (صحیح)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خندق کے دن ہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی ایسی چیز ہے جسے ہم (ان حالات

میں) پڑھیں کیونکہ (خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے لوگوں کے) کلیجے حلق کو آگئے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہاں (کہو) یا اللہ! ہمارے عیوب ڈھانپ لے اور ہمیں گھبراہٹ سے امن دے۔“ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ نے (تیز) ہوا کے ذریعہ دشمنوں کے منہ پھیر دیئے اور اس ہوا کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دے دی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے

4 عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ مِنْ رَجُلٍ أَوْ مِنْ قَوْمٍ قَالَ ((اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ)) زَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاؤُدَ [2]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی یا کسی قوم سے خوف محسوس کرتے تو فرماتے ”یا اللہ! ہم کفار کے مقابلے میں تجھے آگے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔“ اسے احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: ایک اور دعا مسئلہ نمبر 197 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

[1] مشکوٰۃ المصابیح ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2455. [2]

مشکوٰۃ المصابیح ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2441.

ضَرَرُ عَدَمِ الْوَلَاءِ لِلْمُؤْمِنِينَ

اہل ایمان سے دوستی نہ کرنے کا نقصان

مسئلہ 165: اہل ایمان ایک دوسرے کی نصرت، حمایت اور ایک دوسرے کے

ساتھ تعاون نہیں کریں گے تو زمین میں بڑے بڑے فتنے اور فساد برپا ہوں گے۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَ فَسَادٌ

كَبِيرٌ﴾ (73:8)

”کافر ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں، اگر تم ایک دوسرے کی حمایت نہ

کرو گے تو زمین میں بڑا فساد برپا ہوگا۔“ (سورۃ الانفال، آیت نمبر 73)

الجزء الثالث

(دوسرا حصہ)

اَلْبَرَاءُ دَشْمَنی کا بیان

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

"إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَزَبِ" رواه البخاری

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"جس نے میرے دوستوں سے دشمنی کی اس نے میرے خلاف میرا اعلان

جنگ ہے۔"

(اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

مَعْنَى الْبَرَاءِ

براء کا مفہوم

مسئلہ 166: براء کا مطلب ہے علیحدگی، نجات، دوری، لاتعلقی، بیزاری اور نفرت

وغیرہ۔

{بَرَاءٌ هُوَ مِنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَابَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ}-(1:9)

”اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین کے لئے اعلان برأت (لا

تعلقی) ہے جن سے تم نے معاہدے کئے تھے۔“ (سورة التوبة، آیت نمبر 1)

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا بَرِيءٌ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اس بات سے بیزار ہوں

جس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں۔ اسے مسلم نے روایت کیا

ہے۔

[1] کتاب الایمان ، باب تحریم ضرب الخدود۔

مَنْ يَسْتَحِقُّ الْبَرَاءَ؟

براء کا مستحق کون ہے؟

مسئلہ 167: اسلام دشمن کفار سے نہ صرف دوستی کرنا منع ہے بلکہ ان سے

براءت یعنی بیزاری، نفرت اور دشمنی کا اظہار کرنا بھی ہر مسلمان پر واجب

ہے۔

﴿إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَتَلُواكُمْ فِي الدِّينِ وَ أَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَ ظَهَرُوا

عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تُولَوْهُمْ ج وَ مَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (9:60)

”اللہ تعالیٰ تمہیں ان کافروں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں

نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور

تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی، جو لوگ ایسے کافروں سے دوستی

کریں گے وہ ظالم ہیں۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 9)

﴿وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَنَا إِيَّاهُ ج فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ

عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ط إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾ (9:114)

”اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ کے لئے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ تو

اس وعدے کی بنا پر تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا مگر جب اس پر یہ

بات واضح ہوگئی کہ اس کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے اظہار بیزاری کیا، ابراہیم (علیہ السلام) واقعی بڑا رقیق القلب اور حوصلے والا تھا۔”(سورة التوبہ، آیت نمبر 114)

نَهَى الْوَلَاءِ عَنِ الْكُفَّارِ کفار سے دوستی کی ممانعت

مسئلہ 168: اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی کا رویہ رکھنے والے کافروں سے

دوستی کرنا منع ہے۔ 1۔ ﴿إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم

مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ج وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الظَّالِمُونَ﴾ (9:60)

”اللہ تعالیٰ تمہیں ان کافروں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں

نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور

تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی، جو لوگ ایسے کافروں سے دوستی

کریں گے وہ ظالم ہیں۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 8)

2۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكُفْرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ط أ تَرِيدُونَ

أَن تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِينًا﴾ (144:4)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ

کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے خلاف (عذاب کے لئے) صریح حجت دے

دو۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 144)

3. ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

ط وَ مَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (51:5)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ یہ

آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو شخص انہیں دوست

بنائے گا اس کا شمار بھی انہیں میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالموں کی

راہنمائی نہیں فرماتا۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 51)

4. ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ بُزْؤًا وَ لَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا

الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أَوْلِيَاءَ ج وَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (57:5)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی، ان میں

سے جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور تماشا بنا لیا ہے انہیں اور دوسرے

کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ اگر تم واقعی مومن ہو تو اللہ سے ڈر

جاؤ۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 57)

5. ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَ إِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ

عَلَى الْإِيمَانِ ط وَ مَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (23:9)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا دوست نہ بناؤ

اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں تم میں سے جو انہیں دوست بنائیں گے وہ

ظالم ہوں گے۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 23)

6 ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَ
قَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَ كُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ
ط إِنَّ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ ق
وَ أَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ط وَ مَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾
(1:60)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور میرے
خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (اپنے وطن سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں
کو دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو حالانکہ جو حق
تمہارے پاس آیا ہے وہ اسے ماننے سے انکار کرچکے ہیں۔ رسول کو اور تمہیں
صرف اس وجہ سے جلاوطن کیا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے ہو، تم انہیں
خفیہ دوستانہ پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو میں
اسے خوب جانتا ہوں لہذا تم میں سے جو بھی ایسا کرے گا وہ راہ راست سے
بھٹک گیا۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 1)

7 ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا
يَئِسُ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ﴾ (13:60)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! ایسے لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا وہ آخرت (کے ثواب سے) اسی طرح مایوس ہیں جس طرح قبروں میں پڑے کافر (اللہ کی رحمت سے) مایوس

ہیں۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 13)

8 ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ جَ وَ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَا ط وَ يُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ط وَ إِلَى اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَصِيذٍ﴾ (28:3)

”مومن، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہاں اگر کافروں کے ظلم سے بچنے کے لئے (اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے) ایسا طرز عمل اختیار کرو تو وہ معاف ہے۔ اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے (اور یاد رکھو) تمہیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔“ (سورہ العمران، آیت نمبر 28)

مسئلہ 169: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے والے خواہ اپنے ماں باپ اور بیوی بچے ہی کیوں نہ ہوں، ان سے بھی دوستی کرنا منع ہے۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَ أَتَدَبَّرُمْ يَرْوَحُ مِنْهُ ط وَ يَدْخُلُهُمْ جَنَّتْ تَجَرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِدِينَ فِيهَا ط رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ ط أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ط أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ بِمُ الْفَلِخُونَ﴾.

(22:58)

”تم کبھی نہ پاؤ گے کہ وہ لوگ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کریں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا ان کے بھائی یا کنبے قبیلے کے لوگ ہوں۔ یہ (اہل ایمان) وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح (یعنی نور ایمان) کے ساتھ ان کی مدد فرمائی۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ اللہ کے لشکر والے ہیں آگاہ رہواللہ کے لشکر والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔“ (سورۃ المجادلہ، آیت نمبر 22)

مسئلہ 170: کفار کے کلچر اور تہذیب و تمدن کی طرف محض جھکاؤ اور

میلان رکھنا بھی منع ہے

﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ لَا وَ مَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءٍ ثُمَّ

لَا تَنْصُرُون﴾ (113:11)

”اور ظالموں کی طرف بالکل نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آجاؤ گے پھر تمہیں کوئی ایسا سرپرست نہیں ملے گا جو اللہ سے بچا سکے اور کہیں سے

تمہیں مدد بھی نہیں پہنچے گی۔“ (سورۃ ہود، آیت نمبر 113)

مسئلہ 171: کفار سے دوستی کرنے والے اللہ، رسول اور قرآن پر ایمان نہیں لائے۔

﴿وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا أَوْلِيَاءٍ وَلَكِنَّ كَثِيرًا

مِنْهُمْ فَسِخُون﴾ (81:5)

”اگر یہ لوگ اللہ، اس کے رسول اور اس چیز پر ایمان لائے ہوتے جو نبی پر نازل کی گئی ہے تو کبھی کافروں کو اپنا رفیق نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر لوگ

فاسق ہیں۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 81)

نَهَى الْوَلَاءِ عَنِ الْمُنَافِقِينَ

منافقین سے دوستی کی ممانعت

مسئلہ 172: مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار، جنگ کفار سے تعلقات رکھنے والے

منافقوں سے دوستی کرنا منع ہے۔

مسئلہ 173: دورانِ جنگ غداری کرنے والے منافقوں کو فوراً قتل کرنے کا حکم

ہے۔

﴿وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ

يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط فَإِنْ تَوَلَّوْا فَحُذِّوْهُمْ وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ص وَلَا

تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا﴾ (89:4)

”وہ (یعنی منافق) چاہتے ہیں جس طرح وہ کافر ہیں اسی طرح تم بھی کافر

بوجاؤ تاکہ تم اور وہ سب برابر بوجائیں ایسے منافقوں میں سے کسی کو اپنا

دوست نہ بناؤ جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نہ آجائیں اگر وہ ہجرت

نہ کریں تو انہیں جہاں پاؤ پکڑو اور قتل کرو ان میں سے کسی کو اپنا دوست

اور مددگار نہ بناؤ۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 89)

مسئلہ 174: منافقوں کی مجالس میں شرکت کرنا منع ہے الا یہ کہ وہ توبہ کرلیں۔

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَةَ اللَّهِ يَكْفِرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَتَعَدُّوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ زِ انْكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ ط إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَ الْكُفْرَيْنَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ (140:4)

”اللہ تعالیٰ اس کتاب میں تمہیں یہ حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے خلاف کفر بکا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہاں نہ بیٹھو جب تک یہ لوگ کسی دوسری بات میں نہ لگ جائیں اگر تم ایسا کرو گے تو تم بھی ویسے ہی ہو گے بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر 140)

ہیں(کہ وہ اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں)اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ بہت ہی برا ہے۔“(سورة المجادلة،آیت

نمبر15-14)

﴿تَلَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ط لَيْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ لَهُمْ خِلْدُونَ﴾-(80:5)

”تو دیکھتا ہے کہ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو(مسلمانوں کے بجائے)کافروں سے دوستی کرتے ہیں بہت ہی برا ہے جو ان کی جانوں نے ان کے لئے آگے بھیجا ہے وہ یہ کہ اللہ ان پر غضبناک ہوا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہو گئے۔“(سورة المائدة،آیت نمبر80)

مسئلہ 176:کفار سے دوستی کسی بھی وقت اللہ کے عذاب کا باعث بن سکتی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ط أ تَرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا﴾-(144:4)

”اے لوگو،جو ایمان لائے ہو!مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے خلاف(عذاب کے لئے)واضح ثبوت دے دو۔“(سورة النساء،آیت نمبر144)

مسئلہ 177: کفار سے دوستی کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ جَ وَ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ

مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَا ط وَ يُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ط وَ إِلَى اللَّهِ

صلى الله عليه وسلم لَمَصِيرًا﴾ (28:3)

”مومن، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں جو ایسا کرے گا

اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہاں اگر کافروں کے ظلم سے بچنے کے

لئے (اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے) ایسا طرز عمل اختیار کرو تو وہ معاف ہے۔ اللہ

تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے (اور یاد رکھو) تمہیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا

ہے۔“ (سورہ آل عمران، آیت نمبر 28)

مسئلہ 178: کافروں سے دوستی کرنے والوں کا قیامت کے روز انجام بھی

کافروں کے ساتھ ہوگا

مسئلہ 179: کافروں سے دوستی کرنے والے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے

محروم ہو جاتے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَرَى أَوْلِيَاءَ مَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط

وَ مَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (51:5)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ یہ

آپس میں ایک

دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو شخص انہیں دوست بنائے گا اس کا

شمار بھی انہی میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالموں کی رہنمائی نہیں

فرماتا۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 51)

مسئلہ 180: کافروں سے دوستی کرنے والے ایمان سے محروم ہو جائیں گے۔

﴿وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا

مَنْهُمْ فَسِقُونَ﴾ (81:5)

”اگر یہ لوگ واقعی اللہ پر، نبی پر اور اس تعلیم پر جو نبی پر نازل کی گئی ہے

ایمان لائے ہوتے تو کبھی (مومنوں کے مقابلے میں) کافروں کو اپنا دوست نہ بناتے

لیکن ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 81)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا قَرِيْبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

كُفْرِينَ﴾ (100:3)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم نے اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات

مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف لے جائیں گے۔“ (سورۃ آل

عمران، آیت نمبر 100)

مسئلہ 181: کفار سے دوستی کا انجام ندامت اور پشیمانی ہے۔

﴿فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ
ط فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ فَيُضْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسْرُوا فِيهِ
أَنفُسِهِمْ يُدْمِنِينَ﴾ (52:5)

”تم دیکھتے ہو کہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ کافروں کے
ساتھ تعلقات قائم کرنے میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں ڈر لگتا ہے
کہ ہم (اس کے بغیر) کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں مگر بعید نہیں جب اللہ
تعالیٰ تمہیں فیصلہ کن فتح بخش دے یا اپنی طرف سے کوئی اور بات (یعنی
کافروں کو سزا دینے والی) ظاہر فرمادے تو پھر یہ لوگ اپنے اس نفاق پر جسے
یہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں، نادم ہوں گے۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 52)

مسئلہ 182: کفار کے کلچر اور تہذیب و تمدن کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنا
بھی جہنم میں جانے کا باعث بن سکتا ہے۔

﴿وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ لَا وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءٍ
ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾ (113:11)

”اور ظالموں کی طرف بالکل نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آجاؤ گے پھر
تمہیں کوئی ایسا سرپرست نہیں ملے گا جو اللہ سے بچا سکے اور کہیں سے

تمہیں مدد بھی نہیں پہنچے گی۔“ (سورۃ ہود، آیت نمبر 113)

مسئلہ 183: کفار سے دوستی کرنے والے دنیا اور آخرت میں خسارے میں رہیں

گے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَزِدُّوكُمْ عَلَىٰ أَغْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا

خُسِرِينَ﴾ (149:3)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم نے کافروں کی باتیں مان لیں تو وہ تمہیں

تمہاری ایڑیوں کے بل (اسلام سے) پھیر دیں گے اور تم خسارہ پانے والوں میں

سے ہو جاؤ گے۔“ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 149)

مسئلہ 184: کفار سے براءت نہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہو

جاتے ہیں۔

﴿وَلَيْنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَمَ يَكُنْ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَّلِيٍّ وَلَا

نَصِيرٍ﴾ (120:2)

”اس کے بعد جو تمہارے پاس آچکا ہے اگر تم نے ان کی خواہشات کی پیروی

کی تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار نہیں

ہوگا۔“ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 120)

حُكْمُ الْبَرَاءِ عَنِ الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ کفار و مشرکین سے براءت کا حکم

مسئلہ 185: کفار اور مشرکین سے اظہار بیزاری اور نفرت واجب ہے۔

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ زَكَّرْنَا بِكُمْ وَبَدَأَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ﴾ (4:60)

”تم لوگوں کے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کی تم بندگی کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر، قطعی بیزار ہیں ہم نے تم سے (یعنی تمہارے دین سے) کفر کیا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بیر پڑ گیا جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 4)

﴿وَإِذَا ن مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۖ لَا وَرَسُولُهُ ط فَإِنْ ثَبْتُمْ لَهُمْ خِيَرَتُكُمْ ج وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ط وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (3:9)

”اور اعلان عام ہے حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمام لوگوں کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بیزار ہیں مشرکوں سے لہذا اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم لوگ منہ پھیرتے ہو تو خوب جان لو کہ تم لوگ اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو ایسے کافروں کو عذاب الیم کی خوشخبری دے دو۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 3)

مسئلہ 186: اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار اور مشرکین سے براءت کا حکم دیا۔

﴿فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنَّي بِرِيءٍ مِّمَّا تَعْمَلُونَ﴾ (216:26)

”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر یہ لوگ تیری نافرمانی کریں تو انہیں صاف صاف کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو میں اس سے قطعی بیزار ہوں۔“ (سورہ شعراء، آیت نمبر 216)

﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ط قُلِ اللَّهُ قَفِ شَهِيدٌ مِّمَّنْ بَيْنَكُمْ قَفِ وَأَوْحَىٰ إِلَيَّ بُدَا الْقُرْآنَ لِأَنَّزَلَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ط أَتَيْتُكُمْ لِتَشْهَدُوا أَنْ مَعَ اللَّهِ إِلَهٌ آخَرُ ط قُلْ لَا أَشْهَدُ ج قُلْ إِنَّمَا بُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنِّي بِرِيءٍ مِّمَّا تُشْرِكُونَ﴾ (19:6)

”(اے نبی) ان سے پوچھو کہ کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے؟ کہو اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان کہ یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ اس

کے ذریعے تمہیں اور جس جس کو پہنچے ان سب کو اللہ سے ڈرا دوں کیا تم واقعی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود ہیں، کہو کہ میں تو اس بات کی گواہی نہیں دیتا، کہو الہ تو صرف ایک ہی ہے اور جو شرک تم کرتے ہو میں اس سے قطعی بیزار ہوں۔“ (سورہ الانعام، آیت نمبر 19)

مسئلہ 187: طاغوت سے بیزار، نفرت، دشمنی اور لا تعلقی کا اظہار کرنا بھی ہر مسلمان پر واجب ہے۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (36:16)

”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا جس نے امت کو یہ حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ (سورہ نحل، آیت نمبر 36)

﴿الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا أَتَيْنَا بِهِ طَائِفَةٌ مِّنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ ط وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ صُلًّا مَّ بَعِيدًا﴾ (60:4)

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں

طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا شیطان انہیں راہ راست سے دور لے

جانا چاہتا ہے۔“ (سورة النساء، آیت نمبر 60)

وضاحت: یاد رہے طاغوت سے مراد وہ ائمہ کفر ہیں جو کافرانہ نظام زبردستی

مسلمانوں پر نا فذکرنا چاہتے ہیں۔

مسئلہ 188: اللہ تعالیٰ کی مشرکوں سے بیزارى، نفرت اور دشمنى۔

1. ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ

بُذِّئُوا﴾ (28:9)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! مشرک پلید ہیں لہذا اس سال کے بعد یہ لوگ مسجد

حرام کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائیں۔“ (سورة التوبة، آیت نمبر 28)

2. ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ

أَجْمَعِينَ﴾ (161:2)

”بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور کفر کی حالت میں مرے ان پر اللہ

کی، فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔“ (سورة البقرة، آیت نمبر 161)

3. ﴿صُمْ م بِكُمْ غُمَىٰ فَهُمْ لَا يَغْفُلُونَ﴾ (171:2)

”کافر بہرے، گونگے ہیں اور اندھے ہیں عقل سے کام نہیں لیتے۔“ (سورة

البقرة، آیت نمبر 171)

4 ﴿أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرِيكُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ط إِنَّهُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾-(44:25)

”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کافروں کی اکثریت آپ کی بات سنتی یا سمجھتی ہے؟ (ہرگز نہیں) یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر اور گئے گزرے ہیں۔“ (سورۃ الفرقان، آیت نمبر 44)

5 ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ صَالِي اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾-(55:8)

”ے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین پر چلنے والی مخلوق میں سے سب سے بدتر مخلوق وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اب وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔“ (سورۃ الانفال، آیت نمبر 55)

6 ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُخَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ﴾-(20:58)

”وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں وہ لوگ ذلیل ترین مخلوقات میں سے ہیں۔“ (سورۃ المجادلہ، آیت نمبر 20)

7 ﴿قُلْ بَلْ أَنْبَيْتُكُمْ بِشَرِّ مِمَّنْ ذَلِكُمْ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ ط مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَ عِبَادَ الطَّاغُوتِ ط أُولَئِكَ شَرُّ مَكَانًا وَ أَضَلُّ عَنْ سَوَائِي السَّبِيلِ﴾-(60:5)

”اے نبی! کہو کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں بتاؤں جن کا انجام اللہ تعالیٰ کے نزدیک فاسقوں سے بھی بدتر ہونے والا ہے؟ (یہ وہ لوگ ہیں) جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹا، جن میں سے بندر اور سؤر بنائے گئے جنہوں نے طاغوت کی بندگی کی یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ بہت ہی برا ہے یہ سیدھی راہ سے بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔“ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 60)

8 ﴿ثَبِّتْ يَدَا آيِي لَهُبٍ وَثَبِّتْ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ، سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ، وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ، فِي جَنَدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ﴾ (111:5)

”ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ (خود بھی) ہلاک ہو، نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ وہ جو اس نے کمایا، عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی بیوی جو ایندھن اٹھائے پھرتی ہے اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی۔“ (سورۃ اللہب، آیت نمبر 1 تا 5)

مسئلہ 189: حضرت نوح علیہ السلام کی کفار سے بیزاری، نفرت اور دشمنی۔
﴿وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا، إِنَّكَ إِن تَذَرْنِي مِثْلُ مَا كُنْتُ لَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا، رَبِّ اغْفِرْ لِي وَالْوَلَدَيْنِ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط وَ لَا تَرِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا﴾ (26:71-28)

”نوح نے دعا کی اے رب! زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی باقی نہ چھوڑ، اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کے ہاں جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکردار اور سخت کافر ہوگی۔ اے میرے رب! مجھے میرے والدین اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہو ان سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور ظالموں کی ہلاکت اور بربادی میں اور بھی زیادتی فرمادے۔“ (سورۃ نوح، آیت نمبر 26-28)

مسئلہ 190: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ اور قوم سے بیزاری، نفرت اور دشمنی۔

﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَبَآ إِلَيْهِ جَ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ط إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾ (9:114)

”اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ کے لئے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ تو اس وعدے کی بنا پر تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا مگر جب اس پر یہ بات واضح ہو گئی کہ اس کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے اظہارِ بیزاری کیا، ابراہیم (علیہ السلام) واقعی بڑا رقیق القلب اور حوصلے والا تھا۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 114)

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ، إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ﴾ (27-43:26)

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا ”جن کی تم بندگی کرتے ہو میں ان سے بیزار ہوں میرا تعلق صرف اس ذات سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری رہنمائی فرمائے گا۔ (سورہ الزخرف، آیت نمبر 26-27)

مسئلہ 191: حضرت لوط علیہ السلام کی کافر قوم سے بیزاری، نفرت اور بددعا۔
﴿قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ، رَبِّ نَجِّنِي وَ أَبْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ﴾ (169-26:168)

” حضرت لوط نے فرمایا میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔ اے میرے رب! مجھے اور میرے متعلقین کو ان کے کرتوتوں سے بچا لے۔“ (سورہ الشعراء، آیت نمبر 168-169)

مسئلہ 192: حضرت صالح علیہ السلام کی کافر قوم سے بیزاری اور نفرت۔
﴿فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جِثْمِينَ، فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رَسُولًا مِنْ رَبِّي وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّصِيحِينَ﴾ (79-7:78)

”بالآخر ایک زبردست زلزلہ آیا اور کافر اپنے گھروں میں اوندھے پڑھے رہ گئے اور صالح یہ کہتے ہوئے ان کی بستیوں سے نکل گئے کہ اے میری قوم! میں نے اپنے

رب کا پیغام تجھے پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ اپنے خیر

خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔“ (سورة الاعراف، آیت نمبر 78-79)

مسئلہ 193: حضرت شعیب علیہ السلام کی کافروں سے بیزاری اور نفرت۔

﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ أَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ﴾ (79:89)

”اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ

فرمادے۔ بے شک تو بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔“ (سورة الاعراف، آیت نمبر 89)

مسئلہ 194: حضرت ہود کی شرک سے بیزاری، نفرت اور لا تعلقی۔

﴿قَالَ إِنِّي أَشْهَدُ اللَّهَ وَ أَشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ﴾ (54:11)

”ہود نے کہا ”میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ جو شرک

تم کر رہے ہو میں اس سے قطعی بیزار ہوں۔“ (سورة ہود، آیت نمبر 54)

مسئلہ 195: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کفار سے بیزاری، نفرت اور دشمنی۔

﴿وَ قَالَ مُوسَى رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَآءَهُ زِينَةً وَ أَمْوَالاً فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَا

رَبَّنَا لِئَصْلُوا عَنْ سَبِيلِكَ ج رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا

يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ﴾ (88:10)

”موسیٰ نے دعا مانگی اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا

کی زندگی میں زینت اور اموال سے نواز رکھا ہے اے رب! کیا یہ اس لئے کہ وہ

لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکائیں؟ اے رب! ان کے مال غارت کردے اور ان کے دلوں پر ایسی مہر لگا دے کہ یہ ایمان نہ لائیں جب تک درد ناک عذاب نہ دیکھ

لیں۔“ (سورۃ یونس، آیت نمبر 88)

مسئلہ 196: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار اور مشرکین سے بیزاری، نفرت اور دشمنی۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اللَّهُمَّ أَعِزَّنِي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يُوسُفَ)) وَقَالَ ((اللَّهُمَّ عَلَيَّكَ بِأَبِي جَهْلٍ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مشرکین مکہ کے خلاف) بددعا فرمائی ”یا اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالہ قحط کی طرح ان پر سات برس کا قحط بھیج کر میری مدد فرما۔“ نیز یہ بھی فرمایا ”یا اللہ! ابو جہل کو ہلاک کردے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

.....

[1] کتاب الدعوات ، باب الدعاء علی المشرکین۔

.....

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا تُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَ النَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ حَتَّى لَا أَدَعَ إِلَّا مُسْلِمًا)) رَوَاهُ

مُسْلِمٌ [1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ”میں یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال باہر کروں گا اور یہاں مسلمانوں کے علاوہ کسی دوسرے (یعنی کافر یا مشرک) کو نہیں چھوڑوں گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أُخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأُجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُمْ أَجِيزُهُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال باہر کرنا البتہ (ان کے) وفود کی اسی طرح میزبانی کرنا جس طرح میں کرتا رہا ہوں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 197: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہل ایمان سے محبت اور

دوستی، کفار سے بیزاری، نفرت اور دشمنی۔

عَنْ عَطَائٍ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ يُؤْتِرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْقُنُوتِ أَلَلَهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ
 وَأَلْفَ بَيْنٍ قُلُوبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَأَنْصِرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَ عَذُوبِمْ أَلَلَهُمَّ الْعَنْ
 كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَكْذِبُونَ رُسْلَكَ وَيَقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ أَلَلَهُمَّ خَالَفَ بَيْنَ
 كَلِمَتِهِمْ وَ زَلَزَلْ أَقْدَامَهُمْ وَ أَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمَجْرِمِينَ-رَوَاهُ
 الْمَرْوَزِيُّ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ [3]

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قنوت میں یہ دعا مانگی ”یا اللہ! مومن مردوں اور مومن عورتوں کو، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے ان کے دلوں میں الفت ڈال دے اور ان کی آپس میں اصلاح

.....

[1] کتاب الجہاد ، باب اجلاء الیہود من الحجاز. [2] کتاب الجہاد، باب اخراج الیہود والنصارى من جزيرة العرب. [3] کتاب الوتر ، باب ما یدعی فی القنوت.

.....

فرمادے۔ اپنے اور ان کے (مشرکہ) دشمن کے خلاف ان کی مدد فرما، اے اللہ! اہل کتاب میں سے ان کافروں پر اپنی لعنت فرما جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے جنگ کرتے ہیں، اے اللہ! ان کے معاملات میں اختلاف ڈال دے ان کے قدم ڈگمگا دے اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما جسے تو مجرم لوگوں سے پھیرتا نہیں۔“ اسے مروزی نے قیام اللیل میں روایت کیا ہے۔

حُكْمُ الْبَرَاءِ عَنِ الْمُنَافِقِينَ

منافقین سے براءت کا حکم

مسئلہ 198: منافقوں سے قطع تعلق کا حکم ہے۔

﴿وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ط وَ

اللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ج فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ط وَ كَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾

(81:4)

” اور (منافق) کہتے ہیں ہم آپ کے فرمانبردار ہیں لیکن جب (آپ کی مجلس سے

اٹھ کر) باہر جاتے ہیں تو ان کا ایک گروہ راتوں کو جمع ہو کر تمہاری باتوں کے

خلاف مشورے کرتا ہے جو مشورے وہ کرتے ہیں اللہ ان سب کو لکھ رہا ہے تم

ان سے منہ پھیر لو اور اللہ پر توکل کرو، کارسازی کے لئے وہی کافی ہے۔“ (سورۃ

النساء، آیت نمبر 81)

مسئلہ 199: منافقین سے اللہ تعالیٰ کی بیزاری، دشمنی اور نفرت۔

1 ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط إِنَّ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ

ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْمُفْسِقِينَ﴾ (80:9)

”آپ ان (منافقین) کے لئے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں (برابر ہے) اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی دعا مغفرت کریں تو اللہ انہیں معاف نہیں فرمائے گا یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کفر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 80)

2 ﴿سَيَخْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ط فَاعْرِضُوا عَنْهُمْ ط إِنَّهُمْ رِجْسٌ زَوْءٌ مَّاؤُومٌ جَهَنَّمَ جَ جَزَائُ م بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (95:9)

”جب تم جنگ سے پلٹ کر ان کے پاس آؤ گے تو وہ تمہارے پاس آ کر اللہ کی قسمیں کھائیں گے

تاکہ تم ان سے درگزر کرو، ان سے منہ موڑ لو یہ ناپاک ہیں ان کا ٹھکانہ آگ ہے ان کرتوتوں کے بدلہ میں جو وہ کرتے رہے ہیں۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 95)

3 ﴿يَخْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ جَ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْمَافِقِينَ﴾ (96:9)

”منافق تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، اگر تم راضی ہو بھی گئے تو اللہ ان فاسقوں سے راضی نہیں ہوگا۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 96)

مسئلہ 200: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے منافق سے فوراً براءت کی۔

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ سَمِعَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَجُلًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ يَقُولُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْطُبُ لَيْنٌ كَانَ بُدَا صَادِقًا لَنَحْنُ شَرُّ مِنَ الْحَمِيرِ فَقَالَ زَيْدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ وَ اللَّهِ صَدَقَ وَ لَأَنْتَ شَرُّ مِنَ الْحِمَارِ وَ رَفَعَ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَحَدَهُ الْقَائِلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ (يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ...)-(الاية) فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي بَذِهِ الْأَيَّةِ تَضَدِيْقًا لِزَيْدٍ. رَوَاهُ فِي فَتْحِ الْبَارِي [1]

حضرت موسی بن عقبہ سے روایت ہے کہ ابن شہاب نے کہا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے منافقین میں سے ایک کو یہ کہتے ہوئے سنا اگر یہ شخص یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو پھر ہم سب گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے (سنتے ہی فوراً) جواب دیا ”اللہ کی قسم! بالکل سچی بات ہے کہ تو گدھے سے بھی بدتر ہے۔“ یہ بات جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو بات کہنے والا (منافق) اپنی بات سے پھر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”یہ لوگ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہیں کی حالانکہ انہوں نے یہ کفر کا کلمہ کہا ہے۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 74) اس آیت میں جو بات نازل فرمائی اس سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بات سچ ثابت ہوگئی۔“ یہ روایت فتح الباری میں ہے۔

[1] كتاب التفسير ، سورة المنافقون، باب قوله بم الذين يقولون
لا تنفقوا(8,651).

حُكْمُ الْبَرَاءِ عَنِ الْفَسَاقِ وَ الْفَجَّارِ

فاسق اور فاجر لوگوں سے براءت کا حکم

مسئلہ 201: اہل ایمان کو فاسق و فجار سے براءت کا حکم ہے۔

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (19:59)

”(اے لوگو، جو ایمان لائے ہو!) ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو

بھلا دیا اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خود انہیں ان کا اپنا نفس بھلا

دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔“ (سورۃ الحشر، آیت نمبر 19)

مسئلہ 202: اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعتی سے بیزار

اور اظہار نفرت۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَعَنَ اللَّهُ مَنْ

ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ وَ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَ لَعَنَ اللَّهُ

مَنْ آوَى مُخِدِّثًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح

کرے، جو زمین کی حدیں تبدیل کرے، جو اپنے والد پر لعنت کرے اور جو بدعتی کو پناہ دے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ وَقَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى بَدَمِ الْإِسْلَامِ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ [2] (حسن)

حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے بدعتی کی عزت کی اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔“ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 203: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بدعتیوں سے بیزاری اور نفرت۔

.....

[1] کتاب الاضاحی ، باب تحریم الذبح لغير الله . [2] مشکوة المصابيح ، للالبانی ، کتاب الايمان ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة (1، 189).

.....

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، فَقَالَ لَهُ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَخَذَتْ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَخَذَتْ فَلَا تَقْرِئَهُ مِنِّي

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا ”فلاں آدمی نے آپ کو سلام کہا ہے۔“ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”میں نے سنا ہے کہ اس نے بدعت ایجاد کی ہے، اگر یہ صحیح ہے تو اسے میری طرف سے سلام مت پہنچانا۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 204: اہل ایمان کو فاسق اور فاجر لوگوں کی مجالس سے دور رہنا چاہئے اور ان کی دعوت وغیرہ قبول نہیں کرنی چاہئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَفْعُدُ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالْخَمْرِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ [2] (صحیح)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب رکھی گئی ہو۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِئِينَ أَنْ يُؤْكَلَ-رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [3] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم فخر جتلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

[1] مشکوٰۃ المصابیح ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحديث 116. [2]
مشکوٰۃ المصابیح ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحديث 118. [3] ارواء
الغلیل ، للالبانی ، 6,7.

اِقْتِضَاءُ الْبَرَاءِ عَنِ الْكُفَّارِ

کفار سے براءت کے تقاضے

مسئلہ 205: کفار سے براءت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی باتیں نہ مانیں جائیں ان

کے مفادات اور خواہشات کا تحفظ نہ کیا جائے۔

1 ﴿وَلَا تُطِيعِ الْكُفْرَيْنِ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذُنَهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ط وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾.

(48:33)

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کفار اور منافقین کی باتیں ہرگز نہ مانو اور ان

کی طرف سے اذیت رسانی کی پرواہ نہ کرو، اللہ پر توکل کرو، کارسازی کے لئے

اللہ کی ذات کافی ہے۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 48)

2 ﴿فَلَا تُطِيعِ الْكُفْرَيْنِ وَجَابِذُهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيرًا﴾ (52:25)

”اے بنی صلی اللہ علیہ وسلم! کافروں کی بات ہرگز نہ مانو، اور اس قرآن کو لے

کر ان کے خلاف زبردست جہاد کرو۔“ (سورۃ الفرقان، آیت نمبر 52)

3 ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِيعِ الْكُفْرَيْنِ وَالْمُنَافِقِينَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا

حَكِيمًا، وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا، وَتَوَكَّلْ

عَلَى اللَّهِ ط وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾ (3-33:1)

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے ڈرو اور کفارو منافقین کی اطاعت نہ کرو
 بے شک اللہ تعالیٰ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو کچھ تیرے رب
 کی طرف سے تیری طرف وحی کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو بے شک اللہ تعالیٰ
 پوری طرح خبردار ہے اس سے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو۔ اللہ پر توکل
 کرو، کارسازی کے لئے اللہ کی ذات کافی ہے۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 1-3)

4. ﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ بَوَهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾ (18:28)

”جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی
 خواہش نفس کی پیروی کی ہے اور جس کا معاملہ افراط تفریط پر مبنی ہے
 ایسے شخص کی بات نہ مانو۔“ (سورۃ الکہف، آیت نمبر 28)

مسئلہ 206: کافروں سے برأت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ان کے مقابلہ میں اہل
 ایمان ڈٹ جائیں اور ہلکے نہ پڑیں۔

﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَ لَا يُسَخِّمَنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ﴾ (60:30)

”پس اے نبی! صبر کرو، اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقیناً سچا ہے اور جو لوگ یقین نہیں
 رکھتے وہ آپ کو ہرگز ہلکا نہ پائیں۔“ (سورۃ الروم، آیت نمبر 60)

مسئلہ 207: کفار کا ہر محاذ پر پوری قوت سے مقابلہ کیا جائے اور ان سے کسی
 قسم کی نرمی اختیار نہ کی جائے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَ مَاؤْنِمِ جَهَنَّمَ ط وَ بُئْسَ

الْمَصِيرُ﴾-(9:66)

”اے نبی! کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔“ (سورۃ التحریم، آیت

نمبر 9)

مسئلہ 208: کافروں کو اپنے یا دوسرے مسلمانوں کے راز مہیا نہ کئے جائیں نہ بی اہم ملکی امور میں ان سے مشاورت کی جائے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةٍ مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ط﴾-(118:3)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے (مومن) ساتھیوں کے علاوہ تم کسی دوسرے کو اپنا ہماراز نہ بناؤ کیونکہ وہ تمہیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے۔“ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 118)

مسئلہ 209: کافر یا مشرک کو کسی ایسے منصب یا عہدے پر مقرر نہ کیا جائے جہاں وہ مسلمانوں کے اندرونی احوال و اسرار سے واقف ہوسکے۔

عَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ بَدْرِ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُدْكَرُ مِنْهُ جَزَاءٌ وَ نَجْدَةٌ فَفَرِحَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ فَلَمَّا

أَذْرَكَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتُ لِأَتَّبِعَكَ وَ أُصِيبَ مَعَكَ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ)) قَالَ: لَا، قَالَ ((فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَنِي بِمُشْرِكٍ)) قَالَتْ: ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ أَذْرَكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ ((فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَنِي بِمُشْرِكٍ)) قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ فَأَذْرَكَ بِالْبَيْدَائِي فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ ((تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ)) قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَانْطَلِقْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ، کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے تو حرة الوبرہ (مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام) کے مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی ملا جس کی شجاعت اور بسالت کا بڑا چرچا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے دیکھ کر خوش ہوئے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر عرض کیا ”میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں اور جو کچھ (مال غنیمت) ملے اس سے میں بھی حصہ پاؤں۔“ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا ”کیا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے

ہو؟“ اس نے عرض کیا ”نہیں!“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”چلا جا میں مشرک سے مدد نہیں چاہتا۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے گئے۔ شجرہ کے مقام پر پہنچے تو پھر وہی شخص دوبارہ حاضر ہوا اور اس نے اپنی پہلی بات دہرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے وہی جواب دیا کہ ”چلا جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔“ وہ آدمی پلٹ گیا لیکن بیداء کے مقام پر تیسری مرتبہ حاضر ہوا(اور وہی بات عرض کی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پھر وہی بات پوچھی ”کیا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟“ اس بار اس نے عرض کیا ”ہاں!“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اچھا پھر آجا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 210: سامان حرب و ضرب اور اسلحہ سازی کے ذریعہ کفار کو خوفزدہ رکھا جائے۔

.....

[1] کتاب الجہاد ، باب کراۃ الاستعانة فی الغزو بکافر الالاحاجة او

.....

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرِيبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَ
عَدُوَّكُمْ وَ آخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ جَ لَا تَعْلَمُونَهُمْ جَ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ط وَ مَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ﴾ (60:8)

”جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقتور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے
ان کے مقابلہ کے لئے تیار رکھو تاکہ اس کے ذریعہ تم لوگ اللہ کے اور اپنے
دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان دشمنوں کو بھی جنہیں اللہ جانتا ہے تم
نہیں جانتے۔ اللہ کی راہ میں تم جو کچھ خرچ کرو گے اس کا تمہیں بھرپور
اجر دیا جائے گا اور تمہارا حق مارا نہیں جائے گا۔“ (سورۃ الانفال، آیت نمبر 60)

مسئلہ 211: کفار کے سامنے اپنی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہونے دی جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَصْحَابَهُ مَكَّةَ وَ قَدْ وَبَّئَتْهُمْ حُمَى يَثْرِبَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدُمُ عَلَيْكُمْ عَدَا قَوْمٍ
قَدْ وَبَّئَتْهُمْ الْحُمَى وَ لَقُوا مِنْهَا شِدَّةً فَجَلَسُوا مِمَّا يَلِي الْحِجْرَ وَ أَمَرَنِمُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَزْمَلُوا ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكَّتَيْنِ لِيَرَى الْمُشْرِكِينَ
جَلَدَنِمُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ بُولَائِي الَّذِينَ رَعَمْتُمُ أَنَّ الْحُمَى قَدْ وَبَّئَتْهُمْ بُولَائِي أَجَلَدُ مِنْ

كَذَا وَ كَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ (عمرة القضا کے لئے) مکہ تشریف لائے انہیں مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا تھا۔ مشرکوں نے یہ پروپیگنڈہ کر رکھا تھا کہ کل تمہارے پاس کچھ لوگ آنے والے ہیں جنہیں بخار نے بہت کمزور کر رکھا ہے اور وہ بیماری کی شدت سے نڈھال ہو چکے ہیں۔ چنانچہ مشرک لوگ (مسلمانوں کو دیکھنے کے لئے حرم میں) حطیم کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں خوب اکڑ اکڑ کر تیز تیز قدم چلیں۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام چال سے چلیں تاکہ مشرکوں کو مسلمان طاقتور اور صحت مند دکھائی دیں (چنانچہ ایسا ہی ہوا) مشرکین نے مسلمانوں کو رمل کرتے دیکھا تو کہنے لگے ان لوگوں کے بارے میں تم کہتے ہو کہ انہیں بخار نے کمزور کر رکھا ہے یہ بڑے طاقتور اور اچھے بھلے صحت مند ہیں۔ اسے مسلم نے

.....

[1] کتاب الحج ، باب استحباب استلام الرکنین الیمانین فی الطواف....

.....

روایت کیا ہے۔

مسئلہ 212: کسی بڑے سے بڑے کافر کو بھی عام مسلمان کے مقابلہ میں قابل احترام نہ سمجھا جائے نہ ہی کفار کے مفادات کو مسلمانوں کے مفادات پر ترجیح دی جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَشْرَجٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنََّّهُ جَاءَ يَوْمَ الْفَتْحِ مَعَ أَبِي سَفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ أَصْحَابِهِ فَقَالُوا هَذَا أَبُو سَفْيَانَ وَ عَائِذُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَذَا عَائِذُ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ أَبُو سَفْيَانَ، الْإِسْلَامُ أَعَزُّ مِنْ ذَلِكَ، الْإِسْلَامُ يَغْلُو وَ لَا يَغْلَى)) رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَ الْبَيْهَقِيُّ [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن حشرج اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فتح مکہ کے روز ابو سفیان بن حرب کے ساتھ حاضر ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ”یہ ابو سفیان (ابھی اسلام نہیں لائے تھے لیکن قریشی سرداروں میں سے تھے) اور عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ (یہ مسلمان تھے لیکن عام آدمی تھے) آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”(نہیں یوں کہو) یہ عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ابو سفیان آئے ہیں۔

اسلام(کفر کے مقابلہ میں)بہت زیادہ عزت والا ہے۔اسلام غالب ہے مغلوب نہیں۔“

اسے دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے

وضاحت 1 بین الاقوامی قوانین کے تحت غیر مسلم حکمرانوں اور

سفیروں کو پروٹوکول مہیا کرنا اور بات ہے ان سے قلبی دوستی کرنا یا دل سے

ان کا احترام کرنا دوسری بات ہے۔اسلام نے دوسری بات سے منع فرمایا ہے۔

2.کفار کے مفادات کو ترجیح نہ دینے سے مراد یہ ہے کہ اگر حصول علم کے لئے

مسلمانوں کے تعلیمی ادارے موجود ہوں تو کفار کے تعلیمی اداروں کو ترجیح

نہیں دینی چاہئے۔مسلمانوں کا مال تجارت اور مصنوعات موجود ہوں تو کفار

کے مال تجارت اور مصنوعات کو ترجیح نہیں دینی چاہئے،مسلمانوں کی

افراد قوت موجود ہو تو کفار کی افرادی قوت کو ترجیح نہیں دینی چاہئے

مسئلہ 213:اسلامی ریاست کو چھوڑ کر کافر ملک میں رہائش اختیار نہ کی

جائے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَّا بَعْدُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وسلم((مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَ سَكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْلُهُ))رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ[2](صحیح)

.....

[1] ارواء الغلیل، للالبانی، رقم الحديث 1268 (10,5). [2] کتاب الجہاد، باب

فی الاقامة بارض المشرك.

.....

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ”جو شخص مشرک کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور اس کے ساتھ سکونت اختیار کرے وہ بھی اس جیسا ہے۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تُسَاكِنُوا الْمُشْرِكِينَ وَلَا تُجَامِعُوهُمْ فَمَنْ سَاكَنَهُمْ أَوْ جَامَعَهُمْ فَلَيْسَ مِنَّا)). رَوَاهُ الْحَاكِمُ [1]
(حسن)

حضرت سمرہ (بن جندب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مشرکوں کے ساتھ سکونت اختیار نہ کرو نہ ہی ان کے ساتھ اکٹھے رہو جو ان کے ساتھ سکونت اختیار کرے گا یا ان کے ساتھ اکٹھا رہے گا وہ ہم میں سے نہیں۔“ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يَقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وسلم لم ؟ قَالَ ((لَا تَزَايَا نَارَانِمَا)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [2]

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں ہر اس مسلمان سے بری الذمہ ہوں جو کافروں کے درمیان رہے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”کیوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس لئے کہ مسلمانوں اور کافروں کی آگ اکٹھی نہیں جل سکتی۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے مسئلہ 214: مشرکین کے درمیان رہائش پذیر نو مسلم کو اگر ہجرت کے وسائل میسر ہوں تو اسے مشرکین سے علیحدگی اختیار کر لینی چاہئے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ط قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ط قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ط فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ط وَ سَاءَ ثَ مَصِيرًا، إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا، فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفُو عَنْهُمْ ط وَ كَانَ اللَّهُ

.....

[1] مستدرک حاکم ، ج 2 ، ص 141. [2] کتاب الجہاد، باب النہی عن قتل من

اعتصم بالسجود (2، 2304).

.....
(عَمُّوْا عَمُّوْرًا)۔ (99-4:97)

”جو لوگ (ایمان لانے کے بعد کافروں کے درمیان قیام پذیر ہو کر) اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں ان کی روحیں جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور اور مغلوب تھے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے جو کہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے، بہت ممکن ہے اللہ انہیں معاف فرمادے اللہ درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 97-99)

عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُوَيْبَاعُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْشِطْ يَدَكَ حَتَّى أَبَايَعَكَ وَاشْتَرِطْ عَلَيَّ فَأَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ ((أَبَايَعُكَ عَلَى أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ وَتُتَاصِحَ الْمُسْلِمِينَ وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [1] (صحیح)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ میں

نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا دست مبارک بڑھائیں تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کروں اور جو شرط لگانا چاہیں وہ لگائیں کیونکہ آپ ہی دین کا علم رکھنے والے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں تم سے ان باتوں پر بیعت لیتا ہوں۔ 1. اللہ کی عبادت کرنا۔ 2. نماز قائم کرنا۔ 3. زکاۃ ادا کرنا۔ 4. مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا اور... مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرنا۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْ مُشْرِكٍ أَشْرَكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا حَتَّى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ)). رواه ابن ماجه [2] (حسن)

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کسی ایسے مشرک کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتے جو اس نے اسلام لانے کے بعد کیا ہو حتیٰ کہ وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں میں داخل ہو جائے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

.....

[1] کتاب البیعة ، باب البیعة علی فراق المشرک (3,3893). [2] کتاب الحدود ،

باب المرتد عن دینہ (2,2055).

.....

مسئلہ 215: کفار و مشرکین سے مشابہت اختیار نہ کی جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَشَبَّهَ

بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا ”جس نے کسی (دوسری) قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی

میں سے ہے۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے

وضاحت: کفار و مشرکین کی جن چیزوں میں مشابہت سے روکا گیا ہے وہ یہ

ہیں: 1. عقائد۔ 2. عبادات۔ 3. مذہبی شعائر۔ 4. تہوار اور ... عادات و اطوار اور

طرز معاشرت۔

مسئلہ 216: کفار و مشرکین کی دل سے تعظیم نہ کی جائے۔

{وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ} (8:63)

”عزت تو صرف اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان کے لئے ہے لیکن منافق جانتے

نہیں۔“ (سورۃ المنافقون، آیت نمبر 8)

وضاحت: کفار و مشرکین کی تعظیم نہ کرنے میں کفار و مشرکین کے شعائر(مثلاً صلیب وغیرہ) کفار کے تہوار(مثلاً کرسمس ڈے وغیرہ) کفار کے مذہبی مقامات(مثلاً گرجا وغیرہ) اور ان کے مذہبی راہنما(مثلاً پوپ) وغیرہ بھی شامل ہیں۔ یاد رہے تعظیم نہ کرنے سے مراد ان چیزوں کو گالی دینا، برا بھلا کہنا یا لعن طعن کرنا برگز نہیں بلکہ انہیں وہ مقام اور مرتبہ دینا ہے جو مسلمان اپنے شعائر(مثلاً قرآن مجید) اپنے تہوار(مثلاً عیدین) اپنے مذہبی مقامات(مثلاً مساجد) اور اپنے مذہبی راہنماؤں(مثلاً ائمہ کرام اور فقہاء عظام) کو دیتے ہیں۔

مسئلہ 217: احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ کو چھوڑ کر کفار و مشرکین کے لیڈروں اور دانشوروں کے اقوال کو ”اقوال زریں“ کہہ کر پیش نہ کیا جائے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَ خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَ شَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَ كُلُّ بَذْعَةٍ ضَالَّةٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”حمد و ثنا کے بعد(یاد رکھو) بہترین بات اللہ

.....

[1] کتاب اللباس ، باب فی لبس الشهرة (2,3401). [2] کتاب الجمعة ، باب رفع

الصوت بالخطبة.

.....

کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے اور ہر بدعت (نئی ایجاد شدہ چیز) گمراہی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 218: کفار و مشرکین کے مرنے کے بعد ان کے لئے مغفرت کی دعا نہ کی جائے۔

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْهُمْ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ آصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ (113:9)

”نبی کے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ انہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مشرک جہنمی ہیں۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 113)

مسئلہ 219: کافروں کو پہلے سلام نہ کیا جائے۔

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَبْدُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَىٰ بِالسَّلَامِ إِذَا لَقَيْتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاصْطَرُّوهُ إِلَىٰ

أَضَيِّقُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہود و نصاریٰ کو پہلے سلام نہ کہو اور جب تم ان میں سے کسی کو راستے میں ملو تو اسے تنگ راہ کی طرف چلنے پر مجبور کر دو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: تنگ راہ کی طرف چلنے پر مجبور کرنے سے مراد یہ ہے کہ جس راستہ پر مسلمان چل رہے ہوں وہ اس راستے سے الگ ہو کر چلیں تاکہ اسے اپنے غیر مسلم ہونے کا احساس ہو، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب راستہ پر ہجوم ہو۔

مسئلہ 220: کفار کو وعلیکم السلام نہ کہا جائے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْنَا فَكَيْفَ نَرُدُّ عَلَيْهِمْ ؟

فَقَالَ ((فَقُولُوا وَ عَلَيْكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

.....

[1] کتاب السلام ، باب النہی عن ابتداء اہل الكتاب بالسلام و کیف [2] کتاب

السلام ، باب النہی عن ابتداء اہل الكتاب بالسلام و کیف

.....

”اہل کتاب ہمیں سلام کہتے ہیں ہم ان کا جواب کس طرح دیں؟“ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کہو، وعلیکم۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 221: کافروں کی مادی ترقی، دنیاوی خوشحالی اور شان و شوکت کی

طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا جائے نہ رشک کیا جائے۔

﴿وَلَا تَمُدَّنْ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَا يُغْنِي عَنْهُمْ فِيهِ

ط وَرِزْقُ رَبِّكَ حَازِلٌ ۚ﴾ (131:20)

”اے محمد! ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو دنیوی شان و شوکت دے رکھی

ہے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں

ڈالنے کے لئے دی ہے۔ اصل میں تو تیرے رب کا (دیا ہوا) رزق ہی بہتر اور باقی رہنے

والا ہے۔“ (سورۃ طہ، آیت نمبر 131)

مسئلہ 222: دین کے معاملہ میں کفار و مشرکین کا حکم نہ مانا جائے خواہ وہ

اپنے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا ط وَ إِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ

فَلَا تُطِعْهُمَا ط إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾-(8:29)

”اور ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن

اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تیرے پاس

کوئی علم (یعنی ثبوت) نہیں تو ان کی اطاعت نہ کر تم سب کو میری ہی طرف

پلٹنا ہے پھر میں تم کو بتاؤں گا تم کیا کرتے رہے ہو۔“ (سورة العنكبوت، آیت

نمبر 8)

مسئلہ 223: شدید ضرورت کے باوجود کفار اور مشرکین سے اقتصادی امداد نہ

لی جائے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ شَكَّوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

الْجُوعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بَطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنْ حَجَرَيْنِ-رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1]

.....

[1] کتاب الزهد ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب ما جاء في معيشة

اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم.

.....

حضرت انس بن مالک اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (غزوہ احزاب کے موقع پر) ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور ہم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ ہم نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھ رکھا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر (بھوک کی وجہ سے) دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

الجزء الرابع

(حصہ چہارم)

حُكْمُ الْإِحْسَانِ لِغَيْرِ الضَّارِّينَ مِنَ الْكُفَّارِ
بے ضرر کفار سے حسن سلوک کا حکم

حُكْمُ الْإِحْسَانِ لِغَيْرِ الضَّارِّينَ مِنَ الْكُفَّارِ

بے ضرر کفار سے حسن سلوک کا حکم

مسئلہ 224: اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی نہ رکھنے والے کفار سے عدل و

انصاف کے تقاضوں کے مطابق حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔

﴿لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ

تَبْرَأْتُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ط إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾، إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ

قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ج

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (9-60)

”جن لوگوں نے تمہارے ساتھ دین کے معاملہ میں کوئی جنگ نہیں کی نہ ہی

تمہیں گھر سے نکالا ہے ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے تمہیں

اللہ تعالیٰ منع نہیں فرماتا، اس لئے کہ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو ہی پسند

کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے محبت کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے

تمہارے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ کی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور

تمہیں بے گھر کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی، ایسے کافروں سے جو لوگ

دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔“ (سورة الممتحنة، آیت نمبر 8-9)

مسئلہ 225: اسلامی حکومت کے وفادار، ذمیوں کے جان و مال کی حفاظت کرنا

اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ

قَتَلَ مُعَابِدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنْ رِيحُهَا تُوجَدُ مِنْ مَيْسَرَةٍ أَرْبَعِينَ غَامًا)). رَوَاهُ

الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے کسی ذمی کو

.....

[1] کتاب الجزیہ والموادعہ، باب اثم من قتل معابدا بغیر جرم.

.....

(ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا جبکہ جنت کی خوشبو

چالیس سال کی مسافت سے آتی ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ عَنْ عُمَرَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصِيَهُ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَ ذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤْفَى

لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَ أَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَ لَا يَكْلَفُوا إِلَّا طَائِفَتَهُمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (دنیا سے رخصت ہوتے وقت بعد میں بننے والے

خليفة کو) وصیت فرمائی کہ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں سے کئے ہوئے

عہد کو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ سمجھتے ہوئے پورا کرے ان کی جانیں بچانے کے لئے (غیر ذمی کافروں سے) لڑے اور ان کی طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دے (یعنی ان کی استطاعت سے زیادہ جزیہ وصول نہ کرے۔)“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 226: مشرک ماں باپ کی اسلام دشمنی کے باوجود ان کے ساتھ ادب اور احترام کے ساتھ پیش آنے کا حکم ہے۔

﴿وَإِنْ جَاءَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطْعِمَهُمَا وَصَاحِبَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (31:15)

”اور اگر والدین تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا جسے تو نہیں جانتا، تو ان کی بات ہرگز نہ مان لیکن دنیا میں ان دونوں کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ، اور پیروی اس شخص کے راستے کی اختیار کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے، پھر تم سب کو میری طرف پلٹنا ہے میں تم کو بتاؤں گا جو کچھ تم عمل کرتے رہے ہو۔“ (سورۃ لقمان، آیت نمبر 15)

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَتْ أُمِّي وَبِي مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمَدَّتْهُمْ إِذْ عَابَدُوا النَّبِيَّ مَعَ أَبِيهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ فَقُلْتُ ((إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَبِي

زَاغِبَةً)) قَالَ ((نَعَمْ صَلَّى أُمِّي)). زَوَاةُ الْبُخَارِيِّ [2]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کہتی ہیں میری والدہ اس زمانے میں مدینہ آئی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے درمیان صلح (حدیبیہ) ہو چکی تھی، اس کا والد (یعنی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا

.....

[1] کتاب الجہاد ، باب یقاتل عن اہل الذمۃ. [2] کتاب الادب ، باب صلتۃ المرأة امہا و لہا زوج.

.....

نانا) بھی اس کے ساتھ تھا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ”میری ماں آئی ہے اور اسے اسلام سے سخت نفرت ہے اس سے کیسا سلوک کروں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس سے اچھا سلوک کر۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 227: اگر کوئی کافر یا مشرک مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا چاہئے۔

عَنْ جَبْرِ بْنِ مَطْعَمٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ أَقَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ ((لَوْ كَانَ الْمَطْعَمُ بْنُ عَدِيِّ حَيًّا
ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي بُلَايِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا کہ ”اگر مطعم بن عدی آج زندہ ہوتا اور مجھ سے ان گندے قیدیوں کو رہا کرنے کی درخواست کرتا تو میں انہیں اس کی خاطر رہا کر دیتا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: مطعم بن عدی مشرک تھا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے افسردہ اور زخمی حالت میں واپس تشریف لائے تو مکہ میں داخل ہونے کے لئے مطعم بن عدی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی تھی اس احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ادا فرمائے تھے۔

مسئلہ 228: مصیبت میں مبتلا کافر یا مشرک کی مدد کرنے پر بھی اجر و ثواب ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ بَذَا الْكَلْبِ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ

الَّذِي كَانَ بَلَغَ بَيْنَ فَتَزَلَ الْبُزْ فَمَلَأَ حُمْفَةً ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِيَمِينِهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ
 فَقَعَمَرَلَهُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟
 فَقَالَ ((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٌ أَجْرٌ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ”ایک آدمی کسی سفر میں جا رہا تھا کہ راستے میں اسے سخت پیاس
 لگی اسے ایک کنواں ملا اس میں اترا اور پانی پی کر باہر آگیا، اس نے دیکھا کہ
 ایک کتاب پیاس کی شدت سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ آدمی نے سوچا اس کتے کو بھی
 پیاس کی وجہ سے ویسی ہی

.....

[1] کتاب المغازی ، باب. [2] کتاب الادب ، باب رحمة الناس والبهائم.

.....

تکلیف ہوگی جیسی مجھے تھی، چنانچہ وہ (دوبارہ) کنویں میں اترا اپنا جوتا
 پانی سے بھرا اور اسے منہ میں تھام کر باہر نکلا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ
 تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر افزائی فرمائی اور اس کو بخش دیا۔“
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا
 جانوروں کے ساتھ حسن سلوک پر بھی اجر ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا ”ہر زندہ کے ساتھ حسن سلوک پر اجر ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 229: دوران جنگ قتال میں حصہ نہ لینے والے کافروں اور مشرکوں کو قتل کرنا منع ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَجَدْتُ امْرَأَةً مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہ عنہما کہتے ہیں کسی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت قتل کی گئی دیکھی تو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 230: کسی کافر یا مشرک کو امان دینے کے بعد قتل کرنا منع ہے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 162 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 231: اسلام قبول کرنے کے لئے کفار یا مشرکین پر جبر کرنے کی اجازت نہیں۔

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ جَ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ جَ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى جَ لَا نَفْصَامَ لَهَا ط وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (2:256)

”دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے، نیکی اور گمراہی ایک دوسرے سے الگ کردی گئی ہے جس شخص نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے ایک مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ اللہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔“ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 256)

مسئلہ 232: دوران جنگ اگر کوئی کافر یا مشرک اسلامی تعلیمات سمجھنا چاہے تو اسے پناہ دے کر دین کی تعلیمات سمجھانی چاہئیں اگر وہ ایمان نہ لائے تو

[1] کتاب الجہاد ، باب قتل النساء فی الحرب.

اسے بحفاظت اس کے ٹھکانے پر پہنچانے کا حکم ہے۔

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلُغْهُ مَأْمَنَهُ ط
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (6:9)

”اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص پناہ مانگ کر تمہارے پاس آنا چاہے (تاکہ اللہ کا کلام سنے) تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے (اگر وہ ایمان نہ لائے تو) اسے واپس اس کے ٹھکانے تک پہنچا دو۔ یہ اس لئے کرنا چاہئے کہ مشرک جانتے نہیں۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 6)

مسئلہ 233: دینی مفاد کے پیش نظر کافر یا مشرک کی عیادت کرنا جائز ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ غُلَامًا يَهُودِيًّا كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَرَّصَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزُذُهُ فَقَالَ ((أَسْلِمَ)) فَأَسْلَمَ. رَوَاهُ

الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے (عیادت کے بعد) اسے فرمایا ”مسلمان ہو جا“ اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 234: کافروں اور مشرکوں کی زندگی میں ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنی جائز ہے۔

عَنْ أَبِي بُرَيْزَةَ صَدِيقِ الطُّفَيْلِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُو عَلَيْهِمْ فَقَالَ ((اللَّهُمَّ ائِدْ دَوْسًا وَأَتِ بِهِمْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ (دوسی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قبیلہ دوس نے (اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی اور (ایمان لانے سے) انکار کیا ان کے

لئے بددعاء فرمائیں۔“ لوگ سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے واقعی
بد دعا فرمائیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”یا اللہ! قبیلہ
دوس کو ہدایت عطا فرما اور انہیں میرے پاس لے آ۔“ اسے بخاری نے روایت کیا
ہے۔

وضاحت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد قبیلہ دوس ایمان لے آیا اور
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی۔

[1] کتاب المرضى ، باب عیادة المشرک. [2] کتاب الدعوات ، باب الدعاء
للمشرکین.

جَنّالِیث
پہلیا گیشٹائز

اصطلاحات

مکتبہ رحمانیہ اسلامیہ
حصہ طبرکہ ہادی
کے طبع ہوا



پہلیا گیشٹائز
پہلیا گیشٹائز

توحید کے مسائل ① آئین مناکہ مسائل ②

طہار کے مسائل ② نماز کے مسائل ④

بنائے کے مسائل ③ ذریعہ شریکے مسائل ⑤

نہم کے مسائل ⑦ زکوٰۃ کے مسائل ⑧

روزوں کے مسائل ⑨ حج اور عمرہ کے مسائل ⑩

مجاہد کے مسائل ⑪ نکاح کے مسائل ⑫

علاق کے مسائل ⑬ بدلت کا بیان ⑭

جہنم کا بیان ⑮ شہادت کا بیان ⑯

قبر کا بیان ⑰ علا قیامت کا بیان ⑱

قیامت کا بیان ⑲ دوستی اور دشمنی ⑳

نہال قرآن مجید ㉑ تھیماٹ قرآن مجید ㉒

نہال سورۃ المبین ㉓ ختق سورۃ المبین ㉔

مساہد کا بیان ㉕ لہاس کا بیان ㉖

اعطامات لونی ㉗ کبیر کتابوں کا بیان ㉘

